دعا عند اهل بيت

محمد مہدی آصفی

مترجم: سید ضرغام حیدر نقوی

دعا کی تعریف

دعا یعنی بندے کا خدا سے اپنی حا جتیں طلب کرنا ۔

دعا کی اس تعریف کی اگر تحلیل کی جا ئے تو اس کے مندرجہ ذیل چار رکن ہیں :

۱۔مدعو:خدا وند تبارک و تعالیٰ۔

۲۔داعی :بندہ۔

۳۔دعا :بندے کا خدا سے ما نگنا۔

۴۔مدعو لہ:وہ حا جت اور ضرورت جو بندہ خدا وند قدوس سے طلب کر تا ہے ۔

ہم ذیل میں ان چاروں ارکان کی وضاحت کر رہے ہیں :

۱۔مدعو : یعنی دعا میں جس کو پکارا جاتا ہے وہ خدا وند قدوس کی ذات ہے :

۱۔خداوند قدوس غنی مطلق ہے جو آسمان اورزمین کا مالک ہے جیسا کہ ارشاد ہو تا ہے :

<اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہُ مُلْکُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ>[1]

"کیا تم نہیں جا نتے کہ آسمان و زمین کی حکو مت صرف اللہ کےلئے ہے "

<وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمَاواتِ وَالْاَرْضِ وَمَابینَہُمَایَخْلُقُ مَایَشَا ءُ>[2]

"اور اللہ ہی کےلئے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی کل حکو مت ہے "

۲۔خداوند عالم کا خزانہ جود و عطا سے ختم نہیں ہو تا :

<اِنَّ ھٰذَاالرزْقنَامَالَہُ مِنْ نِفَاد>[3]

"یہ ہمارا رزق ہے جو ختم ہو نے والا نہیں ہے "سورئہ ص آیت / ۵۴۔

<کُلّاًنُمِدُّ ھٰوٴُلَاءِ وَ ھٰوٴُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّکَ وَمَاکَانَ عَطَاءُ رَبِّکَ مَحْظُوراً>[4]

"ہم آپ کے پر ور دگار کی عطا و بخشش سے اِن کی اور اُن سب کی مدد کر تے ہیں اور آپ کے پر ور دگار کی عطا کسی پر بند نہیں ہے "

اور دعا ئے افتتاح میں وارد ہو ا ہے :"لَاتَزِیْدُہُ کَثْرَۃ العَطَاءِ اِلَّاجُوْداًوَکَرَماً "

"اور عطا کی کثرت سوائے جود و کرم کے اور کچھ زیا دہ نہیں کر تی "

---

[1] سورئہ بقرہ آیت/ ۱۰۷۔

[2] سورئہ ما ئدہ آیت/۱۷ ۔

[3] سورئہ ص آیت ۵۴۔

[4] سورئہ اسرا ء آیت ۲۰۔

۳۔وہ اپنی ساحت و کبریا ئی میں کو ئی بخل نہیں کر تا ،کسی چیز کے عطا کر نے سے اس کی ملکیت کا دائرہ تنگ نہیں ہو تا ،وہ اپنے بندو ں پر اپنی مر ضی سے جو جو د و کرم کرے اس سے اس کی ملکیت میں کو ئی کمی نہیں آتی اور وہ بندوں کی حا جتوں کو قبول کر نے میں کوئی دریغ نہیں کرتا ۔

اگر کو ئی بندہ اس کو پکا رے تو وہ دعا کو مستجاب کر نے میں کسی چھوٹے بڑے کا لحاظ نہیں کرتاہے چونکہ خود اسی کا فر مان ہے :<اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ >"مجھ سے دعا کرومیں قبول کرونگا"مگر یہ کہ خود بندہ دعا مستجا ب کرانے کی صلا حیت نہ رکھتا ہو ۔چو نکہ بندہ اس با ت سے آگاہ نہیں ہو تا کہ کو نسی دعا قبول ہو نی چا ہئے اور کو نسی دعا قبول نہیں ہو نی چا ہئے فقط خدا وند عالم اس چیز سے واقف ہے کہ بندے کےلئے کونسی دعاقبولیت کی صلاحیت رکھتی ہے اور کو نسی قبولیت کی صلا حیت نہیں رکھتی جیساکہ دعا ئے افتتاح میں آیا ہے :

<وَلَعَلَّ الَّذِیْ اَبْطَاَعَنِّیْ ھُوَخَیْرٌلِیْ لِعِلْمِکَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ،فَلَمْ اَرَمَوْلیً کَرِیْماًاَصْبِرَعَلٰی عَبْدٍلَئِیْمٍ مِنْکَ عَلَيَّ>

"حالانکہ توجانتا ہے کہ میرے لئے خیر اس تاخیر میں ہے اس لئے کہ تو امور کے انجا م سے باخبرہے میں نے تیرے جیساکریم مولا نہیں دیکھا ہے جو مجھ جیسے ذلیل بندے کوبرداشت کرسکے "

۲۔داعی :(دعا کر نے والا)

بندہ ہر چیز کا محتاج ہے یہا ں تک کہ اپنی حفا ظت کر نے میں بھی وہ اللہ کا محتا ج ہے ارشاد ہو تا ہے :

<یَا اَیُّھَاالنَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ>[1]

"انسانوں تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیر ہو اور اللہ صاحب دو لت اور قابل حمد و ثنا ہے "

<وَاللّٰہُ الغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ>[2]

"خدا سب سے بے نیاز ہے اور تم سب اس کے فقیر اور محتاج ہو "

انسان کے پاس اپنے فقر سے بہتر اور کو ئی چیز نہیں ہے جو اس کی بار گاہ میں پیش کر سکے۔ اور اللہ کی بارگاہ میں اپنے کو فقیر بنا کر پیش کر نے سے اس کی رحمتوں کا نزول ہو تا ہے۔

اور جتنا بھی انسان اللہ کی بارگاہ کا فقیر رہے گا اتنا ہی اللہ کی رحمت سے قریب رہے گا اور اگر وہ تکبر کر ے گا اور اپنی حا جت و ضرورت کو اس کے سا منے یش نہیں کر ے گا اتنا ہی وہ رحمت خدا سے دور ہو تا جا ئے گا ۔

۳۔ دعا :(طلب ،چا ہت، مانگنا)

انسان جتنا بھی گڑ گڑا کر دعا ما نگے گا اتنا ہی وہ رحمت خدا سے قریب ہو تا جا ئے گا ۔انسا ن کے مضطر ہو نے کی سب سے ادنیٰ منزل یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اختیارات کا مالک خدا کو سمجھے یعنی خدا کے علا وہ کو ئی اس کی دعا قبول نہیں کر سکتا ہے اور مضطر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے پاس دو سرا کو ئی اختیار نہ رہے یعنی اگر کو ئی اختیار ہے تو وہ صرف اور صرف خدا کا اختیار ہے اور اس کے علا وہ کو ئی اختیار نہیں ہے جب ایسا ہوگا تو انسان اپنے کو اللہ کی بارگاہ میں نہایت مضطر محسوس کرے گا ۔۔۔اور اسی وقت انسان اللہ کی رحمت سے بہت زیادہ قریب ہو گا:

<اَ مَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ>[3]

"بھلا وہ کو ن ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کوآوازدیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے "

---

[1] سورئہ فاطر آیت/ ۱۵

[2] سورئہ محمد آیت ۳۸۔

[3] سورئہ النمل آیت ۶۲۔

مضطر کی دعا اور اللہ کی طرف سے اس کی قبولیت کے درمیان کو ئی فاصلہ نہیں ہے اور دعا میں اس اضطرار اورچاہت کا مطلب خدا کے علاوہ دنیا اور ما فیہا سے قطع تعلق کر لینا اور صرف اسی سے لو لگاناہے اس کے علا وہ غیرخدا سے طلب ا ور دعا نہیں‌ہو سکتی ہے ۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دعا انسان کو کو شش اور عمل کر نے سے بے نیاز کر دیتی ہے ،جس طرح کوشش اور عمل، دعا کر نے والے کو اللہ سے دعا کرنے سے بے نیاز نہیں کر تے ہیں۔

۴۔مد عوّلہ (جس کے لئے یاجو طلب کیا جا ئے؟)

انسا ن کو خدا وند قدوس سے اپنی چھو ٹی سے چھو ٹی اور بڑی سے بڑی تمام جا جتیں طلب کر نا چاہئیں خدا اس کی حا جتوں کو پورا کر نے سے عا جز نہیں ہو تا اور نہ اس کے ملک و سلطنت میں کو ئی کمی آتی ہے ،اور نہ ہی بخل اس کی ساحتِ کبریا ئی سے ساز گار ہے ۔

انسا ن کےلئے خدا وند عالم سے اپنی چھو ٹی سے چھوٹی حاجت طلب کر نے میں بھی کو ئی حرج نہیں ہے (یہاں تک کہ وہ اپنے لئے جوتی ،جانوروں کےلئے چارا اور اپنے آٹے کےلئے نمک بھی ما نگ سکتا ہے) جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ خدا وند عالم چھوٹی بڑی حا جتوں کو پورا کر کے اپنے بندے کو ہمیشہ اپنے سے لو لگانے کو دوست رکھتا ہے ۔نہ چھوٹی دعا ئیں، اور نہ ہی بڑی حاجتیں ہو نے کی وجہ سے خداوند عالم اپنے اور بندوں کے درمیان پردہ ڈالتا ہے ۔خدا وند عالم تو ہمیشہ اپنے بندوں کی چھو ٹی اور بڑی تمام حاجتوں کو پورا کر تا ہے اور اپنے بندے کے دل کو ہر حال میں اپنی طرف متوجہ کرنا چا ہتا ہے ۔

انسان اور خدا کے درمیان دعا اور حاجت کے مثل کوئی چیز واسطہ نہیں بن سکتی ہے ۔دعا کے یہی چار ارکان ہیں ۔

دعاکی قدر و قیمت

<وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِ نَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ >[1]

"اور تمہا رے پر ور دگار کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے "

دعا یعنی بندے کا اپنے کو اللہ کے سامنے پیش کرنا اور یہی پیش کرنا ہی روح عبادت ہے اور عبادت انسان کی غرض خلقت ہے۔

یہی تینوں باتیں ہما ری دعاوٴں کی قدر وقیمت کو مجسم کر تی ہیں ،دعا کی حقیقت کو واضح کر ہیں ،ہم اپنی بحث کا آغاز تیسری بات سے کر تے ہیں اس کے بعد دوسرے مطلب کو بیان کر نے کے بعد پھر پہلی بات بیان کریں گے ۔

قرآن کریم نے صاف طور پر یہ بیان کیا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے :

<وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنِ>[2]

"اور میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگراپنی عبادت کے لئے "

اسی آخری نقطہ کی دین اسلام میں بڑی اہمیت ہے ۔

اور عبادت کی قدروقیمت یہ ہے کہ یہ انسان کو اسکے رب سے مربوط کر دیتی ہے ۔

عبادت میں اللہ سے قصد قربت اس کے محقق ہو نے کےلئے اصلی اور جوہری امر ہے اور بغیر جو ہر کے عبا دت ،عبادت نہیں ہے ،عبادت اصل میں اللہ کی طرف حرکت ہے،اپنے کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر نا ہے۔

اور یہ دوسری حقیقت پہلی حقیقت کی وضا حت کر تی ہے ۔

---

[1] سورئہ مومن آیت ۶۰۔

[2] سورئہ ذاریات آیت ۵۶۔

اور پہلی حقیقت انسان کا اللہ کی طرف متوجہ ہونا اللہ سے براہ راست مستحکم رابطہ ہے ۔اور عبادات میں دعا کے علاوہ کو ئی عبادت ایسی نہیں ہے جو اس سے زیادہ انسان کو اللہ سے قریب کرسکتی ہو
سیف تمار سے مر وی ہے :میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فر ما تے سنا ہے:
<علیکم بالدعاء فانکم لاتتقربون بمثلہ>[1]
"تم دعا کیا کرو خدا سے قریب کر نے میں اس سے بہتر کو ئی چیز نہیں ہے"
جب بھی انسان کی حا جت اللہ کی طرف عظیم ہوگی اور وہ اللہ کا زیادہ محتاج ہوگا اور اس کی طرف وہ زیادہ مضطرہوگاتووہ اتناہی دعاکے ذریعہ اللہ کی طرف زیادہ متوجہ ہوگا۔
انسان کے اندر اللہ کی نسبت زیادہ محتاجی کا احساس اور اس کی طرف زیادہ مضطر ہو نے اور دعا کے ذریعہ اس کی بارگاہ میں ہو نے کے درمیان رابطہ طبیعی ہے ۔بیشک ضرورت اور اضطرار کے وقت انسان اللہ کی پناہ ما نگتا ہے جتنی زیادہ ضرورت ہو گی اتنا ہی انسان اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے بر عکس بھی ایسا ہی ہے یعنی جتنا انسان اپنے کو بے نیاز محسوس کرے گا خدا سے دور ہو تا جا ئیگا۔
اللہ تعالیٰ فر ماتا ہے :
<کَلَّااِنَّ الِانْسَانَ لَیَطْغیٰ#اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنیٰ>[2]
"بیشک انسان سر کشی کرتا ہے جب وہ اپنے کو بے نیاز خیال کرتا ہے "
بیشک انسان جتنا اپنے کو غنی سمجھتا ہے اتنا ہی وہ اللہ سے روگردانی کرتا ہے اور سرکشی کرتا ہے اور جتنا اپنے کو فقیر محسوس کرتا ہے اتنا ہی اللہ سے لو لگاتا ہے ۔قرآن کی تعبیر بہت دقیق ہے :
<اَنْ رَاٰہُ اسْتَغْنیٰ>انسان اللہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا بلکہ انسان اللہ کا محتاج ہے :
<یَااَیُّہاالنَّاسُ اَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللهِ وَاللهُ هُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ>[3]
"انسانوں تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیر ہو اور اللہ صاحب دو لت اور قابل حمد و ثنا ہے "
لیکن انسان اپنے کو مستغنی سمجھتا ہے ،انسان کا غرور صرف خیالی ہے ۔
جب انسان اپنے کو اللہ سے بے نیاز دیکھتا ہے تو اس سے روگردانی کر تا ہے اور سرکش ہوجاتا ہے ۔
جب اس کو نقصان پہنچتا ہے اور اللہ کی طرف اپنے مضطر ہو نے کا احساس کر تا ہے تو پلٹ جاتا ہے اور خدا کے سا منے سر جھکا دیتا ہے ۔
معلوم ہوا کہ اللہ کے سامنے سر جھکا دینے کا نام حقیقت دعا ہے ۔جو اللہ سے دعا کر تا ہے اور اس کے سا منے گڑگڑاتا ہے تو اللہ بھی اس کی دعا قبول کر تا ہے ۔
اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اس سے لو لگانا ہی دعا کی حقیقت، اسکا جوہر اور اس کی قیمت ہے۔

قرآن کریم میں خدا کی بارگاہ میں حاضری کے چار مرحلے

خدا وند عالم نے اپنی بارگاہ میں حاضری کےلئے اپنے بندوں کے سامنے چار راستے رکھے ہیں جن میں دعا سب سے اہم راستہ ہے ان چاروں راستوں کا قر آن و سنت میں تذکرہ ہے ۔

[1] بحار الا نوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳۔
[2] سورئہ علق آیت ۶۔۷۔
[3] سورئہ فاطر آیت ۱۵۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :انسان کے لئے چار چیزیں انجام دینا اس کے حق میں مفید ہے اور اس میں اس کا کو ئی نقصان نہیں ہے :ایک ایمان اور دوسرے شکر ،خدا وند عالم ارشاد فر ماتا ہے :

<مَایَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ >[1]

"خدا تم پر عذاب کر کے کیا کرے گا اگر تم اس کے شکر گزار اور صاحب ایمان بن جا ؤ"

تیسرے استغفار خداوند عالم ارشاد فر ماتا ہے :

<وَمَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّ بَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ وَمَاکَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَہُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ>[2]

"حا لانکہ اللہ ان پر اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک "پیغمبر "آپ ان کے درمیان ہیں اور خدا ان پر عذاب کر نے والا نہیں ہے اگر یہ توبہ اور استغفار کر نے والے ہو جا ئیں "

چوتھے دعا، خدا وند عالم کا ارشاد ہے :

<قُلْ مَایَعْبَو ُابِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَادُعَاو ُکُمْ >[3]

"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعا ئیں نہ ہو تیں تو پرور دگار تمہاری پروا ہ بھی نہ کرتا "

معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایاہے:

"یامعاویة !من اُعطیَ ثلاثة لم یُحرم ثلاثة:من اُعطی الدعاء اُعطی الاجابة،ومن اُعطی الشکراُعطی الزیادة،ومن اُعطی التوکل اُعطی الکفایة :فانّ اللّٰہ تعالیٰ یقول فی کتابہ:<وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَہُوَحَسْبُہ >[4]

ویقول:<لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَ زِیْدَ نَّکُمْ >[5]

ویقول:<اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ >[6]

"اے معا ویہ !جس کو تین چیزیں عطا کی گئیں وہ تین چیزوں سے محروم نہیں ہوگا :جس کو دعا عطا کی گئی وہ قبول بھی کی جا ئیگی ،جس کو شکر عطا کیا گیا اس کے رزق میں برکت بھی ہو گی اور جس کو توکل عطا کیا گیا وہ اس کے لئے کا فی ہو گا اس لئے کہ خدا وند عالم قر آن کریم میں ارشاد فر ماتا ہے :

<وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلی اللّٰہِ فَہُوَحَسْبُہ >

"اور جو خدا پر بھروسہ کر ے گا خدا اس کے لئے کا فی ہے "

<لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَ نَّکُمْ >

"اگر تم ہمارا شکریہ ادا کروگے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کر دیں گے"

<اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ >

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا "

عبد اللہ بن ولید وصافی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ کا فرمان ہے :

"ثلاث لایضرمعھن شی ٔ:الدعاء عند الکربات،والاستغفارعندالذنب،و الشکرعندالنعمة"[7]

"تین چیزوں کے ساتھ کوئی چیزضرر نہیں پہنچا سکتی ہے :بے چینی میں دعا کرنا ،گناہ کے وقت استغفار کرنا اور نعمت کے وقت خدا کا شکر ادا کرنا "

---

[1] سورئہ نساء آیت۱۴۷۔
[2] سورئہ انفال آیت ۳۳۔
[3] سورئہ فرقان آیت ۷۷،بحار الا نوار جلد ۹۳صفحہ ۲۹۱۔
[4] سورئہ طلاق آیت/۳۔
[5] سورئہ ابراہیم آیت/۷۔
[6] سورئہ غافر آیت/۶۰،خصال صدوق جلد ۱ صفحہ ۵۰،المحاسن للبرقی صفحہ ۳،الکافی جلد ۲ صفحہ ۶۵۔
[7] اٴمالی شیخ طوسی صفحہ ۱۲۷۔

اللہ سے لو لگانے کے یہی ذرائع ہیں اور اللہ سے لو لگانے کے بہت زیادہ ذرائع ہیں جیسے توبہ، خوف و خشیت ،اللہ سے محبت اور شوق ،امید ،شکر اور استغفار وغیرہ۔

انسان پر اللہ سے لو لگانے کے لئے اس طرح کے مختلف راستوں کااختیار کرنا ضروری ہے اور اسلام خدا سے رابطہ رکھنے کے لئے صرف ایک راستہ ہی کو کافی نہیں جانتاہے ۔

خدا سے رابطہ کرنے اور اس کی بارگاہ میں اپنے کو پیش کر نے کا سب سے اہم وسیلہ دعا ہے

کیونکہ فقر اور نیاز مندوں سے زیادہ اور کو ئی چیز انسان کو خدا کی طرف نہیں پہونچا سکتی ہے

پس دعا خدا وند عالم سے رابطے اور لو لگا نے کا سب سے وسیع باب ہے ۔

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام فر ما تے ہیں :

<الحمدللهالذی أُنادیہ کلماشئت لحاجتي واخلوبہ حیث شئت لسِّري بغیرشفیع فیقضي لي حاجتي>

"تمام تعریفیں اس خدا کےلئے ہیں جس کو میں آواز دیتا ہوں جب اپنی حا جتیں چا ہتا ہوں اور جس کے ساتھ خلوت کرتا ہوں جب جب اپنے لئے کو ئی رازدار چا ہتا ہوں یعنی سفارش کرنے والے کی حاجت کو پوری کرتا ہے "

دعا ،روح عبادت ہے

دعا عبادت کی روح ہے ؛انسان کی خلقت کی غرض عبادت ہے ؛اور عبادت کر نے کی غرض ۔خدا وند عالم سے شدید رابطہ کرنا ہے ؛اوریہ رابطہ دعا کے ذریعہ ہی محقق ہوتا ہے اور اس کے وسائل وسیع اور قوی ہوتے ہیں :

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

<الدعاء مخ العبادة ؛ولایھلک مع الدعاء احد >[1]

دعا عبادت کی روح ہے اور دعا کر نے سے کو ئی بھی ہلاک نہیں ہوتا ہے "

اور یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا فر مان ہے :

<افزعواالی اللّٰہ فی حوائجکم،والجأواالیہ فی ملمّاتکم،وتضرّعوا الیہ،وادعوہ؛فإنّ الدعاء مخ العبادة ومامن موٴمن یدعواللّٰہ الّااستجاب،فإمّاان یُعجّلہ لہ فی الدنیاأویُوٴجّل لہ فی الآخرة ،وإمّاأن یُکفِّرعنہ من ذنوبہ بقدرمادعا؛ما لم یدع بمأثم[2]

تم خدا کی بارگاہ میں اپنی حا جتوں کو نالہ و فریاد کے ذریعہ پیش کرو، مشکلوں میں اسی کی پناہ مانگو،اس کے سامنے گڑگڑاوٴ،اسی سے دعا کرو، بیشک دعا عبادت کی روح ہے اور کسی مومن نے دعا نہیں کی مگر یہ کہ اس کی دعا ضرور قبول ہو ئی ،یا تو اسکی دنیا ہی میں جلدی دعا قبول کر لیتا ہے یا اس کو آخرت میں قبول کرے گا،یا بندہ جتنی دعاکرتاہے اتنی مقدارمیںہی اسکے گناہوں کوختم کردیتا ہے۔

گویا روایت ہم کو خدا وند عالم سے دعا کرنے اور ہم کو اس کی بارگاہ میں پیش ہو نے کا طریقہ سکھاتی ہیں ۔

ان فقرات :<افزعواالی اللهفی حوائجکم >"اپنی حا جتیں خدا کی بارگاہ میں پیش کرو "<والجاوٴاالیہ فی ملمّاتکم>"مشکلوں میں اسی کی پناہ مانگو"<وتضرّعواالیہ>"اسی کی بارگاہ میں گڑگڑاوٴ"کے سلسلہ میں غور وفکر کریں ۔

اور دوسری روایت میں حضرت رسول خدا فر ماتے ہیں :

<الدعاء سلاح الموٴمن وعمادالدین >[3]

"دعا مو من کا ہتھیار اور دین کا ستون ہے "

---

[1] بحارالانوار جلد ۹۳صفحہ ۳۰۰۔
[2] بحارالانوار جلد ۹۳صفحہ ۳۰۲۔
[3] بحارالانوار جلد ۹۳صفحہ ۲۸۸۔

بیشک دعا دین کا ستون ہے اور اس کا مطلب اللہ کی طرف حرکت کرنا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں اپنے کو پیش کرنے کا نام دعا ہے ۔
اور جب اپنے کو خدا وند عالم کی بارگاہ میں پیش کر نے کا نام دعا ہے تو دعا خدا وندعالم کے نزدیک سب سے محبوب اور سب سے اکرم چیز ہے ۔
حضرت رسول خدا (ص) فرما تے ہیں :
<مامن شی ء اکرم علیٰ اللّہ تعالیٰ من الدعاء >[1]
"خدا وند عالم کے نزدیک سب سے اکرم چیز دعا ہے "
حنان بن سدیر اپنے پدر بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر کی خدمت اقدس میں عرض کیا :
"ای العبادۃافضل؟فقال:"مامن شی ٔ اُحبّ الیٰ اللّہ من ا ٔن یُسا ٔل ویُطلب مماعندہ،ومااحدابغض الیٰ اللّہ عزّوجلّ ممن یستکبرعن عبادتہ ولایسا ٔل مما عندہ"[2]
"کونسی عبادت سب سے افضل ہے ؟تو آپ (امام)نے فرمایا: خدا وند عالم کے نزدیک سب سے اہم چیز یہ ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور خدا وند عالم کے نزدیک سب سے مبغوض شخص وہ ہے جو عبادت کرنے پر غرور کرتا ہے اور خداوند عالم سے کچھ طلب نہیں کرتا "
بدھ کے دن پڑھی جانے والی دعا میں حضرت امیر المو منین علیہ السلام فر ما تے ہیں :
<الحمدللهالذی مرضاتہ فی الطلب الیہ،والتماس مالدیہ وسخطہ فی ترک الالحاح فی المسا ٔلة علیہ>[3]
دعا ء کمیل میں فر ما تے ہیں :
"فَاِنَّکَ قَضَیْتَ عَ لٰی عِبَادِکَ بِعِبَادَتِکَ وَاَمَرْتَہُمْ بِدُعَائِکَ وَضَمِنْتَ لَہُمُ الِاجَابَةِ،فَاِلَیْکَ یَارَبِّ نَصَبْتُ وَجْہِی وَاِلَیْکَ یَارَبِّ مَدَدْتُ یَدِی۔۔"
"اس لئے کہ تو نے اپنے بندوں کے با رے میں طے کیا ہے کہ وہ تیری عبادت کریں اور تو نے اپنے سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور تو اس کے قبول کرنے کا ضامن ہے پس اے خدا !میں نے تیری ہی طرف لو لگا ئی ہے اور اے پروردگار تیری ہی جانب اپنے ہاتھ پھیلائے ہیں "
دعا سے رو گردانی ، خدا وندعالم سے روگردانی ہے
خدا وند عالم ارشاد فرماتا ہے :
<وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِی اسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ>[4]
"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جو میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے "
اس آیہ ٔ کریمہ میں عبادت سے استکبار کرنا دعا سے روگردانی کرنا ہے ،پس سیاق آیت کر نے کی دعوت دے رہا ہے ۔خداوند عالم فر ماتا ہے :
<اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ >
"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا"
اور اس کے بعد فوراً فرماتا ہے :
<اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ>[5]
"اور یقیناجو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے "۔

---
[1] مکارم الاخلاق صفحہ /۳۱۱۔
[2] مکارم الاخلاق صفحہ ۳۱۱۔اور محاسن بر قی صفحہ ۲۹۲۔
[3] دعا یوم الاربعاء۔
[4] سورئہ مومن آیت۶۰۔
[5] سورئہ مومن آیت۶۰۔

اس آیہٴ کریمہ میں دعا سے اعراض کرنا عبادت نہ کرنے کے مترادف ہے اس لئے کہ یہ اللہ سے روگردانی کرنا ہے ۔
اور اس آیت کی تفسیر میں یہی معنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کئے گئے ہیں :
<ھی واللہ العبادة،ھی واللہ العبادة>
"خدا کی قسم یہی عبا دت ہے ،خدا کی قسم یہی عبا دت ہے "۔
حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :
"انّ الدعاء ھوالعبادة؛انّ اللّہ عزّوجلّ یقول:< اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ>[1]
"بیشک دعا سے مراد عبادت ہے اور خداوند عالم فرماتا ہے :< اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ>
"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جولوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے "
اور اللہ کے نزدیک دعا اور دعا کی مقدار کے علاوہ انسان کی کو ئی قیمت و ارزش نہیں ہے اور خدا وند عالم اپنے بندے کی اتنی ہی پروا ہ کرتا ہے جتنی وہ دعا کرتا ہے اور اس کو قبول کرتا ہے :
<قُلْ مَایَعْبَوٴُابِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَادُعَاوٴُکُمْ >[2]
"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہو تیں تو پرور دگار تمہاری پر وا بھی نہ کرتا "
بیشک دعا خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنے کو پیش کر نے کے مساوی ہے جیسا کہ دعا سے اعراض(منھ موڑنا) کرنا اللہ سے اعراض کرنا ہے ۔
اور جو اللہ سے منھ مو ڑتا ہے تو خدا وند عالم بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا ،اور نہ ہی اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدر و قیمت ہے ۔
حضرت امام باقر علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں :
<وماا حد ابغض الی اللھعزّوجلّ ممن یستکبرعن عبادتہ،ولایساٴل ما عندہ>[3]
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے :
<لتساٴلنَّ اللہ اٴولیغضبنّ علیکم،انّللھعبادایعملون فیعطیھم ،وآخرین یساٴلُونہ صادقین فیعطیھم ثم یجمعھُم فی الجنة،فیقول الذین عملوا:ربناعملنا فاعطیتنا،فبمااعطیت ھوٴلاء؟فیقول:ھوٴلاء عبادي اعطیتکم اجورکم ولم التکم من اعمالکم شیئا،وساٴلني ھوٴلاء فاعطیتھم واغنیتھم،وھوفضلي اوتیہ مَنْ اٴشاء>[4]
بیشک اللہ اپنے بندے کی دعا کا مشتاق ہے
جب بندہ خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کےلئے حاضرہوتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے ۔
اور جب بندہ اللہ سے روگردانی کرتا ہے تو خدا بھی اسے پسندنہیں کرتا ہے ۔
کبھی کبھی خدا وند عالم اپنے مومن بندے کی دعا مستجاب کرنے میں اس لئے دیر لگا دیتا ہے تاکہ وہ دیر تک اس کی بارگاہ میں کھڑا رہے اوراس سے دعا کرکے گڑگڑاتا رہے۔کیونکہ اسے اپنے بندے کا گڑگڑانابھی پسند ہے اسی لئے وہ دعا اور مناجات کا مشتاق رہتا ہے ۔
عالم آل محمد یعنی امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے :
<انّ اللّہ عزّوجلّ لیوٴخّراجابة الموٴمن شوقاًالیٰ دعائہ ویقول:صوتاً احبّ اٴن اسمعہ۔ویعجّل إجابة دعاء المنافق،ویقول:صوتاً اکرہ سماعہ>[5]

---

[1] وسا ئل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۳۔
[2] سورئہ فرقان آیت/۶۰
[3] وسائل الشیعہ جلد ۴ :صفحہ ۱۰۸۴،حدیث ۸۶۰۴۔
[4] وسا ئل الشیعہ جلد ۴ :صفحہ ۱۰۸۴حدیث ۸۶۰۹۔
[5] بحارالانوار جلد ۹۷صفحہ ۲۹۶۔

"خداوند عالم مومن کی دعا کے شوق میں اس کی دعاکودیر سے مستجاب کرتاہے اور کہتا ہے : مجھے یہ آواز پسندہے اورمنافق کی دعاجلدقبول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھے اس کی آواز پسند نہیں "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<أكثروا من أن تدعوااللّہ،فإنّ اللّہ یحبّ من عباده المؤمنین أن یدعوه، وقد وعد عباده المؤمنین الاستجابة>[1]

"تم خدا وند عالم سے بہت زیادہ دعائیں کرو بیشک اللہ کویہ پسند ہے کہ اس کے مومن بندے اس سے دعائیں کریں اور اس نے اپنے مومن بندوں کی دعا قبول کر نے کا وعدہ کیا ہے"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے :

<احبّ الأعمال إلیٰ اللّہ عزّوجلّ فی الأرض:الدعاء >[2]

"زمین پر اللہ کا سب سے پسندیدہ عمل:دعا ہے "

حضرت امام محمدباقر علیہ السلام سے مروی ہے :

<إنّ المؤمن یسأل اللّہ عزّوجلّ حاجة فیؤخرعنہ تعجیل اجابتہ حبّاً لصوتہ واستماع نحیبہ >[3]

"بیشک جب کوئی مو من اللہ عز و جل سے کو ئی سوال کرتا ہے تو خدا وندعالم اس مومن کی دعا کی قبولیت میں اس کی آوازکو دوست رکھنے اور سننے کی خاطرتاخیر کرتا ہے "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<انّ العبد لید عوفیقول اللہ عزّوجلّ للملکین:قداستجبت لہ،ولکن احبسوہ بحاجتہ،فانّی اُحبّ ان اسمع صوتہ،وانّ العبدلیدعوفیقول اللہ تبارک وتعالیٰ:عجلوا لہ حاجتہ فانی ابغض صوتہ>[4]

"جب ایک بندہ خدا وند عز وجل سے دعا مانگتا ہے تو خداوند عالم دو فرشتوں سے کہتا ہے: میں نے اس کی دعا قبول کر لی ہے لیکن تم اس کواس کی حاجت کے ساتھ قید کرلو ،چونکہ مجھے اس کی آواز پسند ہے ،اور جب ایک بندہ دعا کرتا ہے تو خداوندعالم کہتا ہے :اس کی حاجت روا ئی میں جلدی کرو چونکہ مجھے اس کی آواز پسندنہیں ہے "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<انّ العبد الولی للہ لیدعواللہ عزّوجلّ فی الامرینوبہ،فیُقال للملک الموکل بہ:اقض لعبدي حاجتہ،ولاتُعجّلهافانّي اشتهی ان اسمع صوتہ ونداء ہ وانّ العبدالعدوللہ عزّوجلّ یدعواللہ عزّوجلّ فی الامرینوبہ،فیُقال للملک الموکل بہ:اقض حاجتہ، و عجّلها فانّي اکرہ ان اسمع صوتہ وندائہ >[5]

"اللہ کو دوست رکھنے والا بندہ دعا کرتے وقت اللہ کو اپنے امر میں اپنا نائب بنا دیتا ہے تو خدا وندعالم اس بندے پر موکل فرشتو ں سے کہتا ہے :میرے اس بندے کی حاجت قبول کرلو مگر اسے پوری کرنے میں ابھی جلدی نہ کرنا چونکہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں اورجب اللہ کا دشمن بندہ اللہ سے دعا کرتے وقت اس کو اپنے کسی کام میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہے تو خدا وند عالم اس بندے پر مو کل فرشتوں سے کہتا ہے اس کی حاجت کو پورا کرنے میں جلدی کرو اس لئے کہ میں اس کی آواز سننا پسندنہیں کرتا ہوں "

خداوند عالم کو ہر گز یہ پسند نہیں ہے کہ اس کے بندے ایک دوسرے سے سوال کریں بلکہ اگروہ اپنی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں تواس کو یہی پسند ہے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی بارگاہ میں مومنین

---

[1] وسائل الشیعہ جلد ۴:صفحہ ۱۰۸۶،حدیث ۸۶۱۶۔
[2] وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ ۱۰۸۹،حدیث ۸۶۳۹۔
[3] قرب الاسناد صفحہ ۱۷۱،اصول کافی صفحہ ۵۲۶۔
[4] وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ ۱۱۱۲،حدیث ۸۷۳۱،اصول کافی جلد۲،صفحہ ۵۲۶۔
[5] اصول کافی جلد۲صفحہ ۵۲۷،وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ ۱۱۱۲،حدیث ۸۷۳۲۔

کے سوال کوپسندکرتا ہے اور اپنے سامنے ان کے گریہ و زاری اور دعا کرنے کو پسند کرتا ہے ۔
حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :
<انّ اللہ احبّ شیئاًلنفسہ وابغضہ لخلقہ،ابغض لخلقہ المسا ٔلة،واحبّ لنفسہ ان یُسا ٔل،ولیس شیء احبّ الیٰ اللہ عزّوجلّ من ان یُسا ٔل،فلایستحي احدکم من ان یسا ٔل اللہ من فضلہ،ولوشسع نعل >[1]
"خدا وند عالم ایک چیز اپنے لئے پسندکرتا ہے لیکن اس کو مخلوق کےلئے پسند نہیں کرتا ،وہ اپنے لئے اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور اللہ کے نزدیک اس سے سوال کر نے کے علا وہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے پس تم میں سے کو ئی اللہ سے اس کے فضل کاسوال کرنے میں شرم نہ کرے اگر چہ وہ جو تے کے تسمے کے بارے میں ہی کیوں نہ ہو "
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<انّ اللّہ یحبّ العبد ا ٔن یطلب الیہ في الجرم العظیم،ویبغض العبد ا ٔن یستخفّ بالجرم الیسیر >(١)
"اللہ بندے کی اس بات کو پسندکرتا ہے کہ وہ اس کو بڑے جرم میں پکارے اور اس بات سے ناراض ہو تا ہے کہ وہ اس کو چھوٹے جرم میں نہ پکارے"
محمد بن عجلان سے مروی ہے کہ :<اصابتني فاقة شدیدة واضاقة،ولاصدیق لمضیق ولزمني دینٌ ثقیل وعظیم ،یلحّ في المطالبة،فتوجّہت نحودارالحسن بن زید۔وھویومئذا ٔمیرالمدینة۔لمعرفة کانت بینی وبینہ،وشعربذلک من حالي محمد بن عبد اللّہ بن علي بن الحسین علیہ السلام،وکان بینی وبینہ قدیم معرفة،فلقینی فی الطریق فا ٔخذ بیدي وقال:قد بلغني ماا ٔنت بسبیلہ،فمن تو ٔمّل لکشف مانزل بک؟
قلت:الحسن بن زید۔فقال اذن لایقضي حاجتک،ولاتسعف بطلبتک، فعلیک بمن یقدرعلی ذلک،وھواجودالاجودین،فالتمس ماتو ٔمّلہ من قبلہ،فإنّي سمعت ابن عمي جعفربن محمد یُحدّث عن ابیہ،عن جدہ،عن ابیہ الحسین بن

---

(١)المحا سن للبرقی صفحہ ٢٩٣،بحارالانوارجلد ٩٣ صفحہ ٢٩٢۔

علي،عن ابیہ علي بن ابیطالب علیہ السلام عن النبي (ص)قال:اوحیٰ اللّہ الیٰ بعض انبیائہ فی بعض وحیہ:وعزّتي وجلالي لا ٔقطعن ا ٔمل کل آمل امّل غیري بالإیاس،ولا ٔکسونّہ ثوب المذلّة فی الناس،ولا ٔبعدنّہ من فَرَجِي وفضلی،ا ٔیا ٔمل عبدي فی الشدائدغیري والشدائدبیدي؟ویرجو سواي واناالغني الجواد؟بیدي مفاتیح الابواب وھی مغلقة،وبابي مفتوح لمن دعاني۔
الم تعلمواانّ من دھاہ نائبة لم یملک کشفھاعنہ غیری،فمالی ا ٔراہ یا ٔملہ معرضاً عني وقد اعطیتہ بجودي وکرمي مالم یسا ٔلني؟
فا ٔعْرَضَ عني،ولم یسا ٔلني،وسا ٔل فی نائبتہ غیري،وا ٔنااللّہ ابتدیٔ بالعطیة قبل المسا ٔلة ۔
ا ٔفا ٔسا ٔل فلا ا ٔجُوَد؟کلّا۔ا ٔلیس الجود والکرم لي ؟ا ٔلیس الدنیاوالآخرة بیدي؟فلوانّ اھل سبع سماوات وارضین سا ٔلوني جمیعاواعطیت کل واحد منھم مسا ٔلتہ مانقص ذلک من ملکي مثل جناح البعوضة،وکیف ینقص مُلْک ا ٔناقیّمہ فیابو ٔسا لمن عصاني،ولم یراقبني۔
فقلت لہ:یابن رسول اللّہ،ا ٔعدعلیّھذاالحدیث،فا ٔعادہ ثلاثاً،فقلت:لا واللّہ ماسا ٔلت احدا بعدھاحاجة ۔فمالبث ا ٔن جاءَ ني اللّہ برزق من عندہ >(١)
"میں شدید فقر و فاقہ کی زندگی گزار رہا تھا، میری تنگدستی کو دور کرنے والا بھی کو ئی میرا ساتھی نہیں تھا اور مجھ پر دین کی اطاعت بڑی مشکل ہو گئی تھی اور میں اپنی ضروریات زندگی کےلئے چیخ اور چلارہا

---

(١)بحار الانوار جلد ٩٣ صفحہ ٣٠٣/٣٠۴۔

---

[1] فرو ع الکافی جلد ١ صفحہ ١٩٦،من لا یحضر ہ الفقیہ جلد ١ صفحہ ٢٣۔

تھاتو میں نے اس وقت اپنا وظیفہ معلوم کر نے کے لئے حسن بن زید (جو اس وقت مدینہ کے امیر وحاکم تھے) کے گھر کا رخ کیا اور ان تک میرے حالات کی خبر میرے قدیمی ہمنشین محمد بن عبد اللہ بن علی بن الحسین علیہ السلام نے پہنچا ئی ،میری ان سے راستہ میں ملاقات ہوئی تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑکر کہا :مجھ کو تمہا رے حالات کے بارے میں خبر ملی ہے میں تمہا رے بارے میں نا زل ہو نے والی مشکلات کے بارے میں سوچ رہا ہوں ؟

میں نے کہا :حسن بن زید ،اس نے کہا تمہاری حاجت پوری نہیں ہوگی اور تم اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتے تم ایسے شخص کے پاس جا ؤ جو تمہاری حاجت روائی کی قدرت رکھتا ہے اور تمام سخا وت کرنے والوں سے زیادہ سخی ہے اپنی مشکلات کےلئے ان کے پاس جاؤ اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ میرے چچازاد بھا ئی جعفر بن محمد علیہما السلام نے اپنے والد کے ذریعہ اپنے جد سے پھر ان کے والد سے حسین بن علی علیہما السلام سے انھوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فر مایا ہے :خداوند عالم نے اپنے بعض انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی نا زل کی کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں ہر اس شخص کی امید ما یو سی میں بدل دو نگا جو میرے علا وہ کسی اور سے امید لگا ئے گا ،اسے ذلت کا لباس پہنا ؤں گا اور اسے اپنے فضل و کرم سے دور کر دونگا ۔کیا میرا بندہ مشکلات میںمیرے علاوہ کسی اور سے امید کرتا ہے حالانکہ میں غنی جواد ہوں؟ تمام ابواب کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے حالانکہ تمام دروازے بند ہیں اور مجھ سے دعا کرنے والے کےلئے میرا دروازہ کھلا ہوا ہے ۔

کیا تم نہیں جانتے کہ جس کو کو ئی مشکل پیش آئے اس کی مشکل کو میرے علا وہ کو ئی اور دور نہیں کر سکتاتو میں اس کو غیر سے امید رکھتے ہوئے اور خود سے رو گردانی کرتے ہو ئے دیکھتا ہوں جبکہ میں نے اپنی سخا وت اور کرم کے ذریعہ وہ چیزیں عطا کی ہیں جن کا اس نے مجھ سے مطالبہ نہیں کیا ہے ؟

لیکن اس نے مجھ سے رو گردانی کی اور طلب نہیں کیا بلکہ اپنی مشکل میں دو سروں سے ما نگا جبکہ میں ایسا خدا ہوں جو ما نگنے سے پہلے ہی دیدیتا ہوں۔

توکیاایسا ہو سکتا ہے کہ مجھ سے سوال کیا جائے اور میں جود و کرم نہ کروں ؟ایساہر گز نہیں ہو سکتا۔کیا جود و کرم میرے نہیں ہیں ؟کیا دنیا اور آخرت میرے ہاتھ میں نہیں ہیں ؟اگرسات زمین اور آسمان کے لوگ سب مل کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کی ضرورت کے مطابق اس کو عطا کردوں تو بھی میری ملکیت میں ایک مچھرکے پَر کے برابر بھی کمی نہیں آئیگی اور کیسے کمی آبھی سکتی ہے جس کا ذمہ دار میں ہوں ،لہٰذا میری مخالفت کرنے والے اور مجھ سے نہ ڈرنے والے پر افسوس ہے ۔

را وی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا : اے فرزند رسول اس حدیث کی میرے لئے تکرارفر ما دیجئے تو آپ نے اس حدیث کی تین مرتبہ تکرار فر ما ئی ۔

میں نے عرض کیا :خدا کی قسم آج کے بعد کسی سے کو ئی سوال نہیں کروں گا تو کچھ ہی دیر گذری تھی کہ خدا وند عالم نے مجھ کو اپنی جا نب سے رزق عطا فر مایا ”

استجابت دعا

دعا توفیق اور استجا بت کے حصار میں

دعا دو طرف سے اللہ کی رحمت سے گھری ہوئی ہو تی ہے :اللہ کی طرف سے توفیق اور دعا کی قبولیت ۔بندے کی دعا اللہ کی دی ہو ئی توفیق کے علا وہ

قبول نہیں ہو تی ہے اللہ اپنے بندہ کو دعا کر نے کی تو فیق کارزق عطاکرتاہے چونکہ بندہ اس توفیق کے بغیر اللہ کی بارگاہ میں دعاپیش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا لہٰذادعا سے پہلے اس توفیق کا ہو نا ضروری ہے اور جب بندہ خدا سے دعا کر تا ہے تو اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے :

<اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ >

"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا "

تو پہلے اللہ سے دعا کرنے کی توفیق لازم ہوتی ہے اورپھر دعا بارگاہ معبودمیں قبول ہو تی ہے۔یہ دونوں چیزیں دعاکا احا طہ کئے ہو ئے ہیں ،یہ دونوں اللہ کی رحمت کے دروازے ہیں جو بندے کےلئے اس کے دعا کرنے سے پہلے اور دعا کرنے کے بعد کھلے رہتے ہیں ۔حضرت رسول خدا سے مروی ہے :

----

(۱)سورۂ مو من آیت/ ۶۰۔

<مَنْ فُتح لہ منکم باب الدعاء فتحت لہ اٴبواب الرحمة>(۱)

"تم میں سے جس شخص کےلئے دعا کا دروازہ کھل جا ئے اس کےلئے ابواب رحمت کھل جا تے ہیں "

حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام سے مروی ہے :

<فذکروک بمنّک وشکروک >

جب بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے تو یہ اللہ کی عصمت اور اس کے فضل کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے وہ (خدا)بندہ کے شکر کا مستحق ہے اور امام زین العا بدین علیہ السلام ہی منا جات خمس عشرہ میں فر ما تے ہیں :

<فَاِنَّابِکَ وَلَکَ وَلَاوَسِیْلَةَ لَنَااِلَیْکَ اِلَّااَنْتَ >

"ہم تیری وجہ سے ہیں اور تیرے لئے ہیں اور ہما رے پاس تیرے علاوہ تیرے پاس آنے کا کو ئی ذریعہ نہیں ہے "

بندہ اپنے پروردگار کو اس کے احسان و فضل کی بناپر ہی یاد کرتا ہے (پہلے خدا وند عالم کا فضل و کرم ہو تا ہے پھر بندہ خدا کو یا د کرتا ہے)،بندے کےلئے اللہ تک پہنچنے کےلئے اس کے فضل اور رحمت کا ہی وسیلہ ہے ،جب بندہ اپنے پروردگار کو یاد کر تا ہے تو اس کے فضل سے ہی یاد کرتا ہے ،جب دعا کرتا ہے تو یہ اس کی دی ہو ئی توفیق ہی سے دعا کرتا ہے اور جب اس کا شکر ادا کرتا ہے تو یہ اسی کی دی ہو ئی رحمت کی وجہ سے ہی اس کا شکر ادا کرتا ہے ۔حضرت امام حسین علیہ السلام دعا ئے عر فہ میں فر ما تے ہیں:

<لَمْ یَمْنَعُکَ جَھْلِیْ وَجُرْاٴَتِیْ عَلَیْکَ اَنْ دَلَلْتَنِیْ اِلٰی مَایُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ وَوَفَّقْتَنِیْ لِمَایُزْلِفُنِیْ لَدَیْکَ>

"تو میری جہا لت اور میری جراٴت نے تجھ کو میری رہنما ئی کرنے سے نہیں روکا ،اس چیز کی

----

(۱)در منثور کے نقل کے مطابق المیزان جلد ۲ صفحہ /۴۲۔

طرف جو مجھ کو تجھ سے قریب کر دے اور تو نے مجھ کو تو فیق دی اس امر کی جا نب کہ جو مجھ کو تجھ سے قرب عطا کرے "

دعا کےلئے سب سے نازک چیز دعا کی توفیق ہو نا ہے ،بندہ کو خدا وند عالم سے یہ دعا کرنا چا ہئے کہ خداوند عالم اس کو دعا کرنے کی توفیق عطا کرے ۔صحیفہ ٴ سجا دیہ کی دعا و ٴں میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فر ما تے ہیں :

<وَاَعْمُرْلَیْلِیْ بِاَیْقَاضِیْ فِیْہِ لِعِبَادَتِکَ ،وَاِنْزَالِ حَوَائِجِیْ بِکَ >(۱) "اور میر ی راتوں کو عبا دت کےلئے شب بیداری اور تنہا ئی میں تہجد اور سب سے الگ ہو کر تجھ سے لو لگا نے اور اپنی حا جتوں کو تیرے سا منے پیش کر نے کےلئے آباد

رکھنا ” حضرت امام جعفر صا دق ، اللہ سے دعا کی توفیق طلب کرتے ہوئے عرض کر تے ہیں :
<فَاعِنِّيْ عَلٰی طَاعَتِکَ وَوَفَقّنِيْ لِمَااَوْجَبْتَ عَلَيَّ مِنْ کُلِّ مَایُرْضِیْکَ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَاَحَداًبَلَغَ شَیْئاًمِنْ طَا عَتِکَ اِلَّابِنِعْمَتِکَ عَلَیْہِ قَبْلَ طَاعَتِہِ،فَاَنْعَمْ عَلَيَّ بِنِعْمَةٍاَنَالَ بِھَارِضْوَانُکَ >(۲)

“پس اپنی اطاعت پر میری مدد کر اور مجھے اپنی ادائیگی کی توفیق دے اس طرح کہ تو مجھ سے راضی ہوجائے میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو تیری اطاعت تک پہونچاہو مگر اطاعت سے پہلے تیری ہی نعمت توفیق کے ذریعہ لہٰذا مجھ پر نعمت نازل کرجن کے ذریعہ میں تیری خو شنودی حاصل کرسکوں”

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام فر ما تے ہیں :
<اَللّٰھُمّ اجْعَلْنِي اَصُوْلَ بِکَ عِنْدَالضَّرُورَةِ وَاَسْاٴَلُکَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَاَتَضَرَّعُ اِلَیْکَ عِنْدَ الْمَسْکَنَةِ وَلَاتَفْتِنِّيْ بِالْاِسْتِعَانَةِ بِغَیْرِکَ اِذَااضْطُرِرْتُ>(۳)

---

(۱)صحیفہٴ سجا دیہ دعا /۴۷۔ (۲)بحا ر الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۰۔
(۳)صحیفہٴ سجادیہ دعا /۲۰۔

“پروردگار !مجھے ایسا بنا دے کہ ضرورت کے وقت تیرے ذریعہ حملہ کروں اور حا جتکے مو قع پر تجھ سے سوال کروں ،مسکینی میں تیری بارگاہ میں گڑگڑاؤں اور مجھے ایسی آزما ئش میں نہ ڈال دینا کہ مجبوری میں تیرے غیر سے مدد ما نگنے لگوں ”

قبولیت دعاکی دو جزائیں

بندہ کی دعا قبول ہونے کی اہمیت خداوند عالم کے یہاں دو جہتوںسے ہے ایک جہت سے نہیں ہے اوران میں سے ایک جہت دوسری جہت سےزیادہ عظیم ہے
کم اہمیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان سوال کے ذریعہ اس مطلب کا اظہار کرے جس کے ذریعہ انسان اللہ سے صرف دنیا یاصرف آخرت یاان دونوں کو ایک ساتھ طلب کرتا ہے۔
بیش قیمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا وند عالم بنفس نفیس بندہ کی دعا کا جواب دے تو اس کا مطلب خدا وند عالم کا اپنے بندہ کی دعا قبول کرنا ہی ہے کیونکہ جتنی مرتبہ بھی خداوند عالم قبول کرے گا اتنی ہی مرتبہ گویا بندہ کی طرف توجہ کرے گا ۔
دنیا کی ہر چیزکی قیمت اور حد ہوتی ہے لیکن خداوند قدوس کا اپنے بندہ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے نہ کوئی حساب ہے اور نہ کو ئی حدہے۔
لیکن جب بندہ پر خدا کی خاص عنایت ہوتی ہے تو اس وقت بندہ کی سعادت کی کوئی حد نہیں ہوتی اور اس سعادت سے بلندکوئی اور سعادت نہیں ہوتی جس کو اللھاپنے بندوں میں سے بعض بندوں سے مخصوص کردیتاہے اور اسکی دعا قبول کرکے یہ نشاندہی کراتا ہے کہ جس چیز کا بندہ نے خدا سے سوال کیا ہے وہ کتنی قیمتی اور اہم ہے۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے :
“لقد دعوت اللّہ مرة فاٴستجاب،ونسیت الحاجة،لاٴنّ استجابتہ بإقبالہ علیٰ عبدہ عند دعوتہ اعظم واجل مما یرید منہ العبد،ولوکانت الجنة ونعیمھاالاٴبد ولکن لایعقل ذلک الّاالعالمون،المحبون،العابدون،العارفون، صفوة اللّہ وخاصتہ” (۱)
“میں نے ایک مرتبہ خدا وند عالم سے دعا کی اور اس نے قبول کرلی تو میں اپنی حا جت ہی کو بھول گیا اس لئے کہ اس کا دعا کی قبولیت کے ذریعہ بندہ کی طرف توجہ کرنا بندہ کی حاجت کے مقابلہ میں بہت عظیم ہے چا ہے وہ صاحب حا جت اور اس کی ابدی نعمتوں سے متعلق ہی کیو ں نہ ہو لیکن اس بات کو صرف خداوند عالم کے علماء ،محبین ،عابدین ،عرفاء اور اس کے مخصوص بندے ہی سمجھ سکتے ہیں ”

پس دعا اور استجابت دونوں اللہ اور بندہ کے مابین ایک تعلق ولگاؤ ہے یعنی سب سے افضل و اشرف تعلق ہے۔ اللہاور اسکے بندوں کے درمیان اس سے افضل کونسا تعلق ولگاؤ ہوسکتا ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کے حضور میں اپنی حاجت پیش کرے اللہاس کو قبول کرے اور اس سے مخصوص قراردے۔

اس تعلق کی لذت اور نشوونما اور بندہ پر خداوند عالم کی توفیق وعنایات میں اسی وقت مزہ ہے جب انسان اپنی مناجات،ذکر اور دعاکو خداسے مخصوص کردے

ہم(مولف)کہتے ہیں اللہ سے اس تعلق ولگاؤ کی لذت یہ بندہ پر اللہ کی عنایت ہے کہ بندہ اس طرح خداوند عالم کی یاد میںغرق ہوجاتاہے کہ انسان خداکی بارگاہ میں اپنی حا جتیں پیش کرنے میں مشغول ہوجاتا ہے ۔

اور کون لذت اس لذت کے مقابل ہوسکتی ہے ؟اور کونسی دولت خداوند عالم کے حضور میں پیش ہونے،اس سے ملاقات ،مناجات اور اسکا تذکرہ کرنے اور اسکے جلال وجمال میں منہمک ہونے کے مانند ہوسکتی ہے اور دعاکرنے کےلئے اللہ کے سامنے کھڑے ہونا یہ خدا کے سامنے حاضر

----

(1)مصباح الشریعۃ صفحہ ۱۴/۔۱۵؛بحارالانوارجلد ۹۳ صفحہ۳۲۳۔

ہونے اس سے ملاقات ،مناجات اور اسکو یاد کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

ایک عارف کا کہناہے:اللہ کے حضور میں اللہ کے علاوہ کسی اورسے کوئی سوال کرنااللہ کے نزد یک بہت برا ہے اور خدا کے علاوہ اس کے جلال اور جمال میں منہمک ہوجاناہے۔

رسول خدا (ص) سے مروی ہے کہ حدیث قدسی میں آیاہے:

"من شغلہ ذکري عن مسأ لتي اعطیتہ افضل مااعطی السائلین "(1)

جو شخص مجھ سے کوئی سوال کرے گاتومیں اس کوسوال سے زیادہ عطاکرونگا "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"وانّ العبد لتکون لہ الحاجة الی اللّٰہ فیبدأ بالثناء علی اللّٰہ والصلاة علی محمد وآلہ حتّی ینسی ٰ حاجتہ فیقضیھامن غیران یسأ لہ ایاھا"(2)

"اگر بندہ ،خداسے کوئی حاجت رکھتا ہواور وہ خداوند عالم سے اپنی حاجت کی ابتداء اس کی حمدوثنا اور محمد وآل محمد پر صلوات بھیج کر کرے اور اسی دوران وہ اپنی حاجت بھول جائے تو اس سے پہلے کہ وہ خداوند عالم سے حاجت کا سوال کرے وہ اس کی حاجت پوری کردے گا "

مناجات محبین میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے :

<۔۔۔اِجْعَلْنَامِمَّنْ ھَیَّمْتَ قَلْبَہُ لِاِرَادَتِکَ وَاجْتَبَیْتَہُ لِمُشَاھَدَتِکَ ،وَاَخْلَیْتَ وَجْھَہُ لَکَ وَفَرَّغْتَ فُوٴَادَہُ لِحُبِّکَ وَرَغَّبْتَہُ فِیْمَاعِنْدَکَ ۔۔۔وَقَطَعْتَ عَنْہُ کُلَّ شَيْءٍ یَقْطَعُہُ عَنْکَ >(3)

"ہم کو ان میں سے قر ار دے کہ جن کے دلوں کو اپنی چاہت کے لئے گرویدہ کرلیا ہے اور

----

(1)بحارالانوار جلد۹۳صفحہ۳۲۳۔

(2)بحارالانوارجلد۹۳صفحہ۳۱۲۔

(3)مناجات محبین۔

اپنے مشاہدے کےلئے انھیںچن لیا ہے اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عنایت کی ہے اور اپنی محبت کے لئے ان کے دلوںکو خا لی کر لیا ہے اور اپنے ثواب کے لئے راغب بنا یا ہے ۔۔۔اور ہر اس چیز سے الگ کر دیا ہے جو بندہ کو تجھ سے الگ کرسکے "

دعا اور استجابت دعا کا رابطہ

خداوند عالم ارشاد فرماتاہے:

<وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ>(1)

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے "
دعا قبول ہونے کے درمیان کیا رابطہ ہے؟
استجابت کیسے تمام ہوتی ہے؟
ہم اس فصل میں ان ہی دو سوالات سے متعلق بحث کریں گے۔
بیشک خداوند عالم کی طرف سے دعا استجابت کے الٰہی سنتوں اور قوانین کے ذریعہ انجام پاتی ہے جیسا کہ تمام افعال میں خدا کا یہی طریقہ رائج ہے۔
منفعل ہونا خداکی ذات میں نہیں ہے جیسا کہ ہم انسانوں کی فطرت ہے کہ کبھی ہم غصہ ہوتے ہیں ،کبھی خوشحال ہوتے ہیں،کبھی غصہ ہو تے ہیں ،کبھی خوش ہو تے ہیں ،کبھی چُست رہتے ہیں اور کبھی ملول و رنجیدہ رہتے ہیں ۔
اور خداوند عالم کے افعال ایک طرح کے قانون ا ور سنت ہیں ان میں خوشی یا غصہ کاکوئی دخل

---

(١)سورئہ مومن آیت۶۰۔

نہیں ہوتا تمام سنتیں اور قوانین الٰہیہ اپنی جگہ پر ثابت ہیں ۔ایسا نہیں ہے کہ خداوند عالم خوش ہوگا تو دعا قبول کرے گا اور ناراض ہوگاتو دعاقبول نہیں کرے گا ۔
یہ تمام الٰہی سنتیں افق غیب(مٹافیزیکی)میں اس طرح جاری ہوتی ہیں جس طرح فیزیکس، کیمیا،اور میکانیک میں بغیر کسی فرق کے جاری ہوتی ہیں۔
<لَنْ تَجِدَلِسُنَّةِاللهتَبْدِیْلاً>(١)
"تم خدا کی سنت میں ہر گز تبدیلی نہیں پا ؤ گے "
<لَنْ تَجِدَلِسُنَّةِ اللهتَحْوِیْلاً>(٢)
"ہر گز خدا کے طریقہٴ کار میں کو ئی تغیر نہیں ہو سکتا ہے "
دعاقبول ہونے میں اللہ کی سنت کیا ہے؟
دعا ،رحمت کی کنجی ہے
دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں نصوص اسلامیہ میں دعا اجابت کی کلید کے عنوان سے تعبیر کی گئی ہے اور یہی کلمہ دعااور استجابت کے درمیان رابطہ کی نوعیت کو معین ومشخص کرتاہے۔
حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے :
<الدعاء مفتاح الرحمة>(٣)
"دعاکلید رحمت ہے"

---

(١)سورئہ احزاب(۶۲)
(٢)سورئہ فاطرآیت/۴۳۔
(٣)بحار جلد٩٣صفحہ٣٠٠)

اور امام امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو وصیت فرمائی:
<ثم جعل فی یدک مفاتیح خزا ئنہ بمااذن فیہ من مسا ٴلتہ فمتٰی شئت استفتحت بالدعاء ابواب خزائنہ>(١)
"تمہارے ہاتھوں میں اپنے خزانوں کی کلید قرار دی پس جب تم چاہو تو اس دعاکے ذریعہ خزانوں کے دروازے کھول سکتے ہو"
دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کی واضح و روشن تعبیر "فمتی شئت استفتحت بالدعاء ابواب خزائنہ"ہے۔
پس معلوم ہواکہ جس کلید سے ہم اللہ کی رحمت کے خزانوں کو کھول سکتے ہیں وہ دعا ہے۔

اور ا للہ کی رحمت کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ تمام لوگ اللہ کی رحمت کے خزانوں کے مالک بن جائیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ تمام لوگ آسانی سے اللہ کی رحمت کے خزانوں کو حاصل کرسکیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند عالم کے قول:

<مَایَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّا سِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَاَمُمْسِکَ لَهَا >(٢)

"اللہ انسا نوں کےلئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کو ئی روکنے والا نہیں ہے "کے بارے میںروایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:وہ دعاہے۔(٣)

بیشک دعا وہ کلید ہے جس کے ذریعہ خداوند عالم لوگو ں کےلئے اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول

---

(١)بحار الانوار جلد ٩٣صفحہ٢٩٩

(٢)سورئہ فا طر آیت /١۔

(٣)بحار الانوار جلد ٩٣ صفحہ ٢٩٩ ۔

دیتا ہے اور اس کلید کو خداوند عالم نے اپنے بندوں کے ہاتھوں میں قرار دیا ہے۔

رسول اللہ (ص)سے مروی ہے کہ:"من فتح لہ من الدعاء منکم فتحت لہ ابواب الاجابة "(١)

"تم میں سے جس شخص کےلئے باب دعا کھل جائے تو اس کے لئے اجابت کے دروازے کھل جاتے ہیں "

اللھتبارک وتعالیٰ جو دعا کے ذریعہ بندے کے لئے دروازے کھول دیتا ہے وہ اس کے لئے ابواب اجابت بھی کھول دیتاہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"من قرع باب اللّہ سبحانہ فتح لہ "(٢)

"جو اللہ کے دروازے کو کھٹکھٹاتاہے تو اللہ اس کےلئے دروازہ کھول دیتا ہے"

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"اکثرمن الدعاء،فانہ مفتاح کل رحمة،ونجاح کل حاجة،ولاینال ماعند اللّہ الابالدعاء،ولیس باب یکثرقرعہ الایوشک انْ یُفتح لصاحبہ "(٣)

"زیادہ دعا کرو اس لئے کہ دعا ہر رحمت کی کنجی ہے۔ہر حاجت کی کامیابی ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس کو دعا کے علاوہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں کیا جاسکتا اور ایسا کوئی دروازہ نہیں جس کو بہت زیادہ کھٹکھٹایا جائے اور وہ کھٹکھٹانے والے کے لئے نہ کھلے"

---

(١)کنزالعمال حدیث نمبر/٣١٥٦۔

(٢)غررالحکم حدیث /٨٢٩٢۔

(٣)بحارالانوارجلد٩٣صفحہ٢٩٥،وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ١٠٨۶حدیث/٨۶١۶۔

اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"الدعاء مفاتیح النجاح،ومقالیدالفلاح،وخیرالدعاء ماصدرعن صدر نقي وقلب تقي" (١)

"دعا کامیابی کی کلید اوررستگاری کے ہار ہیں اور سب سے اچھی دعاوہ ہوتی ہے جو پاک وصاف اورپرہیزگار دل سے کی جاتی ہے"

ر سو ل ا للھصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مر و ی ہے کہ :

"الاادلّکم علی سلاح ینجیکم من اعدائکم،ویدرّارزاقکم ؟ قالوا:بلیٰ، قال:تدعون ربّکم باللیل والنهار،فانّ سلاح المو ٔمن الدعاء "(٢)

"آگاہ ہو جاؤ کیا میں تمہاری اس اسلحہ کی طرف را ہنمائی کروں جو تم کو تمہارے دشمنوں سے محفوظ رکھے اور تمہارا رزق چلتا رہے ؟توانھو ں نے کہا : ہا ں آپ نے فر ما یا :خدا وند عا لم کو رات دن پکارو اس لئے کہ دعا مو من کا اسلحہ ہے"
عمل اور دعا اللہ کی رحمت کی دو کنجیا ں
اللہنے ہما رے ہا تھو ںمیں کنجیا ں قرار د ی ہیں جن کے ذر یعہ ہم اللہ کی رحمت کے خز انو ںکے دروازے کھول سکتے ہیں اور ان کے ذر یعہ ہم اللہ کا رزق اور اس کا فضل طلب کر سکتے ہیں اور وہ دو نو ں کنجیا ں عمل اور دعا ہیں اور ان میں سے ایک دو سر ے سے بے نیا زنہیں ہو سکتی ۔
عمل، دعا سے بے نیا زنہیںہے یعنی انسان کےلئے عمل کے بغیر دعا پر اکتفا کر لینا کافی نہیں ہے
رسول اللہ (ص) نے جناب ابوذر سے وصیت کرتے ہو ئے فرمایا :

---

(١)وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ١٠٩۴حدیث٨۶۵٧،اصول کافی جلد٢صفحہ۵١٧۔
(٢)وسا ئل الشیعہ جلد۴ صفحہ ١٠٩۵،حدیث ٨۶۵٨۔

"یاأباذرمَثَلُ الذي یدعوبغیرعمل کمثل الذي یرمي بغیروتر " (١)
"اے ابوذر بغیر عمل کے دعا کرنے والا اسی طرح ہے جس طرح ایک انسان بغیر کمان کے تیر پھینکے "
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
"ثلاثة ترود علیہم دعوتہم:رجل جلس فی بیتہ وقال:یاربِّ ارزقني، فیُقال لہ:ألم اجعل لک السبیل الیٰ طلب الرزق ؟۔۔"(٢)
"تین آدمیوں کی دعائیں واپس پلٹادی جاتی ہیں : ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو اپنے گھر میںبیٹھا رہے اور یہ کہے : اے پرور دگارمجھے رزق عطا کر تو اس کو جواب دیا جاتاہے : کیا میں نے تمہارے لئے طلب رزق کا را ستہ مقررنہیں کیا ؟۔۔"
اور انسان کےلئے دعا کے بغیر عمل پر اکتفا کر لینا بھی صحیح نہیں ہے ۔
رسول اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے :
"إنّ للّٰہعباداًیعملون فیعطیہم،وآخرین یسألونہ صادقین فیعطیہم،ثم یجمعہم فی الجنة۔فیقول الذین عملوا:ربّنا،عملنافأعطیتنا،فبمااعطیت ہؤلاء؟ فیقول:ہؤلاء عبادي،أعطیتکم اجورکم ولم ألتکم من أعمالکم شیئاً،وسألني ہؤلاء فأعطیتہم واغنیتہم،وہوفضلي أُوتیہ مَنْ أشاء"(٣)
"بیشک اللہ کے کچھ ایسے بندے ہ یں جو عمل کرتے ہیں اور خدا انکو عطا کرتا ہے اوردوسرے

---

(١) وسا ئل شیعہ ابواب دعا باب ٣٢ حدیث ٣ ۔
(٢)وسائل الشیعہ کتاب الصلاة ابواب الدعا باب ۵٠ح٣ ۔
(٣) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ١٠٨۴حدیث /٨۶٠٩۔

بندے ہیں جو صدق دل سے سوال کر تے ہیں اور خدا وند عالم ان کو بھی عطا کر تاہے پھرجب ان کوجنت میں جمع کیا جا ئیگا تو عمل کرنے والے بندے کہیں گے : اے ہمارے پالنے والے ہم نے عمل کیا تو تو نے ہم کو عطا کیا لیکن ان کو کیوں عطا کیا گیا جواب ملے گا یہ میرے بندے ہیں میں نے تم کو تمہارا اجر دیا ہے اور تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کیا ہے اور ان لوگوں نے مجھ سے سوال کیا میں نے ان کو دیا اور ان کو بے نیاز کردیا اور یہ میرا فضل ہے میں جس کو چا ہتا ہوں عطا کرتا ہوں "

اگر انسان عمل کرنے سے عاجز ہو تو اللہ نے اس کی تلافی کےلئے دعا قرار دی تا کہ انسان اپنے نفس پر اعتماد کرے ،جو کچھ حول و قوۂ الٰہی کے ذریعہ عطا کیا گیا ہے اورجو کچھ اس نے عمل کے ذریعہ قائم کیا ہے اس کے فریب میں نہ آئے ۔
معلو م ہو ا کہ عمل اور دعا دو نوں سب سے عظیم دو کنجیاں ہیں جن دو نوں کے ذریعہ انسان پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھلتے ہیں ۔
ا ب ہم عمل اور اس کے رحمت سے رابطہ کے مابین اور اس کے با لمقا بل دعا اور ا للہ کی رحمت کے خزا نوں کے ما بین رابطہ اور عمل سے دعا کے رابطہ کے بارے میں بحث کریں گے چونکہ یہ روابط ہی اسلام کے ابتدائی اور اصلی مسائل ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو "عمل اور دعا"دونوں چیزیں ایک ساتھ عطا کی ہیں۔اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہتعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہی سب کچھ عطا کیا"جو ان کے پاس ہے"۔"وہ سب کچھ نہیں جو ان کے پاس نہیںہے"اور ان کے پاس ان کی کوششیں اور ان کے اعمال ہیں۔وہ اپنی کوشش سے جو کچھ اللہ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اپنے نفوس اور اموال سے خرچ کرتے ہیں وہ عمل ہے ،اور جو کچھ ان کے پاس نہیں ہے وہ ان کا فقر،اور اللہ کا محتاج ہونا ہے اور اللہ کے سامنے اپنے فقیر اور محتاج ہونے کا اقرار کرنا ہے۔
انسانی حیات میں یہ دونوں اللہ کی رحمت کو نازل کرنے کی کنجیاں ہیں،جسے وہ اپنی کوشش عمل،نفس اور مال کے ذریعہ اللہ سے حاصل کرتا ہے اور اللہ کے حضور میں اپنی حاجت ،فقر اور مجبور ی کو دکھلاتاہے۔

دعااور عمل کے درمیان رابطہ

ہمارا دعا کو اللہ کی سنتوں سے جدا سمجھنا صحیح نہیں ہے بیشک اللہنے کائنات میں اپنے بندوں کے لئے ان کی حاجتوں کی خاطرسنتوں کو قرار دیا ہے۔اور لوگوں کا اپنی تمام حاجتوں اور متعلقات میں ان سنتوں کو مہمل شمار کرناحرمت نہیں ہے۔
دعا ان سنتوںکا بدل قرار نہیں دی جاسکتی یہ الٰہی سنتیں انسان کو دعاسے بے نیاز نہیں کرتی ہیں(یعنی ان سنتوں کو دعاؤں کا بدل قرار نہیں دیا جاسکتاہے۔)
یہ نکتہ اسلامی ربانی ثقافت میں ایک بہت لطیف نکتہ ہے،لہٰذا فلّاح(کا شتکار) کےلئے زمین کھودنااس میںپانی دینا،زمین کی فصل میں رکاوٹ بننے والی اضافی چیزوں کو دور کرنا، زراعت کی حفاظت کرنا اور مزرعہ سے نقصان دہ چیزوں کو دور کرنے کےلئے دعا کردینا ہی کا فی نہیں ہے ۔
بیشک ایسی دعا قبول نہیں ہو تی ہے اور ایسی دعائیں امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول کا مصداق ہیں :
<الداعي بلاعمل کالرامي بلاوتر>
" عمل کے بغیر دعا کرنے والابغیر کمان کے تیر پھینکنے والے کے ما نند ہے ۔
جس طرح بیمار اگر حکیم اور دوا کو بیکار سمجھنے لگے تو اس کی دعا قبول نہیں ہو تی ہے اور یہ دعا قبول ہی کیسے ہو جس میں انسان اللہ کی سنتوں سے منھ مو ڑلے ۔لہٰذا الٰہی سنتوں کے بغیر دعا قبول نہیں ہو سکتی ہے ۔بیشک اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والا فطری طور پر ان سنتوں کا خالق ہے وہ وہی خدا ہے جس نے اپنے بندوں کو ان سنتوں کو جا ری کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ تم اپنا رزق اور اپنی حا جتیں ان سنتوں کے ذریعہ حاصل کرو اور خدا وند عالم فر ماتا ہے :
<هُوَالَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلاًفَامْشُوْافِیْ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْامِنْ رِزْقِهِ ۔۔۔>(۱)
"اسی نے تمہا رے لئے زمین کو نرم بنا دیا ہے کہ اس کے اطراف میں چلو اور رزق خدا تلاش کرو ۔۔۔"
اور خدا وند عالم کا یہ فرمان ہے :
<فَانْتَشِرُوْافِیْ الْاَرْضِ وَابْتَغُوْامِنْ فَضْلِ اللهِ>(۲)

“پس زمین میں منتشر ہو جا ؤ اور فضل خدا کو تلاش کرو ”
جس طرح دعا عمل کا قائم مقام نہیں ہو سکتی اسی طرح عمل دعا کا قائم مقام نہیں ہو سکتا بیشک اس کا ئنات کی کنجی اللہ کے پاس ہے ،دعا کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کووہ رزق عطا کرتا ہے جس کو وہ عمل کے ذریعہ حا صل نہیں کر سکتے اور دعا کے ذریعہ فطری اسباب سے اپنے بندوں کووہ کا میابی عطا کرتا ہے جس پر وہ عمل کے ذریعہ قادر نہیں ہو سکتے ہیں ۔
انسان کےلئے رزق کی خاطر فطری اسباب کے مہیا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان فطری اسباب کے ذریعہ اللہ سے دعا ،سوال اور ما نگنے سے بے نیاز ہو جا ئے ۔
بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ باسط ،قابض،معطی ،نافع ،ضار،محیی و مہلک،معزّ و مذل،رافع اور واضع(یعنی بلندی اور پستی عطا کرنے والا)ہے ،دنیائے ہستی کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں کو ئی چیزاس کے امر میں مانع نہیں ہو سکتی ،اس دنیا کی کو ئی بھی چیز اس کے امر و سلطنت سے با ہر نہیں ہو سکتی اس دنیائے ہستی کی ہر طاقت و قوت ،سلطنت ،نفع پہنچانے والی اورنقصان دہ چیز اس کے امر،
----
(۱)سورئہ ملک آیت/۱۵۔
(۲)سورئہ جمعہ آیت/۹۔

حکم اور سلطنت کے تابع ہے اور خدا کی سلطنت و ارادہ کے علا وہ اس دنیا میں کسی چیز کا وجود مستقل نہیں ہے یہا ں تک کہ انسان بھی اللہ سے دعا ،طلب اور سوال کے ذریعہ معا ملہ کر نے سے بے نیاز نہیں ہے
ہم اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور یہودیوں کے اس قول :
<ید اللہ مغلولة>(۱)
“خدا کے ہاتھ بندھے ہو ئے ہیں ”سے اس کو منزہ قرار دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو قرآن کہتا ہے :
<بَلْ یَدَاہُ مَبْسُوْطَتَانِ>(۲)
“بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہو ئے ہیں ”
ہم اپنے تمام معا ملات خدا سے وابستہ قراردیتے ہیں ہم خدا کے ساتھ معاملہ کر نے اور جن سنتوں کو اللھنے بندوں کے لئے رزق کا وسیلہ قرار دیا ہے ان کے مابین جدائی کے قائل نہیں ہیں اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ تمام طاقتیں اور روشیں خداوند عالم کے ارادہ مشیت اور سلطنت کے طول میں ہم کو فائدہ یا نقصان پہنچاتی ہیںیہ خداوند عالم کے ارادہ اور سلطان کے عرض میں نہیں ہیں اور نہ ارادہ و سلطان سے جدا ہیں ۔
ہم اپنے چھوٹے بڑے تمام امور میں اللہ کی رحمت،فضل اور حکمت سے یہی لولگاتے ہیں اور ہم اپنی زندگی میں اللہ کے ارادے اسکی توفیق اوراسکے فضل سے ہی لولگاتے ہیں ہم اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں اللہ کے محتاج ہیں اور پوری زندگی میں اسکے فضل و رحمت ،حمایت،توفیق اور ہدایت کے محتاج ہیں اور ہم دعاکرتے ہیں کہ وہ ہمارے امور کااستحکام ان کی ،تائید،ہدایت،توفیق کا سرپرست
----
(۱)سورئہ ما ئدہ آیت /۶۴۔
(۲)سورئہ ما ئدہ آیت/۶۳۔
ہے۔ہم خدا وند عالم کی ذات کریمہ سے اس بات کی پناہ چا ہتے ہیں کہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی ہم کو ہمارے حال پر چھوڑدے خداسے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ خود ہی ہماری حاجتیں پوری کرے اور ہم کو کسی غیر کا محتاج نہ بنائے ۔
اس دعا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اپنی حاجتوں کو لوگوں سے مخفی رکھے جبکہ اس کا ئنات میں فطری اسباب مو جود ہیں بشرطیکہ انسان خداوند عالم سے دعا کرے بلکہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ انسان خداوند عالم سے یہ دعا کرے کہ خداوند عالم غیر سے اس کی حاجت کو، اپنی حاجت کے طول میں قرار دے ۔غیر پر اس کے اعتماد کو اپنے اعتماد کے طول میں قرار دے غیر سے معاملہ کرنے کو

خود سے معاملہ کرنے کے طول میں قرار نہ دے اور نہ جدا قرار دے چنا نچہ یہ کائنات تمام کی تمام ایسے اسباب پر مشتمل ہے جو خداوند عالم کے تابع ہیں اور خداوند عالم نے ان کو مخلوق کا تابع قرار دیا ہے ۔

ان اسباب کے ساتھ معاملہ کرنا ان کو اخذ کرنا ،ان پر اعتماد کرنا خداوند عالم کے ساتھ معاملہ کرنے ،خدا سے اخذ کرنے ،خدا پر اعتماد کرنے کے طول میں ہے نیز اس توحید کا جزء ہے جس کی طرف قرآن دعوت دیتا ہے وہ نہ خدا کے ساتھ ہے اور نہ خدا وند عالم سے جدا ہے ۔

اس روش کی بنا ء پر ہم کہتے ہیں کہ انسان کا فریضہ ہے کہ ہر چیز میں خداوند عالم کو پکارے ،ہر چیز کو خدا وند عالم سے طلب کرے چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ،روٹی(کھانا) ،آٹے کے نمک اور جانوروں کی گھاس سے لیکر جنگ کے میدانوں میں دشمنوں پر کا میابی تک ہر چیز خداوند عالم سے مانگے۔اپنی حاجتوں اور دعاؤں میں سے کسی چیز میں غیر خدا کا سہارا نہ لے اور اس بات سے خدا وند عالم کی پناہ مانگے کہ وہ اس کو کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں اس کے حال پر چھوڑدے ۔

فعلی طور پر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم اس عام فضاء میں ہر چیز کے سلسلہ میں اللہ سے لولگائیں، ہر چیز اللہ سے طلب کریں ۔۔۔ یہ بات اس چیز سے کوئی منافات نہیں رکھتی کہ انسان جس کو اللہنے پیدا کیا اور اس دنیامیں کچھ چیزیں اسکے لئے مسخر کردی ہیں اور وہ اس سے مدد طلب کرتا ہے۔ مریض ہونے کی حالت میں اللہ سے شفامانگتا ہے پھر ان اسباب شفاء اور علاج کوعلم طب اور دوا میں ڈھونڈھتا جواس نے اِن میں قرار دئے ہیں۔

بلکہ ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر انسان تمام چیزوں کو چھوڑکر اور اس دنیا میں اللہ کی سنتوں کو بروئے کار نہ لاکر اللہ سے دعا کرتا ہے تو اسکی دعا قبول نہیںہوتی اور وہ اس تیر چلانے والے کے مانند ہے جو بغیر کمان کے تیر پھینکتاہے۔

یہ دقیق ، پاک و صاف اسلامی ثقافت ہم کو اللہ سے رابطہ رکھنے اور اس کا ئنات میں اللہ کی سنتوں کے ساتھ ہما ہنگی رکھنے کی دعوت دیتی ہے ۔

ہم اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعائیں اللہ سے طلب کرنے کا ذخیرہ ہیں اور بندہ خدا کے علاوہ کسی اور سے کوئی حاجت نہ رکھے،اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے،اپنی رسی کواللہ کی ریسمان سے ملا دے اور ہر اس چیز سے منقطع ہو جا ئے جو اس کو خداسے منقطع کردیتی ہے۔

امام زین العا بدین علیہ السلام دعامیں فر ما تے ہیں:

<وَ لَاتَکِلْنِيْ اِلٰیٰخَلْقِکَ بَلْ تَفَرَّدْ بِحَاجَتِيْ،وَتَوَلَّ کِفَایَتِيْ،وَانْظُرْ اِلّيَّ، وَانْظُرْ لِيْ فِی جَمِیْعِ اُمُوْرِي>(۱)

“اور مجھے اپنی مخلوقات کے حوالہ نہ کر دینا تو تن تنہا میری حاجت روا کرنا ،اور میرے لئے کا فی ہو جانا ،اور میری طرف نگاہ رکھنا ،اور میرے تمام امور پر اپنی نظریں رکھنا ”

حضرت ا مام حسین علیہ السلام دعا ئے عر فہ میں فرماتے ہیں:

----

(۱)صحیفہ کاملہ سجا دیہ دعا نمبر ۲۲۔

<اللَّہُمَّ مَااَخَافَ فَاکْفِنِيْ وَمَااَحْذَرَفَقِنِيْ،وَفِيْ نَفْسِيْ وَدِیْنِيْ فَاحْرِسْنِيْ،وَفِی سَفَرِيْ فَاحْفَظْنِيْ،وَفِی اَهْلِيْ وَمَالِيْ فَاخْلُفْنِيْ،وَفِیْمَارَزَقْتَنِی فَبَارِکْ لِيْ وَفِی نَفْسِيْ فَذَلِّلْنِيْ،وَفِيْ اَعْیُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِيْ وَمِنْ شَرِّالْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَسَلِّمْنِيْ،وَبِذُنُوْبِي فَلَاتَفْضَحْنِيْ،وَبِسَرِیْرَتِيْ فَلَا تُخْزِنِيْ،وَبِعَمَلِيْ فَلَاتَبْتَلِنِيْ،وَنِعَمِکَ فَلَاتَسْلُبْنِيْ وَاِلٰیٰغَیْرِکَ فَلَا تَکِلْنِيْ>(۱)

“ خدایاجس چیزکامجھے خوف ہے اس کےلئے کفایت فرما اور جس چیز سے پرہیزکرتا ہوں اس سے بچا لے اور میرے نفس اور میرے دین میںمیری حراست فرما اور میرے سفر میں میری حفاظت فرما اور میرے اہل اور مال کی کمی پوری فرما اور جو رزق مجھ کو دیا ہے اس میں برکت عطافرما مجھے خود میرے نزدیک ذلیل بنادے

اور مجھ کو لوگوں کی نگاہ میں صاحب عزت قرار دے اور جن وانس کے شر سے
محفوظ رکھنا اورگنا ہوں کی وجہ سے مجھے رسوا نہ کرنا میرے اسرارکوبے نقاب نہ
فرمانااور میرے اعمال میں‌مجھے مبتلا نہ کرنا اور جونعمتیں دیدی ہیں انھیں‌واپس نہ
لینااور مجھ کو اپنے علاوہ کسی اور کے حوالہ نہ کرنا"
اب ہم دعا اور دعا قبول ہو نے کے درمیان رابطہ کو بیان کر تے ہیں ۔
دعا اوراستجا بت دعاکے درمیان را بطہ
حاجت اور فقر کی طرف متوجہ ہونا ایک رازہے جسکے ذریعہ ہم دعا اور
استجابت دعا کے درمیان رابطہ کو کشف کر تے ہیں ،اور یہ سمجھتے ہیں کہ دعا
رحمت کی کنجی کیسے ہے اور دعا سے اللہ کی رحمت کیسے نا زل ہو تی ہے ۔
بیشک ہر دعا فقرکی طرف متوجہ ہو نے کے درجہ کومجسم کر دیتی ہے
اوراللہ کی طرف حاجت کے مرتبہ کومعین ومشخص کرتی ہے۔
انسان جتنا زیادہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے گا اتنی ہی اس کی دعا
قبولیت سے زیادہ قریب ہوگی اور اللہ کی رحمت انسان سے بہت زیادہ

----
(١)دعا عرفہ امام حسین علیہ السلام ۔

قریب ہو جائیگی ۔ اللہ اپنی رحمت کے نازل کرنے میں کو ئی بخل نہیں کرتا
بلکہ اللہ کی رحمت بندوں کی سرشت و طینت کے اعتبار سے مختلف طریقوں سے
نازل ہو تی ہے ۔
یہ تعجب خیز بات ہے کہ حاجت اور فقر ،اور حاجت اور فقر کی طرف متو جہ ہو
نا یہ انسان کا ظرف ہے جسکے ذریعہ وہ اللہ کی رحمت کو حاصل کرتا ہے ۔
اور جتنا زیادہ انسان اپنے فقر کی طرف متو جہ اور اللہ کی با رگاہ میں دادو
فریاد کرے گا اتنا ہی زیادہ اس کا ظرف اللہ کی رحمت حاصل کر نے کےلئے وسیع ہو
جا ئیگا ۔
اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی ضرورت کے مطا بق عطا کر تا ہے اور ہر انسان
اپنے ظرف کے مطابق ہی اللہ کی رحمت کو پاتا ہے اور جس کا ظرف زیادہ وسیع ہو
گا اللہ کی رحمت کا حصہ بھی اس کے لئے اتنا ہی زیادہ ہو گا اب ہم دعا کو مختصر
تین کلموں میں بیان کر تے ہیں :
١۔فقر کی ضرورت ۔
٢۔فقر سے آگاہی ۔
٣۔حا جت طلب کرنا ،اس کو وسیع کر نا اور اللہ کے حضور میں پیش کرنا ۔
تیسرا کلمہ دوسر ے کلمہ سے جدا ہے اور دوسرا کلمہ پہلے کلمہ سے جدا .
بیشک ضرور ت اور ہے اور ضرورت سے با خبر ہو نا اورہے ۔ کبھی انسان ہر چیز
کا اللہ سے اظہار نہیں کرتا۔
اور کبھی انسان ضرور ت سے متعلق اللہ کا محتاج ہو تا ہے لیکن وہ اپنی
ضرور ت کو اللہ کی بار گا ہ میں پیش کرنا اچھا نہیں سمجھتا اور اللہ سے ما نگنے ،
سوال کر نے اور دعا کر نے کو اچھا نہیں سمجھتا ہے ۔
لیکن جب تک یہ تینوں کلمے ایک سا تھ جمع نہیں ہو ں گے اس وقت تک دعا
متحقق نہیں ہو سکتی ۔ یہاں پر ضرور ت، فلسفی اعتبار سے ہے صرف حادث ہو
نے کے اعتبار سے ضرور ت نہیں ہے جیسے ایک عما رت کی تعمیر کے لئے انجینئر
اور معما روں کی ضرور ت ہو تی ہے عمارت حادث اور باقی رہنے کی محتاج ہے جس
طرح جب تک بجلی کا سوئچ آن رہیگااس وقت تک بلب روشن رہے گا اور جیسے ہی
سوئچ آف ہو گا ویسے ہی بلب کی روشنی بھی ختم ہو جائیگی ۔
حدوث اور بقاء کے اعتبار سے انسان بھی اسی طرح اللہ کا محتاج ہے،انسان
کا وجود ،اسکا چلنا پھرنا اور اسکی زندگی سب اللہ سے مربوط ہیں ہر صورت میں ہر
حال میں وہ اللہ کا محتاج ہے ۔
خداوند عالم فرماتاہے:

<یاا یُّهَاالنَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلیٰ اللهِ وَاللهُ هُوَالْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ>(۱)
"انسانوں تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیر ہو اور اللہ صاحب دولت اور قابل حمد و ثنا ہے"

ضرورت اور فقر دونوں ہی سے انسان پر اسکے ظرف کے اعتبار سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ خواہ انسان ان دونوں کو اللہ کے حضور میں پیش کرے یا پیش نہ کرے لیکن ضرورت و فقر کا اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا اور اس سے کھل کر مانگنا اللہ کی رحمت کو جذب کرنے کےلئے زیادہ قوی ہے۔

اب ہم فقر اور فقر کے اللہ کی رحمت سے رابطہ، فقر سے آگاہی اور اسکو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے اور اس سے آگاہی اور اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے بعد کے متعلق گفتگو کرتے ہیں:

حاجت سے باخبر ہونے سے پہلے اور اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے حاجت :

اللہ کی بارگاہ میں حاجت پیش کرنا حاجت کی ضرورت کے مطابق رحمت نازل کرتا ہے یہاں تک کہ اگرچہ حاجت سے باخبر ہونے اور اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ ہو

---

(۱)سورئہ فاطر آیت/۱۵۔

اسکی مثال اس سوکھی زمین کے مانند ہے جو پانی کو جذب کرلیتی ہے اور چوس لیتی ہے۔

جس طرح اللہ سے غرور وتکبر کرنا اس سخت زمین کے مانند ہے جس پر پانی ڈالا جائے تو وہ اس کواپنے سے دور کردیتی ہے۔یعنی اپنے اندر جذب نہیں کرتی ہے۔اسی طرح اللہ کی عبادت اور دعا نہ کرنے والوں پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی اور ان کو کچھ نہیں ملتا ہے۔

بیشک فقر اور رحمت کے درمیان تکوینی تعلق ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے،اللہ سے فقر انسان کو اسکی رحمت سے قریب کرتا ہے اور اللہ کی رحمت ضرور ت اور فقر کے مقامات کو تلاش کرتی ہے جس طرح بچہ کی کمزوری اور اسکی ضرورت کے درمیان مہربان ماں اور اسکی عطوفت کا رابطہ ہے ان میں سے ہر ایک،ایک دوسرے کو چاہتا ہے بچہ کی کمزوری، مہربان ماں کو تلاش کرتی ہے اور مہربان ماں اور اسکی رحمت و عطوفت دونوں بچہ کی کمزوریوں کو تلاش کرتی ہیں۔

بلکہ ممکنات کے دائرہ حدود میں ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے بچہ کی کمزوری کی رعایت کرنے میں ماں کی ضرورت بچہ کو مہربان ماں کی ضرورت سے کم نہیں ہے۔

اسی طرح عالم تعلیم دینے کی خاطر جاہل کو ڈھونڈھتا ہے جس طرح جاہل کچھ سیکھنے کی خاطر عالم کی تلاش میں رہتا ہے۔عالم کی جاہل کو تعلیم دینے کی ضرورت جاہل کی عالم سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت سے کم نہیں ہے۔

حکیم مریضوں کا علاج کرناچاہتا ہے اور مریضوں کا علاج کرنے کی خاطر وہ اپنی ڈگری کا اعلان کرتا ہے جس طرح مریض حکیم کی تلاش میں رہتا ہے حکیم کو مریض کی ضرورت مریض کو حکیم کی ضرورت سے کم نہیں ہے۔

طاقتور،کمزور کی مدد کر نے کی تلاش میں رہتا ہے جس طرح کمزور اس تلاش میں رہتا ہے کہ طاقتور میری مدد کرے ،بیشک طاقتور کی کمزور کی مدد کر نے کی ضرورت ،کمزور کی طاقتور سے اپنی حمایت و مدد کی ضرورت سے کم نہیں ہے -

بیشک تمام چیزوں میں یہ اللہ کی سنت ہے۔

یہی حال اللہ کی رحمت اور بندوں کی ضرورت کا ہے جس طرح ضرورت و حاجت رحمت طلب کرتی ہے اسی طرح رحمت، فقر اورضرورت کی تلاش میں رہتی ہے اور خداوند سبحان حاجت و ضرورت سے منزہ ہے اور وہ محتاج نہیں ہے لیکن اللہ کی رحمت حاجت وضرورت کے مقامات کی تلاش میں رہتی ہے۔

بخل سے کام لینا اللہ کے شایان شان نہیں ہے اوراس کی رحمت کے مرتبوں میں اختلاف بندے کی ضرورت وحاجت کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔
زمین سے اگنے والے دانہ کو گرمی،روشنی،پانی اور ہواکی ضرورت ہے تو اللھنے اسکے لئے حرارت ،نور،پانی اور ہوا کی مقدار معین فرمائی لیکن تکوین کی زبان میں اس حاجت و ضرورت کو طلب اور سوال کہا جاتا ہے۔
خداوند عالم فرماتا ہے:
<یَسْئَلُہُ مَنْ فِیْ السَّمٰواتِ وَالاَرْضِ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْن>(۱)
"آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی سے سوال کر تے ہیں اور وہ ہر روز ایک نئی شان والا ہے "
بیشک جب شیر خوار بچہ کو سخت پیاس لگتی ہے اور وہ بذات خود کسی چیز کے ذریعہ اسکا اظہار کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو خداوندعالم نے اسکورونے اور چیخنے کی تعلیم دی اور اسکے ماں باپ کے دل کو اس کے لئے مہربان کردیا تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کریں اور اس کو سیراب کریں ۔

---

(۱)سورئہ رحمن آیت/۲۹۔
شیر خوار بچہ کی بھوک و پیاس اللہ کی رحمت اور اسکی مہربانی کو بغیر کسی طلب و دعاکے نازل کرتی ہیں۔مریض جب اپنے دردوالم کا احساس کرتا ہے تو اسکے ذریعہ بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔
جب ہم اللہ کی معصیت و نافرمانی کرتے ہیں اور گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں تو ہم اللہ سے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی بخشش و مغفرت اپنے سوال اور دعا کے ذریعہ چاہتے ہیں اور کبھی کبھی بغیر سوال اور دعا کے بھی مغفرت حاصل ہو جاتی ہے،جب بندہ اپنے مو لا کی سر کشی نہ کرے ، قسی القلب نہ ہو اور رحمت خدا سے دور نہ کیا گیا ہوخداوند عالم ارشاد فرماتا ہے :
<قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْاعَلٰی اَنْفُسِہِمْ لَاتَقْنَطُوْامِنْ رَّحْمَةِاللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُالذُّنُوْبَ جَمِیْعاًاِنَّہُ ھُوَالْغَفُوْرُالرَّحِیْمُ>(۱)
"پیغمبر آپ پیغام پہنچا دیجئے کہ اے میرے بندوجنھوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے رحمت خدا سے ما یو س نہ ہونا اللہ تمام گنا ہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا اور مہر بان ہے "
کتنے ایسے بھوکے فقیر ہیں جن کو خداوند عالم بغیر سوال اور دعا کے رزق عطا کرتا ہے۔
کتنے ایسے مجبور و ناچار ہیں جو سمندر کی لہروں میں آجاتے ہیں یا غرق ہونے والے ہوتے ہیں یا تلوارکی دھار کے نیچے آجاتے ہیں یا آگ کے اندر گھرجاتے ہیں اور بغیر سوال ودعا کے خدا ان کوبچالیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔
کتنے ایسے پیاسے ہیں جواپنی جان دینے کے قریب ہو تے ہیں لیکن اللہ کی رحمت بغیر کسی سوال و طلب کے ان کو موت سے نجات دیتی ہے ۔

---

(۱)سورئہ زمرآیت ۵۳

کتنے ایسے انسان ہیں جن کو خطروں کا سامنا کرنا پڑا اور وہ خطروں سے دو کمان کے فا صلہ پر تھے جبکہ ان کو کبھی معلوم تھا اور کبھی نہیں معلوم تھا اس وقت خداوند عالم کی پردہ پو شی نے آکر ان کو نجات دی ۔
کتنے ایسے انسان ہیں جن پرزندگی کے راستے بند ہو جاتے ہیں لیکن خداوند عالم ان کے لئے ہزار راستے کھول دیتا ہے اور یہ سب کچھ بغیر کسی سوال و دعا اور طلب کے ہوتا ہے۔
کتنے ایسے شیر خوار بچے ہیں جن کے شامل حال خداوند عالم کی رحمت ہوتی ہے جبکہ وہ اللہ سے نہ کوئی سوال کرتے ہیں اور نہ دعا کرتے ہیں ۔(۱)
دعاء افتتاح میں وارد ہواہے:

<فکم یاالٰهي من کربة قدفرّجتها،وهموم قدکشفتها،وعثرة قداقلتها، ورحمةقدنشرتهاوحلقةبلاء قدفککتها>

“اے میرے خداتو نے کتنے ہی غمو ں کو دور کیا ہے کتنے ہی مصیبتوں کو ختم کیا ہے اور کتنی ہی لغزشوں کو معاف کر دیا ہے اور رحمت کو پھیلا دیا ہے اور بلاؤں کی زنجیروں کو کھول دیا ہے ”

ایام رجب کی دعاؤں میں وارد ہواہے:

---

(۱)اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگ زلزلہ میں عما رتوں کے نیچے نہیں مرتے یا آگ لگنے کی صورت میں نہیں جلتے ، سمندروں کی گہرا ئیوں میں نہیں مرتے ،کو ئی انسان بیما ری اور درد سے نہیں مرتا ،کو ئی شیر خوار بچہ نہیں مرتا چنانچہ خدا وند عالم نے اپنی رحمت و حکمت کی وجہ سے اس کا ئنات کو بہراکر دیا ہے تو جب حکمت الٰہی انسان یاحیوان یا نباتات میں کسی اہم چیز کے وقوع کا تقاضا کر تی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم خداوند عالم کے فضل اور صفات حسنیٰ کے دو سرے رخ یعنی رحمت کا انکار کر دیں ۔کچھ لوگ ایسے ہو تے ہیں جو بلا اور پریشانی میں حکمت اور روش خدا کے تا بع ہو تے ہیں وہ آسانی اور مشکل نیز زند گی کے سخت لمحات میں رحمت الٰہی کا احساس نہیں کرتے، کچھ لوگ ایسے ہو تے ہیں جو اپنی زند گی کے سخت اضطراری لمحات میں خدا وند عالم کی رحمت واسعہ سے آشنا نہیں ہو تے ہیں۔

<یامن یعطي مَن سا ٴلہ،یامَن یعطي مَن لم یسا ٴلہ ومَن لم یعرفہ تحننا منہ ورحمة>

“اے وہ خدا جو اسے عطا کرتا ہے جو اس سے سوال کرتا ہے اے وہ جو اسے عطا کرتا ہے جو اس سے سوال نہ کرے اور جو اس کو نہ پہچانے اپنی رحمت و لطف سے مجھ کو عطا کر ”

اور مناجات رجبیہ میں آیا ہے:

<ولکن عفوک قبل عملنا>

“اور لیکن تیرا عفو ہمارے عمل سے پہلے سے ہے ”

بیشک اللہ کی بخشش کو ہمارے گناہوں کی ضرورت ہے۔

حاجت اور فقر کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ہم اس سلسلہ میں ایک مشہور و معروف رومی عارف کے اشعار میں سے ایک شعر کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں:

رومی عارف کا کہنا ہے:پانی نہ مانگو اور اتنی پیاس مانگو کہ تمہارے چاروں طرف پانی کے چشمے پھوٹ جائیں۔

اللہ کی رحمت اور اللہ کے بندوں کی حاجت و ضرورت کے مابین رابطہ کی طرف حضرت علی علیہ السلام کی مناجات میں اشارہ کیا گیا ہے:

مولیي یامولاي،انت المولیٰ واناالعبد،وهل یرحم العبدَ اِلّاالْمَوْلیٰ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَايَ اَنْتَ الْمَالِکُ وَاَنَاالْمَمْلُوْکُ وَهَلْ یَرْحَمُ الْمَمْلُوْکَ اِلَّا الْمَالِکُ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَايَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا الذَّلِیْلُ وَهَلْ یَرْحَمُ الذَّلِیْلَ اِلَّاالْعَزِیْزُ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَايَ اَنْتَ الْخَالِقُ وَاَنَاالْمَخْلُوْقُ وَهَلْ یَرْحَمُ الْمَخْلُوْقُ اِلَّا الْخَالِقُ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَايُ اَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَاالضَّعِیْفُ وَهَلْ یَرْحَمُ الضَّعِیْفَ اِلَّاالْقَوِيُ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَايَ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَاَنَاالفَقِیْروَهَلْ یَرْحَمُ الْفَقِیْرَاِلَّاالْغَنِيْ ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَايَ اَنْتَ الْمُعْطِيْ وَاَنَاالسَّا ئِلُ وَهَلْ یَرْحَمُ السَّائِلَ اِلَّاالْمُعْطِيْ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَايَ اَنْتَ الْحَيُّ وَاَنَاالْمَیِّتُ وَهَلْ یَرْحَمُ الْمَیِّتَ اِلَّاالْحَيُّ؟

“اے میرے مو لا اے میرے مو لا تو مولا ہے اور میں بندہ ہوں اور بندے پر مو لا کے علاوہ اور کون رحم کرے گا ؟

اے میرے مو لا اے میرے مولا تو مالک ہے اور میں مملوک ہوں اور مملوک پر مالک کے سوا کون رحم کرے گا ؟

مو لا اے میرے مولا تو عزت و اقتدار والا ہے اور میں ذلت و رسوائی والا اور ذلیل پر عزت والے کے علاوہ اور کون رحم کرے گا ؟

اے میرے مو لا اے میرے مو لا تو خالق ہے اور میں مخلوق ہوں اور مخلوق پر خالق کے سوا کون رحم کرے گا ؟

اے میرے مو لا اے میرے مو لا تو عظیم ہے اور میں حقیر ہوں اور حقیر پر سوائے عظیم کے کون رحم کرے گا ؟
مو لا اے میرے مو لا تو طاقتور ہے اور میں کمزور ہوں اور کمزور پر طاقتور کے علا وہ اور کون رحم کرے گا ؟
مو لا اے میرے مو لا تو مالدار ہے اور میں محتاج ہوں اور محتاج پر ما لدار کے علاوہ اور کون رحم کرے گا ؟
مو لا اے میرے مو لا تو عطا کرنے والا ہے اور میں سائل ہوں اور سائل پر سوائے عطا کرنے والے کے اور کون رحم کرے گا ؟
میرے مو لا اے میرے مولا تو زندہ ہے اور میں مردہ ہوں اور مردہ پر سوائے زندہ کے اور کون رحم کرے گا ؟

ضرورت سے پہلے دعا کرنا

جس حاجت و فقر کی طرف انسان متوجہ ہو تا ہے اور اس کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے ، اس سے دعا کرتا ہے اور اس سے طلب کرتا ہے (وہ فقر کی طرف متوجہ ہو نے کے بعد دعا کرنا ہے)۔

ضرورت سے با خبرہونے اور طلب سے متصل ضرورت کے ذریعہ اللہ کی رحمت زیادہ نازل ہو تی ہے اس حاجت و ضرورت کی نسبت جو دعا سے متصل نہیں ہو تی ہے ۔

دونوں کے ذریعہ اللہ کی رحمت نا زل ہو تی ہے لیکن حاجت جب طلب اور دعا سے متصل ہوتی ہے تو اللہ کی رحمت کو زیادہ جذب کرتی ہے اور اللہ کی رحمت غیر کی نسبت اس کو زیادہ جواب دیتی ہے۔

اور اسی حاجت کی طرف سورہ ٔ نمل کی اس آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے :

<أ مّنْ يُجِيْبُ الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ>(١)

“بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی آواز کو سنتا ہے جب وہ آواز دیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے ”

آیہ کریمہ میں دوباتوںپر زیادہ توجہ دی گئی ہے اضطرار اوردعا < الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاهُ> (٢)

اور ان دو نوںیعنی اضطرار اور دعامیں سے ہرایک رحمت کو جذب کرتا ہے جب اضطرار اور

----

(١)سورئہ نمل آیت/ ٦٢۔
(٢)سورئہ نمل آیت/ ٦٢۔

دعا دو نوں جمع ہو جا ئیں تو رحمت کا نازل ہو نا ضروری ہے ۔

اسلام میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا اور سوال کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور ا س کی رحمت کو حاصل کر نے کےلئے اس کی بار گا ہ میں اپنی حاجتوں کو پیش کر نے اور اس کے سا منے اپنی حاجت کی تشریح کر نے پربھی زور دیاگیا ہے ۔

اسلامی نصوص میں حاجت برآوری کو دعا سے مربوط قراردیا گیاہے:

<وَقَالَ رَبّكم اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ > (١)

“اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرومیں قبول کرونگا”

اور قرآن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس کے بندے کی قدر و قیمت اس بندے کی دعا کے ذریعہ ہی ہے :

<قُلْ مَايَعْبَوٴُاِبِكُمْ رَبِّي لَوْلَادُعَاوٴُكُمْ>(٢)

“پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہا ری دعا ئیں نہ ہو تیں تو پرور دگار تمہاری پروا بھی نہ کرتا ”

قرآن کریم نے تو اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر کو ئی دعا سے منحرف ہو تا ہے تو وہ اللہ کی عبا دت کر نے سے اکڑنے والا قرار دیاجاتا ہے :
< اُدْعونيِ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ >
"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقینا جو لوگ میری عبا دت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں دا خل ہو ں گے "

----
(۱)سورئہ مومن آیت/ ۶۰۔
(۲)سورئہ فرقان آیت/ ۷۷۔
(۳)سورئہ مومن آیت/ ۶۰۔

دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں تین قوا نین

اب ہما را سوال یہ ہے کہ جب حا جت و ضر ورت دعا کے ساتھ ہو تی ہے تو رحمت کے نزو ل میں‌تیزی کیسے آ جا تی ہے اور دعا و ا ستجا بت کے در میان رابطہ کی شدت اور اس پر زیادہ زور دینے کی کیا وجہ ہے ؟ در حقیقت ہم نے اس فصل کا آغاز اسی سوال کا جواب دینے اور دعا وا ستجا بت کے درمیان رابطہ کی تحلیل کر نے کےلئے کیا ہے ۔
اس سوال کا جواب یہ ہے : دعا کے ذریعہ اللہ کی رحمت نا زل ہو نے کے تین قوانین ہیں:
۱۔اللہ کی رحمت اور فقر و حاجت کے درمیان رابطہ ؛ ہم اِس قانون کو پہلے وضاحت کے ساتھ بیان کرچکے ہیں لہٰذا اب اس کو دوبارہ نہیں دُہرائیں گے اور دعا کی ہر حالت، حاجت اور فقر میں اللہ کی رحمت کی متضمن ہوتی ہے اور یہ اللہ کی رحمتوں کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے ۔
۲۔فقر اور حاجت میں اللہ کی رحمت سے آگاہ ہوجانے کے بعد رابطہ۔
آگاہ ہوجانے کے بعد ضرورت اور آگاہ ہو نے سے پہلے ضرورت کے مابین فرق ہے ۔
ان میں سے ہر ایک حا جت و ضرو رت ہے اور ہر ایک سے اللہ کی رحمت مجذوب ہو تی ہے اور نازل ہوتی ہے لیکن ان میں سے ایک با خبر ہو نے سے پہلے اور ایک فقر و حا جت سے با خبر ہو جا نے کے بعد ہے ۔
جس حاجت وضرورت سے انسان با خبر نہیں ہو تا اس میں وہ اللہ کا محتاج ہو تا ہے اور وہ اپنی حا جتوں‌کو اللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں کرتا بلکہ کبھی کبھی تو وہ اللہ کو پہچا نتا بھی نہیں۔
لیکن فقر وضرور ت سے آگا ہ انسا ن اپنی ضرور توں اور حا جتوں کو ا للہ با ر گا ہ میں پیش کر تا ہے اور یہ با خبر ہو نا ہی اس کے اللہ سے محتاجی کو تا ریکی سے نکا ل کر با خبر ہو نے تک پہنچادیتا ہے حا لا نکہ حا جت و ضرورت سے ناسمجھ و بے خبرانسان تا ریکی میں‌گھر جا تا ہے اور وہ اس کو سمجھ بھی نہیں پا تا ۔
لیکن وہ فقیر و محتاج جو اپنی حاجتو ں کو اللہ کی بار گاہ میں پیش کر تا ہے وہ اللہ کی رحمت اور اس کا فضل چا ہتا ہے حا لا نکہ اپنی ضرو رتو ں سے نا آگاہ فقیر اپنی حا جتو ں کو اللہ کی با ر گاہ میں پیش نہیں‌کر تاہے
گو یا حا جتو ں سے با خبر انسا ن حا جت وضرور ت کی حا لت سے صحیح معنوں میں دو چار ہو تا ہے اور ضرورت جتنی زیا دہ ہو گی اتنا ہی اللہ کی رحمت کو قبو ل کر نے کےلئے نفس وسیع ہو گا اور ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ اللہ کی

رحمت کے خزانو ںمیں نہ بخل ہے اور نہ مجبوری ۔ہا ں اللہ کی رحمت کو قبو ل کر نے کےلئے لو گو ں کے ظروف مختلف ہو تے ہیں ۔جس انسان کا ظرف بہت زیا دہ بڑا ہو گا اللہ کی رحمت میں اس کا حصہ اتنا ہی زیا دہ ہو گا اور ظر ف سے مراد یہا ں پر ضرورت ہے یعنی جس ضرور ت کی کو ئی اہمیت ہو اور انسان اپنی ضرورت کو اللہ کی با ر گاہ میں پیش کر ے۔

ایک خطا کا ر مجرم کےلئے جب سو لی کا حکم صادر کیا جاتا ہے تو وہ اس سے با خبر ہو تا ہے ۔وہ عوام الناس اور حکا م کے دلو ں کواپنی طرف اس جرم سے زیا دہ معطوف کرتا ہے جو اپنے لئے سو لی کا حکم نا فذکر انا چا ہتا ہے اور اس کو یہ بھی نہیں معلو م کہ اسے کہا ں جا ناہے ۔سولی کا حکم صا در ہو نے کے متعلق دونوں برابر کا علم رکھتے ہیں۔ہاں وہ مجرم جواپنے جرم کا معتر ف اور اپنی سزاسے واقف ہے وہ دو سروں کے مقابلہ میں لوگوں سے زیادہ رحمت کا خو استگار ہوتا ہے کیونکہ ایسا شخص جرم اور سزا کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتا ہے جبکہ دو سرے افراد جرم اور سزا کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہو تے ۔

بارگاہ خدامیں احساس نیازمندی کی علامتیں

باخبر ضرورت کو دعاؤں کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میںپیش کرنے کی چند نشانیاں اور علامتیں ہیں۔جتنا زیادہ انسان اپنی ضرورتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اتنا ہی یہ نشانیاں اسکی دعاؤں میں واضح ہوتی ہیں۔

ان نشانیوں میں سے اہم نشانیاں :دعامیں خشوع،خضوع،رونا گڑگڑانا ،اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور اپنی مجبوری کا اظہار کرنا ہیں۔

اسلامی نصوص میں دعاؤں میں ان تمام حالتوں اور نشانیوں پر زور دیا گیا ہے،اور دعا ء کی قبولیت میں ان باتوں پر زور دیا گیا ہے۔

حقیقت میں یہ علامتیں دعا میں دوسرے اور تیسرے سبب پر توجہ دینے کو کشف کرتی ہیں۔وہ دونوں سبب ضرورتوں کی اطلاع ہونااور سوال کرنا ہے اور جتنا ہی انسان دعامیں خضوع وخشوع کرے گا اتنی ہی اسکی طلب وچاہت میں شدّت ہوگی اور انسان اپنی حاجتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرے گا۔

ان حالتوںمیں دعا قبول ہونے کے یہی دواسباب ہیں ان حالات اور ان کی طرف رغبت کو قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے جن میں سے کچھ اسباب کو ہم ذیل میں بیان کر رہے ہیں:

خداوند عالم کا ارشاد ہے: ۱:<تَدْعُوْنَہُ تَضَرُّعاً وَخُفْیَةً > (۱)

"جسے تم گڑگڑاکر اور خفیہ طریقہ سے آواز دیتے ہو "

۲: < وَادْعُوْہُ خَوْفاًوَطَمَعاًاِنَّ رَحْمَةَ اللّٰہِ قَرِیْبٌمِنَ الْمُحْسِنِیْنَ >(۲)

"اور خدا سے ڈرتے ڈرتے اور امید وار بن کر دعا کرو کہ اس کی رحمت صا حبان ِ حسن عمل سے قریب تر ہے "

تضّر ع اورخوف یہ دو نوں حا لتیں انسان کو اللہ کی بار گا ہ میں اپنی ضرور توں کو پیش کر نے کے بارے میں زور دیتی ہیں ۔

اور طمع وہ حا لت ہے جو انسان کو اس چیز کی ر غبت دلاتی ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے بندہ اس کو حاصل کرے ۔

خفیہ(رازدارانہ)طور پر دعا کرنا انسان کو اللہ کی بارگاہ میں حا ضری دینے پر آمادہ کرتا ہے

۳۔<وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَھَبَ مُغَاضِباًفَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَقْدِرَعَلَیْہِ فَنَادیٰ فِیْ الظُّلُمَاتِ اَنْ لَاْاِلٰہَ اِلَّاْاَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَالَہُ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذَلِکَ نُنْجِی الْمُوْمِنِیْنَ >(۳)

---

(۱)سو رہٴ انعام آیت ۶۳ ۔

(۲)سورئہ اعراف آیت/ ۵۶۔

(۳)سور ہٴ انبیاء آیت ۸۷۔۸۸۔

“اور یونس کو یاد کرو جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تا ریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پرور دگار تیرے علا وہ کو ئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا ۔تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور انھیں غم سے نجات دلا دی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلا تے رہتے ہیں ”

اس آیت میں بندہ کی طرف سے خداوند عالم کی بارگاہ میں ظلم کا اعتراف اور اقرار ہے :

<سُبْحَانَکَ اِنِّي کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۔>(١)

“پرور دگار تیرے علا وہ کو ئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا”

ظلم کا اقرار کر نا ظلم سے با خبر ہو نا ہے اور اس سے گنابگارانسان اپنے نفس میں استغفار کا بہت زیادہ احساس کر تا ہے اور جتنا ہی انسان اپنے ظلم اور گناہ سے با خبر ہو گا اتنا ہی وہ اللہ سے استغفار کر نے کے لئے زیادہ مضطر و بے چین ہو گا ۔

۴: <وَيَدْعُوْنَنَارَغَباًوَرَهْباًوَکَانُوْالَنَاخَاشِعِيْنَ >(٢)

“اور رغبت اور خوف کے عالم میں ہم کو پکارنے والے تھے ”

رغبت ، خوف اور خشو ع وہ نفسانی حالات ہیں جو اپنی حا جتوں سے با خبر انسان کو اپنی حا جتوں کو اللہ کی بار گاہ میں پیش کر نے پر زور دیتی ہیں ۔ انسان اللہ کے عذاب سے خوف کھاتاہے اور اللہ کے رزق اور ثواب سے اس کو رغبت ہو تی ہے ۔

۵:<اَمَنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاهُ وَ يَکْشِفُ السُّوْءَ> (٣)

---

(١)سورئہ انبیاء آیت ٨٧۔

(٢)سورہ ٔ انبیاء آیت ٩٠ ۔

(٣)سورئہ نمل آیت ۶٢۔

اضطرار وہ نفسا نی حالت ہے جو انسان کے اپنی حا جتیں اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے پر زور دیتی ہے اور انسان کا اپنی ضرورتوں سے با خبر ہو نا اللہ کے علاوہ دوسرے تمام وسیلوں سے دور کرتا ہے (یعنی صرف اللہ ہی نجات دے سکتا ہے)۔

۶۔:<يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفاًوَطَمَعاً>(١)

“اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور طمع کی بنیاد پر پکارتے رہتے ہیں ”

اپنی حا جتوں سے با خبر انسان جتنا زیادہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی مجبوری و لا چا ری کا اظہار کرے گا خدا وند عالم اسی سوال اور حاجت کے مطابق اس کو عطا کر ے گا خداوند عالم کا ارشاد ہے :

<وَادْعُوْهُ خَوْفاًوَطَمَعاًاِنّ رَحْمَةَ اللّٰہ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ>(٢)

“اور خدا سے ڈرتے اور امید وار بن کر دعا کرو کہ اس کی رحمت صا حبان ِ حسن عمل سے قریب تر ہے ”

اللہ کی رحمت بندے سے اتنی ہی قریب ہو گی جتنا وہ اپنے نفس میں اللہ کے عذاب سے خوف کھا ئے گا اور اللہ کے احسان کی طمع کرے گا ۔

انسان کے نفس میں جتنا زیادہ خوف ہو گا اتنی ہی اس کے نفس میں تڑپ پیدا ہو گی، اللہ کی بار گاہ میں اس کی دعا استجابت سے زیادہ قریب ہو گی اور اللہ کے رزق و ثواب کے لئے جتنی طمع انسان کے اندر ہوگی تو اتنی ہی زیادہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی دعا قبول ہو نے کے نزدیک ہو گی ۔

٣۔دعا اور استجابت دعا کے درمیان رابطہ اور یہ بالکل واضح وروشن قانون ہے جس کو انسان

---

(١)سورئہ سجدہ آیت ۱۶/۔

(٢)سورئہ اعراف آیت ۵۵۔

بذات خود فطری طورپر سمجھ سکتا ہے اور آیہ کریمہ اسی چیز کو بیان کرتی ہے:
<اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ>(١)
بیشک ہر دعا قبول ہوتی ہے اور خداوند عالم اس فرمان کا یہی مطلب ہے
:<اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَكُمْ>اور یہ فطری و واضح قانون ہے جس کو انسان کی فطرت تسلیم کرتی ہے اور یہ عام قانون ہے لیکن اگر کوئی دعا قبول ہونے کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوجائے تو دوسری بات ہے۔
دوطرح کی چیزیں دعا قبول ہونے میں رکاوٹ ڈالتی ہیں:
١۔مسئول عنہ جس سے سوال کیا جائے اس کی طرف سے کچھ رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں۔
٢۔سائل(سوال کرنے والے)کی طرف سے کچھ رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں۔
مسئول (جس سے سوال کیا جائے)کی طرف سے آڑے آنے والی رکاوٹیں جیسے دعا قبول کرنے سے عاجز ہوجائے ،دعا قبول کرنے میں بخل کرنے لگے ۔
کبھی بذات خودسائل کی طرف سے رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں جیسے دعا قبول کرنا بندہ کے مفادمیں نہ ہو اور بندہ اس سے جاہل ہو اور اللهاسکو جانتا ہے۔
پہلی قسم کی رکاوٹیں اللہ کی سلطنت کے شایان شان نہیں ہیں چونکہ خداوند عالم بادشاہ مطلق ہے وہ کسی چیز سے عاجز نہیں ہے اور نہ ہی کوئی چیز اس سے فوت ہوتی ہے،نہ ہی کوئی چیز اسکی سلطنت و قدرت سے باہر ہوسکتی ہے،نہ ہی اسکے جودوکرم کی کوئی انتہا ہے ،نہ اسکے خزانہ میں کوئی کمی آتی ہے اور کثرت عطا اس کے جودوکرم سے ہی ہوتی ہے۔
پس معلوم ہواکہ دعا کے قبول ہونے میں پہلی قسم کی رکاوٹوں کے تصور کرنے کا امکان ہی نہیں ہے ۔

---

(١)سورئہ مومن آیت ۶٠۔

لیکن سائل کی طرف سے دعا قبول نہ ہونے دینے والی رکاوٹوں کا امکان پایا جاتا ہے اورسب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خداوند عالم بہت سے بند وں کی دعا کو قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہے لیکن وہ ایسا اپنے عاجز ہوجانے یا نجیل ہوجانے کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے علم کی بناء پر یہ جانتا ہے کہ اس بندے کے لئے دعا کا دیر سے قبول کرنا بہتر ہے اور سب اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اس صورت میں دعاکا قبول ہونا بندے کےلئے مضر ہے اور خدا بندے کی دعا قبول نہیں کرتا لیکن اس دعا کے بدلہ میں اسکو دنیا میںبہت زیادہ خیر عطا کردیتا ہے اور اسکے گناہوں کو بخش دیتاہے یا اسکے درجات بلند کردیتا ہے۔یا اسکو یہ سب چیزیںعطا کردیتا ہے۔
پہلے ہم پہلی قسم کے موانع سے متعلق بحث کریں گے،اسکے بعد دوسری قسم کے موانع کے سلسلہ میں بحث کریں اسکے بعد دعا اور اجابت کے درمیا ن رابطہ کے سلسلہ پر روشنی ڈالیں گے۔

پہلی قسم کے موانع دعا

پہلی قسم کے موانع (رکاوٹوں)کا کوئی وجود ہی نہیں ہے جیسا کہ ہم اللہ کی سلطنت کے متعلق عرض کرچکے ہیں کہ خدا کی سلطنت مطلق ہے وہ کسی چیز سے عاجز نہیں ہوتا،کوئی چیز اس سے چھوٹ نہیں سکتی،اسکی سلطنت اور قدرت کی کوئی حد نہیں ہے،کائنات میں ہر چیز اسکی سلطنت اور قدرت کےلئے خاضع ہے اور جب وہ کہہ دیتا ہے تو کوئی چیز اسکے ارادے اور امر سے سرپیچی نہیں کرسکتی ہے:
<وَاِذَاقَضیٰ اَمْراً فَاِنَّمَایَقُوْلُ لَہُ کُنْ فَیَکُوْنُ >(١)
"اور جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف کن کہتا ہے اور وہ چیز ہو جا تی ہے "
<اِنَّمَاقَوْلُنَالِشَیْءٍ اِذَااَرَدْنَاہُ اَنْ نَقُوْلَ لَہُ کُنْ فَیَکُوْنُ>(٢)

---

(۱)سورۂ بقرہ آیت ۱۱۷۔
(۲)سورۂ نحل آیت۴۰۔

"ہم جس چیز کا ارادہ کرلیتے ہیں اس سے فقط اتنا کہتے ہیں کہ ہو جا اور وہ ہو جا تی ہے "
<اِنَّمَااَمْرُہُ اِذَااَرَادَ شَیْئاًاَنْ یَقُوْلَ لَہُ کُنْ فَیَکُوْنُ>(۱)
"اس کا امر صرف یہ ہے کہ کسی شئی کے بارے میں یہ کہنے کا ارادہ کرلے کہ ہو جا اور وہ شئی ہو جا تی ہے "
کائنات میں کوئی بھی چیز اسکی سلطنت اور قدرت سے باہر نہیں ہوسکتی ہے:
<وَالْاَرْضُ جَمِیْعاًقَبَضْتُہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِیَّاتٌ بِیَمِیْنِہِ>(۲)
"جبکہ روز قیا مت تمام زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور سارے آسمان اسی کے ہاتھ میں لپٹے ہو ئے ہو ں گے"
<اِنَّ اللّٰہَعَلٰی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ>(۳)
" اور یقیناً اللہ ہر شی ٔ پر قدرت رکھنے والا ہے "
خداوند عالم کا امر (حکم)کسی چیز پر موقوف نہیں ہے،نہ ہی کسی چیز پر متعلق ہے۔
<وَمَااَمْرُالسَّاعَةِ اِلَّاکَلَمْحِ الْبَصَرِاَوْھُوَاَقْرَبُ اِنَّ اللّٰہَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ>(۴)
"اور قیا مت کا حکم تو صرف ایک پلک جھپکنے کے برابر یا اس سے بھی قریب تر ہے اور یقیناً اللہ ہر شی ٔ پر قدرت رکھنے والا ہے "
یہ آیت خداوند عالم کی سلطنت و قدرت کے وسیع ہونے اور اسکے حکم اور امر کے نافذ ہونے کو بیان کرتی ہے۔

---

(۱)سورۂ یس آیت/۸۲۔
(۲)سورۂ زمر آیت/ ۶۷۔
(۳)سورۂ آل عمران آیت/۱۶۵۔
(۴)سورۂ نحل آیت۷۷۔

بخل اسکی ساحت کبریائی کے شایان شان نہیں ہے خداوند عالم ایسا جواد و سخی ہے جسکی سخاوت اور کرم کی کوئی حد نہیں ہے۔
<رَبَّنَاوَسِعَتْ کُلَّ شَيْ ءٍ رَحْمَةً وَعِلْماً>(۱)
"خدا یا تیری رحمت اور تیرا علم ہر شی ٔ پر محیط ہے "
<فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقُلْ رَبُّکُمْ ذُوْرَحْمَةٍوَاسِعَةٍ>(۲)
"پھر اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا ئیں تو کہہ دیجئے کہ تمہارا پرور دگار بڑی وسیع رحمت والا ہے "
خداوند عالم کی عطا وبخشش دائمی ہے منقطع ہونے والی نہیں ہے ۔
<کَلاًّ نُمِدُّ ھٰوٴُ لاَءِ وَ ھٰوٴُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّکَ وَمَاکَانَ عَطَاءُ رَبِّکَ مَحْظُوْراً>(۳)
"ہم آپ کے پروردگار کی عطا و بخشش سے اِن کی اور اُن کی سب کی مدد کرتے ہیں اور آپ کے پرور دگا ر کی عطا کسی پر بند نہیں ہے "
<وَاَمَّاالَّذِیْنَ سُعِدُوْافَفِی الْجَنَّةِ۔۔۔عَطَاءً غَیْرَمَجْذُوْذٍ>(۴)
"اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہو ں گے ۔۔۔یہ خدا کی ایک عطا ہے جو ختم ہو نے والی نہیں ہے "
جب خداوند عالم رحمت نازل کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں آسکتی ہے:

<مَایَفْتَحِ اللهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَاْمُمْسِکَ لَهَاوَمَایُمْسِکْ فَلَامُرْسِلَ لَہُ مِنْ بَعْدِہِ>(۵)

----

(۱)سورئہ غافر آیت۷۔
(۲)سورئہ انعام آیت ۱۴۷۔
(۳)سورئہ اسراء آیت ۲۰۔
(۴)سورئہ ہود آیت ۱۰۸۔
(۵)سورئہ فاطرآیت/۲۔

“اللہ انسانوں کے لئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کو ئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو روک دے اس کا کو ئی بھیجنے والا نہیں ہے ”
اللہ کی رحمت کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے:
<وَلِلّٰہِخَزَائِنُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ>(۱)
“حالانکہ آسمان و زمین کے تمام خزا نے اللہ ہی کے لئے ہیں ”
<وَاِنْ مِنْ شَیْ ءٍ اِلَّاعِنْدَنَاخَزَائِنُہُ وَمَانُنَزِّلُہُ اِلَّابِقَدَرٍمَعْلُوْمٍ >(۲)
“اور کو ئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ہما رے پاس خزا نے نہ ہوں اور ہم ہر شے کو ایک معین مقدار میں ہی نا زل کرتے ہیں ”
خداوند عالم جو رزق اپنے بندوں کو عطا کردیتا ہے اس سے اللہ کی رحمت کے خزانے ختم نہیں ہوتے وہ اپنے جودوکرم سے زیاد ہ عطا نہیں کرتا۔
دعاافتتاح میں آیا ہے:
<اَلْحَمْدُلِلّٰہِالْفَاشِيْ فِيْ الْخَلْقِ اَمْرُہُ وَحَمْدُہُ۔۔۔اَلْبَاسِطِ بِالْجُوْدِ یَدَہُ الَّذِيْ لَا تَنْقُصُ خَزَائِنُہُ وَلَاتَزِیْدُہُ کَثْرَةُالْعَطَاءِ اِلَّاجُوْداً وَکَرَماً>
“حمد اس خدا کے لئے ہے جس کا امر اور حمد مخلوق میں نا فذ ہے ۔۔۔اور جس کا ہاتھ بخشش کے لئے کشا دہ ہے جس کے خزا نے میں کو ئی کمی نہیں ہو تی اور عطا کی کثرت اس میں سوائے جود و کرم کے اور کچھ زیا دہ نہیں کر تی ”
علامہ شریف رضی کی روایت کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن سے یہ وصیت فرمائی :

----

(۱)سورئہ منافقون آیت۷۔
(۲)سورئہ حجر آیت ۲۱۔

<إعلمْ انّ الذي بیدہ خزائن السماوات والارض قد اذن لک في الدعاء وتکفّل لک بالاجابة،وامرک انْ تسألہ لیعطیک،وتسترحمہ لیرحمک،ولم یجعل بینک وبینہ من یحجبک عنہ،ولم یلجئک الی مَن یشفع لک الیہ،ولم یمنعک ان اسات من التوبة،ولم یعاجلک بالنقمة،ولم یفضحک حیث الفضیحة،ولم یشددعلیک فی قبول الانابة،ولم یناقشک بالجریمة،ولم یوٴیسک من الرحمة،بل جعل نزوعک عن الذنب حسنة،وحسب سیئتک واحدة،وحسب حسنتک عشرا،وفتح لک باب المتاب وب الاستعتاب۔
فاذاناديتہ سمع نداء ک واذا ناجیتہ علم نجواک،فافضیت الیہ بحاجتک،وابثثتہ ذات نفسک،وشکوت الیہ ھمومک،واستکشفتہ کروبک، واستعنتہ علی امورک،وسالتہ من خزائن رحمتہ مالایقدرعلی اعطائہاغیرہ،من زیادة الاعماروصحة الابدان، وسعة الارزاق

ثم جعل فی یدک مفاتیح خزائنہ بمااذن لک فیہ من مسالتہ،فمتی شئت استفتحت بالدعاء ابواب النعمة،واستمطرت شآبیب رحمتہ،فلا یقنطنّک ابطاء اجابتہ،فان العطیہ علی قدر النیہ>(۱)

"جا ن لو !جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان و زمین کے خز ا نے ہیں اس نے تمھیں سوال کر نے کی اجا زت دے رکھی ہے ،اور قبول کرنے کی ذمہ دار ی لی ہے اور تم کو مانگنے کا حکم دیا ہے تا کہ وہ دے ،اس سے رحم کی درخوا ست کرو تا کہ وہ تم پر رحم کرے ،اس نے اپنے اور تمہا رے درمیان دربان نہیں کھڑے کئے جو تمھیں رو کتے ہوں ،نہ تمھیں اس پر مجبور کیا ہے کہ تم کسی کو اس کے یہاں

----

(۱)نہج البلاغہ ،قسم الرسائل والکتب ،الکتاب:۳۱۔

سفارش کے لئے لا ؤ تب ہی کام لو اور تم نے گناہ کئے ہوں ،اس نے تمہارے لئے تو بہ کی گنجا ئش ختم نہیں کی ہے ،نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے اور نہ تو بہ و انابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا ،وہ کیا تھا)نہ اس نے تمھیں ایسے مو قعوں پر رسوا کیا جہاں تمھیں رسوا ہی ہو نا چا ہئے تھا اور نہ ہی اس نے تو بہ قبول کرنے میں (سخت شرطیں لگا کر)تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے نہ ہی گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے بلکہ اس نے گناہ سے کنا رہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برا ئی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس نیکیوں کے برابر قرار دیا ہے اس نے تو بہ کے دروازہ کھول رکھا ہے ۔

جب بھی تم اس کو پکارتے ہو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہو ئے اس سے کچھ کہو تو وہ جان لیتا ہے ،تم اسی سے مرا دیں مانگتے ہو ،اور اسی کے سامنے دل کے راز و بھید کھو لتے ہو، اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا رو تے ہو اور مصیبتوں سے نکا لنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کا موں میں مدد کے خو استگار ہو اور اس کی رحمت کے خزا نوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کو ئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی ،جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت ۔

اور اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوںکو کھو لنے والی کنجیاں دیدی ہیں اس طرح کے تمھیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا اس طرح جب تم چا ہو اس کی رحمت کے دروازوں کو کھلوالو،اس کی رحمت کے جھا لوں کو بر سالو،ہاں بعض اوقات اگر دعا قبول ہو نے میں دیر ہو جا ئے تو اس سے نا امید نہ ہو جا ؤاس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہو تا ہے "

اور حدیث قدسی میں آیا ہے :

< یاعبادي کلکم ضال الّامَن هدیتہ،فاسا ٔلوني الہدیٰ اهدکم وکلکم فقیرالامَنِ اغنیتہ ،فاسا ٔلوني الغنیٰ ارزقکم وکلکم مُذْنِب اِلَّا مَنْ عَافَیْتَہُ،فَاسْاُلُوْنِيْ الْمَغْفِرَۃ اٴغفرلکم۔۔ولوانّ اولکم وآخرکم وحیّکم ومیتکم اجتمعوافیتمنیٰ ّ کل واحد مابلغت امنیتہ، فاعطیتہ لم یتبین ذلک فی ملکي ۔۔۔فاذااردت شیئافانّما اقول لہ کن فیکون> (۱)

"بندو تم سب بھٹکے ہو ئے ہو مگر جس کو میں را ستہ دکھا دوں لہٰذا مجھ سے ہدایت طلب کرو تا کہ میں تمہاری ہدایت کردوں اور تم سب فقیر ہو مگر جس کو میں بے نیاز کردوں لہٰذا مجھ سے بے نیازی طلب کرو تا کہ میں تم کو رو زی عطا کروں تم سب گنا ہگار ہو مگر جس کو میں عا فیت عطا کروں لہٰذا مجھ سے بخشش طلب کرو تا کہ میں تمھیں بخش دوں اگر تمہارا پہلا ،آخری ،زندہ، مردہ سب اکٹھے ہو کر مجھ سے اپنی مرادیں ما نگیں اور میں ان کی مرا دیں پوری کر دوں تو اس سے میری حکو مت کو کو ئی ضرر نہ پہنچے گا اس لئے کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو میں اس سے کہتا ہوں ہو جا، تو وہ ہو جا تی ہے "

موانع (رکا و ٹوں)کی دوسری قسم

دعا قبول ہو نے میں رکا وٹ ڈالنے والے دوسری قسم کے موانع بہت زیادہ ہیں ۔

کبھی کبھی دعا کاقبول ہو ناسائل کے لئے مضر ہو تا ہے لیکن سائل کو اس کا علم نہیں ہو تا ہے اوراللہ اس کے حق میں اس دعا کے مفید یا مضر ہو نے سے واقف ہے ۔
کبھی کبھی دعا کا جلدی قبول ہو نا بھی مضرہو تاہے اور خدا وند عالم جا نتا ہے کہ بندہ کےلئے اس دعا کو قبول کر نے میں تا خیر کر نا اس کے حق میں‌بہتر اور بہت زیادہ فائدہ مند ہے ۔لہٰذا خدا وند عالم اس کی دعا کو قبول کر نے میں تا خیر کر تا ہے ۔
جیساکہ ہم دعا افتتاح میں پڑھتے ہیں :
< فَصِرْتُ اَدْعُوْکَ آمِناًوَاَساْ لُکَ مُسْتَانِساًلَاخَائِفاًوَلَاوَجِلاً مُدِلّاً عَلَیْکَ فِیْمَاقَصَدْتُ فِیْہِ اِلَیْکَ فَاِ نْ اَبْطَاعَنِّيْ عَتَبْتُ بِجَھْلِيْ عَلَیْکَ وَلَعَلَّ الَّذِیْ اَبْطَاٴعَنِّيْ

---

(١) تفسیر امام ١٩۔٢٠،بحار الا نوار جلد ٩٢ صفحہ ٢٩٣ ۔

ھُوَخَیْرٌلِيْ لِعِلْمِکَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ>
“تو میں مطمئن ہو کر تجھ کو پکارنے لگااور انس و رغبت کے ساتھ بلا خوف و خطر اور ہیبت کے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کا بھی میں نے تیری جا نب ارادہ کیا ہے اگر تو نے میری حا جت کے پورا کرنے میں دیر کی تو میں نے جہا لت سے عتاب کیا اور شاید کہ جس کی تا خیر کی ہے وہ میرے لئے بہتر ہو کیونکہ تو امور کے انجام کا جا ننے والا ہے ”
کبھی خدا وند عالم بند ے کی دعا قبول کر نے میں اس لئے تا خیر کر تا ہے تا کہ وہ مسلسل اللہ کے سامنے گر یہ و زاری کر تا رہے کیونکہ خدا وند عالم اپنے سا منے بندے کے گر یہ و زاری کر نے کو پسندکرتا ہے ، حدیث قدسی میں آیا ہے :
< یاموسیٰ اني لست بغافل عن خلقي ولکن احّ ان تسمع ملا ئکتي ضجیج الدعاء من عبادي> (١)
“اے مو سیٰ میں اپنی مخلوق سے غا فل نہیں ہوں لیکن میں یہ دو ست رکھتا ہوں کہ میرے ملا ئکہ میرے بندوں کی گڑگڑاکر دعا کر نے کی آواز کو سنتے رہیں ”
امام جعفر صاق علیہ السلام سے مر وی ہے :
< ان العبد لیدعوفیقول اللہ عزّوجل للملکین قداستجبت لہ،ولکن احسبوہ بجاجتہ فاني احبّ ان اسمع صوتہ وانّ العبد لیدعوفیقول اللہ تبارک و تعالیٰ:عجّلوالہ حاجتہ فاني ابغض صوتہ>(٢)
“انسان دعا کرتا ہے تو خدا دو فرشتوں سے کہتا ہے کہ میں نے اس کی دعا قبول کرلی لیکن ابھی اس کی حاجت پوری مت کرو کیونکہ میں اس کی آواز سنناہوں تووہ مجھے اچھی لگتی ہے اور کبھی کو ئی

---

(١)عد ۃ الداعی
(٢)وسائل الشیعہ کتاب الصلو ۃ ابواب الدعا باب ٢١ حدیث ٣۔

انسان دعا کرتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ اس کی مراد جلدی پو ری کرو کیونکہ مجھے اس کی آواز اچھی نہیں لگتی ہے ”
اگردعاکی قبولیت بندے کے حق میں مضرہوتی ہے تو خداوندعالم مطلق طور پر اس کی دعا کو لغو نہیں قر ار دیتا بلکہ اس کو بند ے کے گنا ہوں کے کفا ر ہ میں بدل دیتا ہے ،اس کی بخشش کر تا ہے یا کچھ وقفہ کے بعد اس کو دنیا میں جلد ہی رزق عطا کر تا رہتا ہے یا جنت میں اس کے در جا ت بلند کر دیتا ہے۔
اورہم مذکورہ دو نو ں حا لتو ں،تبدیل اور تا خیر کے متعلق رسو ل خدا (ص)اور امیر الو منین علیہ السلام سے مروی تین حد یثیں‌ذیل میں نقل کر رہے ہیں ۔

دعا کی قبو لیت میں تاخیر یا تبد یلی

رسو ل اللہ (ص)سے مروی ہے :

<مامِن مسلم دعااللّہ سبحانہ دعوة لیس فیہاقطیعة رحم ولااثم ،الّااعطاہ اللّہ احد یٰ خصال ثلا ثة:امّاان یُعجّل دعوتہ،واماان یو ٴخّرلہ،وامّاان یدفع عنہ من السوء مثلہا >قالوا:یارسول اللّہ ،اذن نُکثِر۔قال:"اکثروا "۔(۱)

"جو مسلمان بھی خداوندعالم سے ایسی دعا ما نگتا ہے جس میں رشتہ داروں سے رابطہ ختم کرنے یا کسی گناہ کا مطالبہ نہیں ہوتا توخداوند عالم اس کو تین صفات میں سے کو ئی ایک صفت عطا کر دیتا ہے یا اس کی دعا جلد قبول کرلیتا ہے یاتا خیر سے قبول کرتا ہے یا اس سے کو ئی بلا دور کردیتا ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تو ہم بہت زیادہ دعا کریں گے ۔ آپ نے فرمایا :ہاں بہت زیادہ دعاکیاکرو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے :

<الدعاء مخ العبادة،ومامِن مو ٴمن یدعواللّہ الّااستجاب لہ،اِمّاأن یعجّل

---

(۱)وسا ئل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۶ حدیث۸۶۱۷۔

لہ فی الدنیا،اویو ٴجّل لہ فی الآخرة،واماان یُکفّرمن ذنوبہ بقدرمادعا مالم یدع بما ٴثم >(۱)

"دعا عبادت کی روح و جان ہے اور کو ئی ایسا مومن نہیں ہے جسکی دعا اللھقبول نہ کرتا ہو یاتو اس دعا کو دنیا میں جلدی قبول کر لیتا ہے یا اس کے مستجاب ہو نے میں آخرت تک تا خیر کر دیتا ہے یاجتنی وہ دعا کرتا ہے خدا اس کو اس بندے کے گنا ہو ں کا کفارہ قرار دیتا ہے "

حضرت امیر المو منین علیہ السلام نے اپنے فر زند امام حسن کو وصیت کر تے ہو ئے فرمایا :

< فَلَایُقَنِّطَنَّکَ اِبْطَاءُ اِجَابَتِہِ فَاِنَّ الْعَطِیَّةَ عَلٰی قَدْرِالنِّیَّةِ وَرُبَمَااُخِّرَتْ عَنْکَ الِاجَابَةُ لِیَکُوْنَ ذٰلِکَ اَعْظَمَ لِاَجْرِالسَّائِلِ وَاَجزَلَ لِعَطَاءِ الآمِلِ وَرُبَمَاسَاٴلْتَ الشَّیْءَ فَلَاتُوٴتَاہُ وَاُوْتِیْتَ خَیْراً مِنْہُ عَاجِلاً اَوْآجِلاً اَوْصُرِفَ عَنْکَ لِمَاھُوَخَیْرٌلَکَ فَلَرُبَّ اَمْرٍقَدْ طَلَبْتَہُ فِیْہِ ھَلَاکُ دِیْنِکَ لَوْاُوْتِیْتَہُ فَلْتَکُنْ مَسْاٴلَتُکَ فِیْمَایَبْقٰی لَکَ جَمَالُہُ وَیَنْفٰی عَنْکَ وَبَالُہُ وَالْمَالُ لَایَبْقٰی لَکَ وَلَاتَبْقٰی لَہُ> (۲)

"ہاں بعض اوقات قبو لیت میں دیر ہو تو،اس سے نا امید نہ ہو اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہو تا ہے اور اکثر قبو لیت میں اس لئے دیر کی جا تی ہے کہ سا ئل کے اجر میں اور اضافہ ہو اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہو تا ہے کہ تم ایک چیز ما نگتے ہو اور وہ حا صل نہیں ہو تی مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمھیں مل جا تی ہے یا تمہا رے کسی مفاد کے پیش نظر تمھیں اس سے محروم کردیا جاتا ہے اس لئے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمھیں دیدی جا ئیں ،تو تمہارا دین تباہ ہو جا ئے لہٰذا تمھیں بس وہ چیزیں طلب کرنا چا ہئے جس کا جمال پا ئیدار

---

(۱)وسائل الشیعہ کتاب الصلاة ،ابواب الدعا باب ۱۵۔جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۶حدیث ۸۶۱۸۔
(۲)نہج البلاغہ قسم الر سائل و الکتب ، الکتاب /۳۱۔

ہو اور جسکا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو رہا دنیا کا مال ،تو یہ نہ تمہارے لئے رہے گا اور نہ تم اس کےلئے رہو گے "

ہم ان تینوں روایات کو جمع کر نے کے بعد دعا مستجاب ہو نے کی پانچ حالتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں :

۱۔(عجلت)خدا وند عالم کی بارگاہ میں بندے کی دعا کا جلدی مستجا ب ہو نا

۲۔(مدت) جس حا جت کےلئے بندے نے اللہ سے دعا کی ہے اس کو مستجاب کر نے میں وقت لگا نا ۔
۳۔(عوض)(تبدیلی)دعا کو تبدیل کر کے مستجاب کرنا اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والے سے اس دعا کے بدلہ برا ئیوں کو دور کر تاہے جس کے قبو ل ہو نے میںفی الحال کو ئی مصلحت نہیںہوتی ہے ۔
۴۔جس دعا کو قبول کر نے میں کو ئی مصلحت نہ ہو اللہ اس کے بدلے دعا کر نے وا لے کو آخرت میں بلند در جا ت عطا کر تا ہے ۔
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<واللّٰہ مصیّردعاء المو ٔمنین یوم القیامةلهم عملایزیدهم فی الجنة>(۱)
"خداوند عالم بروز قیامت مو منین کی دعا کو ان کے حق میں ایسے عمل میں بدل دیگا جس سے جنت میں ان کا مرتبہ بلند ہو تا رہے گا "
دوسری حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام فر ما تے ہیں :
<واللّٰہ مااخّراللّٰہ عزّوجلّ عن المو ٔمنین مایطلبون من هٰذہ الدنیاخیرلهم عمّاعجّل لهم منها >(۲)

---

(۱)وسا ئل الشیعہ جلد ۴ /۱۰۸۶،حدیث/۸۶۱۵۔
(۲)قرب الاسناد صفحہ ۱۷۱۔اصول کا فی صفحہ ۵۲۶۔

"خدا کی قسم مو منین جو کچھ اس دنیا میں خدا سے طلب کر تے ہیں اُس میں اِس دنیا میں عطا کر دینے سے ان کےلئے تا خیر کر نا بہتر ہے"
۵۔(تبدیل)جب دعا کو قبول کرنا بندے کی مصلحت کے خلاف ہو تا ہے تو خدا وند عالم اس کی دعا مستجاب کر تے وقت اس کی دعا کو اس کے گنا ہوں اور برا ئیوں کا کفارہ قرار دیتا ہے۔ (۱)
اور کبھی کبھی ان کو تبد یل نہ کر نا اور مدّت معین کر نا دو حا لتو ںمیں دعا مستجاب ہو نے میں وقت در کار ہو نا اور اس کو معین قر ار دینے کے وقت دعا کر نے والے کی مصلحت کےلئے ہو تا ہے ۔کبھی کبھی یہ نظا م کی مصلحت کےلئے ہو تا ہے جو سا ئل اوردو سر ے افر اد کو بھی شا مل ہو تا ہے دعا مستجا ب ہو نے یاجلدی دعا مستجا ب ہو جا نے سے نظا م میں خلل واقع ہو تا ہے جس کو اللهنے خا ص انسا ن یا عام دنیا کےلئے معین فرمایا ہے ۔
جبدعا عمل میں تبد یل ہو جاتی ہے
دعا اور عمل دونو ں الگ الگ مقولہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک رحمت کے نا زل ہو نے کا سبب ہے بیشک عمل سے اللہ کی رحمت اسی طرح نا زل ہو تی ہے جس طرح دعا سے اللہ کی رحمت نازل ہو تی ہے خد اوند عا لم فر ما تا ہے :
<وَقُلْ اعْمَلُوْا فَسَیَرَیَ اللّٰهُعَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہُ >(۲)
"اور پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمہارے عمل کو اللہ ، رسول اور صاحبان ایمان دیکھ رہے ہیں"

---

(۱)ان پانچوں باتوں میں سے آخری تین با تیں صرف بندے کی دعا کو ملغیٰ قرار دینے سے مخصوص ہیں خدا وند عالم اپنے بندے کی دعا قبو ل کر نے کے ساتھ ساتھ اس کی دعا کو اس کے گنا ہوںکا کفا رہ قرار دتیا ہے اس سے برائیا ں دور کر دتیا ہے اور آخرت میں بلند درجات عطا کر تا ہے ۔
(۲)۔سور ئہ تو بہ آیت۱۰۵۔

<فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْراً یَرَہُ >(۱)
"پھر جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا "
اسی طر ح دعا رحمت کی کنجی ہے: <اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ >(۲)
لیکن ایسا نہیں ہے کہ انسان جوکچھ سوال کرے وہ اِس دنیاکے عام نظام میں ممکن بھی ہو،بلکہ کبھی کبھی انسان اللہ سے ایسی دعاکرتاہے جواس دنیاکے عام نظام (قضا و قدر)میں ممکن نہیں ہوتی لہٰذا اس کی دعا مستجاب نہیں ہو تی۔

کبھی کبھی دعا کے مستجاب ہو نے یا دعا کے جلدی مستجاب ہو نے میں صاحب دعا کےلئے کو ئی مصلحت نہیں ہو تی ، تو انسان دعامیں اتنی جد وجہدو کو شش کیوںکر تا ہے ؟

جواب : بیشک دعا بذات خو دعمل اور عبا دت میں تبدیل ہوجاتی ہے جس سے اللہ کی رحمت   نا زل ہو تی ہے ۔

لہٰذا (قضا و قدر)مصلحت دعا کے موانع میں سے نہیں ہیں ۔ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ اگرچہ اپنے بندے کی دعا قبول نہیں کر تا ہے بلکہ بندے کی دعا تو خود اسی کے عمل اور عبادت پر مو قوف ہے اور اسی کے مطابق اس کو دنیا اور آخرت میں جزایا سزا دی جا ئیگی ۔

اسلامی رو ایات میں اس دقیق معنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ دعا عمل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

حما د بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

<سمعتہ یقول:ادع،ولاتقل قدفرغ من الامر(٣)فان الدعاء ھوالعبادة >(۴)

----

(١)سور ئہ الزلزلہ آیت/٧۔   (٢)سورئہ مومن آیت ۶٠۔

(٣)یعنی یہ امر خداوند عالم کے قضاء وقدر میں ہے جس سے تجا وز کرنا ممکن نہیں ہے اور دعا کے ذریعہ اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتاہے ”

(۴)وسائل الشیعہ صفحہ ٩٢۔حدیث ٨۶۴٣، اصول کافی صفحہ ۵١۶)

میں نے آپ کو یہ فرما تے سنا ہے : دعا کرو اور یہ نہ کہو کہ خدا کا حکم تمام ہو گیا ہے بیشک دعا عبادت ہے

“یعنی یہ امر اللہ کے قضا و قدر میں ہے اور دعا کے ذر یعہ اسکو آگے پیچھے کردینا ممکن نہیں ہے ۔

اور دو سری حدیث میں امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :

“ادعہ،ولاتقل قدفرغ من الأمر،فانّ الدعاء ھوالعبادة انّ اللّہ عزّوجلّ یقول:< اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْن(١)>(٢)

“خدا کو پکار و یہ نہ کہو کہ خدا کا امر(حکم) تمام ہو گیا ہے بیشک دعا عبادت ہے خداوند عالم فرماتا ہے :

< اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ>

“اور یقینا جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے ”

دعا کی قبو لیت اور دعا کے در میان رابطہ

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ مطلق طورپرپہلی قسم کے موا نع خدا وندعالم کی کبر یائی کے شایان شان نہیںہیںلیکن دوسری قسم کے موانع حقیقی ہیں اوربندوںکی زندگی اوردعاؤں میں پائے جاتے ہیں اسی لئے کبھی کبھی خداوندعالم دعا مستجاب کرنے میںمدت معین کردیتا ہے اور کبھی مستجاب کر کے اس کو دوسر ی چیز سے بد ل دیتا ہے ۔

اور ان دو نو ں حالتو ں (حالت تاخیر اور حالت تبدیل)کے علا وہ دعا کا مستجاب ہونا ضروری ہے اس کا منبع قطعی فطری حکم ہے اور یہ اس وقت ہو تا ہے جب سا ئل ،مسئول (جس سے

----

(٢)سورئہ مؤ من آیت/۶٠۔

(٣)وسائل الشیعہ ۴: ١٠٩٢ حدیث ٨۶۴٠ ، اصول کا فی : فرو ع کا فی جلد ١سطر ٩۴ ۔

سو ال کیا جا رہاہے)کا محتاج ہوتاہے اور مسئول سائل کی حا جت قبول کرنے پرقادر ہوتا ہے اور اپنی مخلوق کے ساتھ بخل سے کام نہیں لیتاہے۔(١)

١۔< اَمَّنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءِ> (٢)

“بھلا وہ کو ن ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آوازدیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے ”

لہٰذا جو شخص مجبور ہو اور اپنی بلا دور ہونے کے سلسلہ میں دعا کے قبول ہونے کاشدید محتاج ہو اس کو فقط دعا کرنے کی ضرورت ہو تی ہے جب وہ خداوند

عالم کو پکارتا ہے تو خداوند عالم اس کی دعا قبول کر کے اس سے بلا کو دور فر ما دیتا ہے ۔

جب وہ خدا سے دعا کرتا ہے تو خدا اس کی دعا مستجاب کر تا ہے اور اس کے لئے برائیوں کو واضح کردیتا ہے ۔

۲۔:< وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ >(۳)

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرومیں قبول کرونگا اور یقینا جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے "

----

(۱)اس رابطہ کے ضروری ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللهپر یہ امر واجب ہو گیا ہے بلکہ خود قرآن کریم اس یقینی اور ضروری رابطہ پر اس طر ح زور دیتا ہے :

اس نے اپنے او پر رحمت لکھ لی ہے :

<فَقُلْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِہِ الرَّحْمَةَ > (سور هٔ انعام آیت/ ۵۴)

"پس ان سے سلام علیکم کہئے تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت لازم قرار دے لی ہے "

(۲)سورهٔ نمل آیت ۶۲۔

(۳)سورئہ مو من آیت۶۰۔

یہ آیتِ کریمہ دعا اور استجابتِ دعا کے درمیان رابطہ کو صاف طور پر واضح کر رہی ہے:

< اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ >(۱)"مجھ سے دعا کرومیں قبول کرونگا "

<وَاُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ> (۲)

"پکار نے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے "

ان آیات میں دعا اور اس کے مستجاب ہو نے کا رابطہ صاف اور واضح ہے ، اور اس میں کو ئی شک و شبہہ ہی نہیں ہے کہ خدا وند عالم ہر دعا کو قبول کر تا ہے لیکن اگر دعا قبول کر نا بندہ کے حق میں مضر ہو یا اس عام نظام کے خلا ف ہو جس کا بند ہ خود جز ء شمار ہو تا ہے ،اور ان آیات میں دعا کے مستجاب ہو نے کی کو ئی شرط نہیں ہے اور نہ ہی کسی چیز پر معلّق ہے ۔

جن شرطوں کو ہم عنقریب بیان کر یں گے وہ حقیقت میں دعا کے محقق ہو نے کےلئے ضروری ہو تی ہیں یا بذات خو د دعا کر نے وا لے کی مصلحت کےلئے ہو تے ہیں اور اگر یہ دو نوں نہ ہوں تو پھر یا تو دعا کا اثر کم ہو جا تا ہے یا ختم ہو جا تا ہے ۔

معلوم ہو ا کہ دعا اور استجا بت کے در میان ایسا رابطہ ہے جس کے بدلنے کا کو ئی امکان ہی نہیں ہے اور ایسا مطلق تعلق ہے جو کسی سے متعلق نہیں ہو تا مگر کو ئی ایسی شرط ہو جس کی تا کید کی گئی ہو یا وہ دعا کی حالت کا اثبات کر تی ہو جیسے خداوند عالم فرماتاہے:<اِذَادَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ >(۳)

"جب وہ اس کوآوازدیتا ہے تووہ اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے "

شر یعت اسلا میہ میں احا دیث نبی اور احا دیث اہل بیت علیہم السلام میں دعا اور دعا کے مستجا ب ہو نے کے در میان اس رابطہ پر زور دیا گیا ہے ۔ حدیث قد سی میں آیا ہے:

----

(۱)سورئہ مو من آیت /۶۰۔

(۲)سورهٔ بقرہ آیت ۱۸۶۔

(۳)سورئہ نمل آیت ۶۲۔

<یاعیسیٰ إني اسمع السامعین استجیب للداعین اذادعونی> (۱)

"اے عیسیٰ میں اسمع السامعین (سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والا) ہوں دعا کر نے والے جب دعا کرتے ہیں تو میں ان کی دعا مستجاب کرتا ہوں "

رسو ل اللّٰہ (ص) سے مروی ہے :

<مامن عبديسلک واديافيبسط کفّيہ فيذکرالله ويدعوالّاملأالله ذلک الوادي حسنات فليعظم ذلک الوادي اوليصغر>(٢)
"جو بندہ بھی کسی وادی کو طے کرتا ہے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خداوند عالم کو یاد کرتا ہے اور دعا کرتا ہے تو خداوند عالم اس وادی کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے چاہے وہ وادی بڑی ہو یا چھوٹی "
اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<لوأ نَّ عبداًسدَّ فَاہُ،لم يسأل لم يعط شيئاًفسل تعط >(٣)
"اگر بند ہ اپنا منہ بند رکھے اور وہ خدا سے سوال نہ کر ے تو اس کو کچھ عطا نہیں کیا جا ئیگا ، لہٰذا سوال کرو خدا عطا کر ے گا"
"میسر بن عبدالعزیز نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :
"ياميسراِنّہ ليس من باب يُقْرع اِلّايُوشک انْ يُفتح لصاحبہ >(۴)
"اے میسر! اگر کسی در وا زے کو کھٹکھٹا یا جا ئے تو وہ عنقریب کھٹکھٹانے والے کےلئے کھل جا تا ہے ۔

---

(١) اصو ل کا فی ۔
(٢)ثواب الا عمال صفحہ ۱۳۷ ۔
(٣)وسا ئل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ١٠٨۴ ، حدیث ٨۶٠۶ ۔
(۴)وسا ئل الشیعہ ۴ : صفحہ ١٠٨۵ ح ٨۶١١۔

حضرت امیر المو منین علیہ السلام کا فر مان ہے :
<متیٰ تُکثرقرع البابُ يفتح لک >(١)
"جب دروازہ پہ زیادہ دستک دی جا ئیگی تو کھل جائیگا "
حضرت رسول اللہ (ص)نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:
<ياعلياُوصيک بالدعاء فانّ معہ الاجابة>(٢)
"اے علی میں‌تم کو دعا کر نے کی سفارش کرتاہوں بیشک اگر دعا کی جائے تو ضرور مستجاب ہوگی"
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<اذااُلهم احدکم الدعاء عند البلاء فاعلموااٴنّ البلاء قصير >(٣)
"جب تم میں‌سے کسی کومصیبت کے وقت دعا کرنے کا الہام ہوجا ئے تو جان لو کہ مصیبت چھوٹی ہے "
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:
<لاواللّہ لايلحّ عبدٌعلیٰ اللّہ عزَّوجلّ الّااستجاب اللّہ لہ >(۴)
"خداکی قسم بندہ خداوند عالم کی بارگاہ میں نہیں گڑگڑاتا مگر یہ کہ خدا اسکی دعا مستجاب کرتا ہے"
اسلامی روایات میں دعا اور دعاکی مقبولیت کے درمیان رابطہ کے یقینی اور مطلق ہونے پر

---

(١)وسا ئل الشیعہ ۴ : صفحہ ١٠٨۵ ح ٨۶١٣۔
(٢) وسائل الشیعہ کتاب الصلاة ابواب الدعا باب ٢ حدیث ١٨ ۔
(٣)وسائل الشیعہ جلد۴ص١٠٨٧حدیث٨۶٢۴۔
(۴)اصول کافی کتاب الدعا باب الالحاح فی الدعاء حدیث۵۔

زور دیا گیا ہے اور یہ واضح ہے کہ جب بندہ خداوند عالم سے دعاکرتا ہے تو خداکو اسکی دعا رد کرنے سے حیا آتی ہے۔
حدیث قدسی میں آیا ہے:
<ماانصفنی عبدي،يدعوني فاستحيي انْ اردّہ،ويعصيني ولايستحيي مني >(١)
"میرے بندے نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا چونکہ جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو مجھے اسکی دعا رد کرنے میں حیا آتی ہے لیکن جب وہ میری معصیت کرتا ہے تومجھ سے کوئی حیا نہیں کرتا "
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

<ماابرزعبد یده الی اللّٰہ العزیزالجبارالّااستحیيٰ اللّٰہ عزّوجلّ أنْ یردّھا>(۲)
"بندہ خداوند عالم کی بارگاہ میں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے توخداکوا سکی دعا رد کرنے سے حیا آتی ہے'
حدیث قدسی میں آیا ہے:
<من احدث وتوضأوصلیّ ودعاني فلم أُجبہ فیما یسا ٔل عن امردینہ ودنیاہ فقدجفوتہ ولست بربٍّ جافٍ>(۳)

"جس شخص سے حدث صادر ہو اور وہ وضو کرکے نماز پڑھے پھر مجھ سے دعا مانگے لیکن میں اس کی دینی اور دنیا وی حاجت پوری نہ کروں تو میں نے اس پر جفا کی جبکہ میں جفا کرنے والا پرور دگار نہیں ہوں "

----
(۱)ارشاد القلوب للدیملی۔
(۲)عدۃالدامی وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃابواب الدعا باب ۴حدیث۱۔
(۳)ارشاد القلوب للدیلمی۔

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:
<ماکان اللّٰہ لیفتح باب الدعاء،ویغلق علیہ باب الاجابة >(۱)
"ایسا نہیں ہے کہ خدا وند عالم بندہ پر باب دعا تو کھول دے اوراس پر باب اجا بت کو بند رکھے "
اور امیر المومنین علیہ السلام سے ہی مروی ہے :
<من أُعطي الدعاء لم یُحرم الاجابة > (۲)
"جس کو دعا عطا کی گئی اسکو دعا کے مستجاب ہونے سے محروم نہیں کیا گیا"
آخر ی دو روایتوں میں اہم اور بلند درجہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے بیشک اللھتعالیٰ کریم اور وفیّ ہے جب اس نے دعا کا دروازہ کھول دیا تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دعا مستجاب ہو نے کے دروازہ کوبند کردے ۔ جب خداوندعالم نے بندہ کو دعا کر نے کی توفیق عطا کردی تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اس کی دعامستجاب نہ کرے۔
رسول اللہ (ص)سے مروی ہے :
<مافُتح لأحد باب دعاء الّافتح اللّٰہ لہ فیہ باب اجابة،فاذافُتح لأحدکم باب دعاء فلیجھد فانّ اللّٰہ لایملّ>(۳)
"خداوند عالم نے کسی کےلئے دعا کا دروازہ نہیںکھولا ہے مگر یہ کہ اسکے لئے اسکی دعا کے قبول ہونے کا دروازہ بھی کھول دیا ہے ۔جب تم میں سے کسی ایک کےلئے باب اجابت کھل جائے تو اسکو کوشش کرنا چاہئے بیشک خدا کسی کو ملول نہیں کرتا"

----
(۱)وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ ابواب الدعا باب۲حدیث ۱۲اور۴ :۱۰۸۷۔حدیث ۸۶۲۴۔
(۲)وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ ابواب الدعا باب۲اور۴ صفحہ۱۰۸۶۔حدیث ۸۶۲۲۔
(۳)وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۰۸۷حدیث/۸۶۲۴۔

یہ اللہ کی رحمت نازل ہونے کی تیسری منزل ہے۔
اللھم سمعناوشھدناوآمنّا
"خدایا ہم نے سنا اور گواہی دی اور ایمان لائے "

رحمت نازل ہو نے کی تین منزلیں

جناب ہاجرہ اور اسمعیل علیہما السلام اور ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں ہم تینوں منزلوں کایکجا طور پر مشاہدہ کرسکتے ہیں:

۱۔فقر وحاجت
۲۔دعا اور سوال
۳۔سعی اور کوشش

جب ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خداوند عالم نے ان کی زوجہ جناب ہاجرہ کے ساتھ بے آب و گیاہ وادی(چٹیل میدان)میں بھیجا اور انھوں نے وہاں ہاجرہ کے ساتھ ان کے فرزند شیر خوار جناب اسمعیل کو چھوڑاتویہ دعا کی:

< رَبَّنَااِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍغَیْرِذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُواالصَّلاَةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَہْوِیْ اِلَیْہِمْ وَارْزُقْہُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّہُمْ یَشْکُرُوْنَ>(۱)

“پروردگار میں نے اپنی ذریت میں سے بعض کو تیرے محترم مکان کے قریب بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ دیا ہے تا کہ نما زیں قا ئم کریں اب تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مو ڑ دے اور انھیں پھلوں کا رزق عطا فر ما تا کہ وہ تیرے شکر گزار بندے بن جا ئیں ”

۱۔سورئہ ابراہیم آیت/۳۷۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام خداوند قدوس کے حکم کی تعمیل کےلئے گئے ۔جناب ہاجر ہ اور طفل شیر خوار کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑدیااور ان کے پاس پانی کاذخیرہ ختم ہوگیا، بچہ پرپیاس کا غلبہ ہوا ،جناب ہاجرہ نے چاروں طرف پانی ڈھونڈھا لیکن پانی کا کوئی نام ونشان نہ ملا،بچہ چیخنے،چلانے اورہاتھ پیر مارنے لگا۔آپ کی والدہ ادھر ادھر دوڑلگانے لگیں،کبھی صفا پہاڑی پر جا تیں اور دور دراز تک پانی دیکھتیں اسکے بعد نیچے اتر آتیں اوردوڑتی ہوئیںمروہ پہاڑی پر پانی کی تلاش میں جاتیں،اور خداوند عالم سے اپنے اور بچہ کےلئے اس بے آب و گیاہ وادی میں پانی کا سوال کر تیں اور بچہ بیت حرام کے نزدیک چیختا چلاتا اور ہاتھ پیر ماررہاتھا۔

اللہنے بچہ کے قدموں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری کیا، ماں پانی کی طرف دو ڑی تا کہ اپنے شیر خوار بچہ کو سیراب کر سکے اور پانی کو ضائع ہو نے سے بچا سکے لہٰذا انھوں نے پا نی سے کہا زم زم یعنی ٹھہر ٹھہرکہ وہ اس کےلئے ایک حوض بنارہی تھیں ۔

یہ عجیب وغریب منظر رحمت کے نازل ہونے کا سبب بنا، خداوند عالم نے بے آب وگیاہ وادی میں چشمہ زم زم جاری کیا اور اسکو اس مبارک زمین پر متعدد برکتوں کا مصدر قرار دیا ۔

خداوند عالم نے اس عمل کو اعمال حج کا جزء قرار دیا اور اسکو سب سے اشرف فرائض میں قرار دیا۔

اس منظر کا کیا راز ہے؟اور اسکو اصل دین میں داخل کرنے اور حج کے احکام میں ثبت کرنے کا اتنا اہتمام کیوں کیا گیا؟ وہ موثر اور طاقت ورسبب کیا ہے جسکی وجہ سے خداوند عالم نے اس منظر کی قوت سے رحمت نازل کی اور تاریخ میں آنے والے تمام موحدوں کےلئے بہت زیادہ برکتوں کا مبدأ قرار دیا ؟

پس اس منظر میں ایک خاص راز ہے جس کےلئے اس بے آب و گیاہ وادی میں اللہ کی رحمت نازل ہو نے کی استدعا کی گئی ہے ، اس رحمت کے ہمیشہ باقی رہنے کی استدعا کی گئی ہے ، اس کو متعدد برکتوں کےلئے مصدر اور مبدأ قرار دیا گیا ہے اور یہ استد عا کی گئی ہے کہ خدا وند عالم اس کو اپنے بیت حرام کے نزدیک موحدین کی آنے والی نسلوں کے لئے اسی طرح قائم و دائم رکھے ۔

ہمارا(مؤلف)عقیدہ ہے کہ(خداوند عالم اس منظر کے تمام اسرار کو جانتا ہے)ایسے منظر شاذونادر ہی ہوتے ہیں جن میں اللہ کی رحمت نازل ہونے کے تینوں پہلو جمع ہوجاتے ہیں اور ہر ایک سے رحمت نازل ہوتی ہے۔
پہلی منزل :حاجت وضرورت ہے جویہاںپر پیاس ہے جو شیر خوار بچہ کےلئے نقصان دہ تھی اور حاجت و ضرورت کا اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا اللہ کی رحمت نازل ہونے کا ایک پہلو ہے۔
جب ضرورت صاحب ضرورت کےلئے زیادہ نقصان دہ ہوگی تووہ اللہ کی رحمت سے زیادہ قریب ہوگا۔اسی لئے ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب شیرخوار بچوں کےلئے دکھ درد ،یا بھوک یاپیاس یا سردی یا گرمی بہت زیادہ مضر ہوجاتی ہے جسکو وہ برداشت نہیں کرسکتے تو وہ ان بزرگوںکے ذریعہ جو ان تمام چیزوں کو برداشت کرسکتے ہیں اللہ کی رحمت سے قریب ہوجاتے ہیں۔چونکہ دوسروں کے مقابلہ میں ان کےلئے اس حاجت کا نقصان زیادہ ہے ۔
معلوم ہواکہ حاجت ان کے غیروں کے علاوہ خود ان کےلئے بہت زیادہ مضر ہے۔
دعا میں وارد ہوا ہے :"اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِيْ لِفَقْرِيْ" صرف اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کر نے سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جب بھی اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے والی حاجت جتنی عظیم ہوگی اتنا ہی وہ اللہ کی رحمت کے نزول کا باعث ہوگی۔
بیشک اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا انسان کو اللہ کی رحمت سے قریب کردیتا ہے چاہے انسان اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت سے باخبر ہوکر پیش کر ے یا نہ کرے اگر انسان اپنی حاجتوں سے باخبر ہوکران کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے تو اللہ کی رحمت نازل کرانے میں اسکی قدروقیمت بڑھ جاتی ہے۔جس کو ہم بیان کرچکے ہیں۔
لیکن اس میں یہ شرط پائی جاتی ہے کہ انسان اپنی حاجت میں تحریف نہ کرے یعنی انسان یہ تصور کرے کہ اسکو مال کی ضرورت ہے یا حطام دنیا(دنیوی چیزیں) کی ضرورت ہے لہٰذابندگان خدا کی طرف حاجت پیش نہ کرے ۔
نیز یہ شرط بھی ہے کہ انسان اپنی ضرورت کو اس کی جگہ سے نہ ہٹائے اور یہ تصور نہ کرنے لگے کہ یہ دو لت یا سر مایہ ٔ دنیا کی ضرورت خداوند عالم کے کچھ بندوں کی ضرورت کی بنا پر ہے اس کے بجا ئے کہ وہ فقر کو خداوند عالم کی طرف نیاز مندی پر حمل کرے ۔
اِس حاجت اور اُس حاجت میں فرق ہے۔جس حاجت سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں حاجت پیش کرنا ہے اور جب انسان اس ضرورت کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے بجائے اللہ کے بندوں کی خدمت میں پیش کرتا ہے تو اسکے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہونے کی قدروقیمت ختم ہوجاتی ہے اور لوگوں کی اکثر حاجتیں اسی قسم کی ہیں۔
اس منظر میں بچہ کاپیاس کی شدت سے چیخناچلانا گر یہ وزاری کرنا اللہ کی رحمت نازل کرنے میں بڑا موثر ہے ۔
خداوند عالم کی طرف نیاز مندی کے منا ظر میں خداوند عالم کی رحمت کا سبب بننے والا اثر اور رقت آور منظر اس بچہ کے منظر سے زیادہ نہیں جو پیاس سے جھلس رہا ہو اور اس کی ماں کو اس کیلئے پا نی نہ مل رہاہو۔
اللہ کی رحمت کا اس منظر میں دوسرا پہلوسعی ہے ،یہ رزق کےلئے شرط ہے،بغیر سعی و کوشش کے رزق نہیں ہے اور اللھتعالی نے سعی اور حرکت کو انسان کی زندگی میں رزق کی کنجی قرار دیا ہے۔
جب فقرکا سبب انسان سے عزم ،قوت،ارادہ،حرکت اور نشاط چاہتا ہے اور جتنی انسان میں حرکت و سعی اور عزم ہوگا اتنا ہی اللھاس کو اپنی رحمت سے رزق عطا کریگا۔
جب جناب ہاجرہ کے پاس پانی ختم ہوگیااورحضرت اسماعیل پر پیاس کا غلبہ ہوا تو جناب ہاجرہ نے پانی تلاش کیا اور اسی پانی کی تلاش میں آپ کبھی

صفاپہاڑی پرجاتیں اور دور تک نظر دوڑاتیں اور پھر صفا سے اترکر مروہ پہاڑی پر جاتیں اور دور تک نظر دوڑاتیں اسی طرح آپ جب صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوںپر گئیں توآپ کو کہیں پانی کا نام ونشان نہیں دکھائی دیا توآپ مایوس نہیں ہوئیں اور اس عمل کی تکرار کرتی رہیں اور صفاومروہ کے درمیان دوڑلگا تی رہیںیہا ں تک کہ آپ نے ان کے در میان سات چکر لگا ئے ۔
اگر یہ آرزو اور امید نہ ہو تی تو ان کی سعی پہلے ہی چکر میں ختم ہو جا تی لیکن پانی کی امید نے ان دونوں کے دلوں کو زندہ رکھا اور اسی شوق میں وہ سعی کی تکرار کرتی رہیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کے اس امر کو آسان کیا اور جناب اسماعیل کے قدموں کے نیچے چشمہ جا ری فرمادیا لیکن اس مقام پر آرزو اور امید اللہ کی ذات سے ہے ان کی سعی میں نہیں ہے اگر آرزو وامید ان کی سعی میں ہو تی تو ان کی یہ آرزوو امید پہلے یا دو سر ے چکر میں ہی ختم ہو جا تی ۔
اللہ تبا رک وتعا لیٰ نے اس سعی اور اس حر کت کو رزق کے لئے شر ط قراردیا، انسان پر اپنی رحمت کا نز ول قراردیااور اللہ اپنے بند وں کو رزق دیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت نازل کر تا ہے لیکن خد ا و ند عا لم نے انسان کی سعی اور حر کت کواپنے رزق اور رحمت کی کنجی قراردیاہے ۔
اللہ کی رحمت کےلئے اس منظر میں تیسر اپہلو جناب اسمعیل کی والد ہ کی دعا ہے ان کا اللہ سے لو لگانا اوراس بے آب و گیاہ وادی میں پانی کی تلاش میں اللہ سے گڑگڑاکردعاکرناہے۔
جتنا انسان اللہ سے دعا کرتے وقت اپنے کو اس کی یاد میں غرق کردیگا اتنا ہی وہ اللہ کی رحمت سے قریب ہو گا ۔
ہمیں نہیں معلو م کہ اس نیک وصا لح خا تو ن نے اس وقت اور اس واد ی میں اللہ کی یاد میں منہمک ہو نے والی کس حا لت کا انتخاب کیا جبکہ ان کے پاس نہ کو ئی انسان تھا اور نہ حیوان ،صرف ایک پیا سا شیر خوار اپنی پیاس سے تڑپ رہا تھا گو یا وہ اپنی آخر ی سانسیں لے رہا تھا۔
اس وقت اس خاتون نے خداوند عالم سے اس طرح دعا کی کہ ملا ئکہ نے ان کےلئے گڑگڑ ا کر دعا کرنا شروع کردی اور اپنی آوازوں کو ان کی آواز، اور اپنی دعا و ں کو ان کی دعا ؤ ں سے ملا دیا ۔
اگر تمام انسان اللہ کی یاد میں اسی طرح منہمک ہو جا ئیں اور خدا کے علاوہ سب سے ہٹ کر صرف اس کی بارگاہ سے لو لگا ئیں تو اُن پرزمین و آسمان سے رزق کی بارش ہو گی ۔
<لَاَکَلُوْامِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتَ اَرْجُلِهِمْ>(١)
"تو وہ ہر طرح سے اللہ کی رحمت سے مالا مال ہو ں گے "
اگر تمام لوگ خداوند عالم کی طرف اس طرح متوجہ ہو جا تے تو وہ آسمان و زمین کی نعمتوں سے بہرہ مند ہوتے اور رحمت الٰہی ان کے شامل حال ہو تی ۔
اے مادر گرامی آپ پر اللہ کا سلام !اے اسماعیل کی مادر گرامی آپ پر اسماعیل کی اولاد کا سلام جس کو اللہ نے نور ،ہدایت ،ایمان، نبوت عطا کی ہے اور ان کی ہدایت اور نور سے ہدایت پانے والے ہیں ۔اگر آپ اس حجاز کی سخت گرمی میں اس بے آب و گیاہ وادی میں تنہا نہ ہوتیں،اور صفا و مروہ کی پہاڑیوںکے درمیان اس مشکل مو قع پر آپ خداوند قدوس سے اس طرح لو نہ لگاتیں اور آپ دونوں پر خداوند عالم کی رحمت نازل نہ ہو تی اور اگر وہ رحمت نہ ہو تی تو آپ اللہ سے اس طرح لو نہ لگاتیں تو آپ کی صفا و مروہ کے درمیان سعی حج میں شعائر اللہ میں قرار نہ دی جا تی۔
<اِنّ الصَّفَاوَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرَاللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوْاعْتَمَرَفَلَاجُنَاحَ عَلَیْهِ

١۔سورئہ مائدہ آیت/۶۶۔

اَنْ یَطَّوَّفَ بِهِمَاوَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْراً فَاِنَّ اللهَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ>(١)

“بیشک صفا و مروه دو نوں پہا ڑیاں اللہ کی نشانیوں میں ہیں لہٰذا جو شخص بھی حج یا عمره کرے اس کےلئے کو ئی حرج نہیں ہے کہ ان دونوں پہا ڑیوں کا چکر لگا ئے اور جو مزید خیر کرے گا خدا اس کے عمل کا قدر دان اور اس سے خوب واقف ہے ”

اے مادر گرامی! اللہ نے اپنی یا د میں اس وقت آپ کے انہماک کو دامن تاریخ میں ثبت کر دیا پانی کی تلاش میں آپ کی سعی اور آپ کے بچہ اسما عیل کی چیخ وپکار کے تذکر ہ کو تاریخ میں لکھ دیا تا کہ آپ کے بعد آنے والی نسلو ں کو یہ معلو م ہو جائے کہ اللہ کی رحمت کیسے نازل ہو تی ہے اور اللہ کی رحمت کےلئے کیسے خشوع وخضو ع کیاجاتا ہے ؟

اللہ کی رحمت وسیع ہے اس میں نہ کسی طرح کا بخل ہے نہ نقص اور نہ ہی وہ عا جز ہے لیکن لوگ اس کی رحمت کے نازل ہو نے کے مقامات کو نہیں جا نتے نہ ہی اس سے اچھی طرح پیش آتے ہیں اور نہ ہی اس سے استفا دہ کرتے ہیں ۔

آپ نے ہم کو یہ تعلیم دی کہ اللہ کی رحمت کو کیسے نازل کرائیں اور اللہ کی رحمت کے ساتھ کیسے پیش آئیں اور اے بی بی ہم نے آپ سے رحمت کی کنجیاں حاصل کی ہیں ۔

اگر ہم نے آپ کی ان کنجیوں کی حفاظت نہ کی جن کو آپ نے اپنے فرزندارجمند جناب اسمٰعیل کے سپرد کیا ،اسمٰعیل کے بعد یہ کنجیا ں اسمٰعیل کی اولاد کو وراثت میں ملیں اور ہم کو آپ کے بیٹے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ میراث میںملیں تو ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں کہ ہم نے انبیا ء علیہم السلام کی میراث اور ان کی وراثت کو ضا ئع وبرباد کردیاہے ۔

ہم نے اپنے جد ابراہیم سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر نے کی تعلیم حاصل کی اور ہم نے

اپنی ماں جناب ہاجرہ سے اللہ سے سوال کرنے کا طریقہ سیکھاہے ۔

اگر ہم خواہشات نفسانی اور طاغوت وسر کشی میں پھنس گئے تو ہم نے اِس کو بھی ضا ئع کیا اور اُس کو بھی ضائع وبربادکردیاہے۔

اے اللہ ہم نے اپنے جد ابراہیم اور اپنی جدہ جناب ہاجرہ کی جس میراث کو ضائع وبرباد کر دیا اس پر تجھ سے مدد چا ہتے ہیں ۔ہم کو ان کے خا ندان میں قراردے لہٰذااے پروردگار اس میراث کی بازیابی کے سلسلہ میں ہماری مدد فر ما ،جو ہم نے ضا ئع کردی ہے اور ہم کو ان کے پیرووںمیں قرار دے اور پروردگارا ہم کو اس گھر سے اولاد ابراہیمِ اور اولاد عمران سے مت نکالنا ۔

<اِنَّ اللّٰہَ اصْطَ فٰي آدَمَ وَنُوْحاًوَآلَ اِبْرَاہِیْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ ذُرِّیَةً بَعْضُہَامِنْ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ >(١)

“اللہ نے آدم نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کرلیا ہے یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جا ننے والا ہے ”

<رَبَّنَاوَاجْعَلْنَامُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَااُمَّةً مُسْلِمَةً وَاَرِنَامَنَاسَکِنَاوَتُبْ عَلَیْنَااِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ>(٢)

“پرور دگار ہم دونوںکو اپنا مسلمان اور فر ماں بر دار قرار دیدے اور ہما ری اولا د میں بھی ایک فر مانبر دار پیدا کر ۔ہمیں ہما رے منا سک دکھلا دے اور ہما ری تو بہ قبول فر ما کہ تو بہترین تو بہ قبول کرنے والا مہربان ہے ”

جناب اسما عیل کی مادر گرامی نے اس دن اور اس وادی میں تمام اسباب خیراخذ کئے

١۔سورئہ آل عمران آیت/٣٣۔٣۴۔

٢۔سورئہ بقر ہ آیت ١٢٨۔

جن کو سعی ،دعا اور حاجت کہاجاتاہے ۔

بیشک ہماری اس مادر گرامی نے پانی کی تلاش میں سعی کی کبھی آپ
صفا پہا ڑی پر پانی کی تلاش میں جاتیں اور مروہ پہاڑی پرپانی کی تلاش میں جا تیںخداوند عالم اپنے بندوںکی سعی اور عمل کو دوست رکھتا ہے اور اس نے انھیں رزق کی اہم شرطیں قراردیا ہے۔
لیکن شرط یہ ہے کہ اس طرح سعی کرے کہ خدا کی یاد میں منہک ہو جائے
اور اسی حالت میں خدا سے لولگائے ،دعا کر ے ، تاریخ انسانیت میں ایسی مثالیں بہت ہی کم نظرآتی ہیں ۔
سعی و کو شش خدا وند عالم کی راہ میں رکا وٹ نہیں بنتی اور انسان کو
اس سے الگ نہیں کر دیتی اور صرف خداوند عالم سے وابستگی بھی انسان کی سعی و کو شش کی راہ میں حا ئل نہیں ہو تی جناب ہاجرہ کی پانی کےلئے کو شش ایک عورت کی قوت امکان کی آخری منزل تھی ۔
آج یہ ہمارے حج کے مناسک میں سے ہے اور ہم ان دو نوںپہا ڑوں کے در
میان بغیر کسی زحمت ،تکلیف غم اور رنج کے سات چکر لگا تے ہیں سعی کر تے ہیں جس کی بنا پر ہم تھک جا تے ہیں مشقت میں مبتلا ہو جا تے ہیں ۔
اس بزرگ بی بی نے اس سعی کی اس بے آب و گیاہ وا دی میںبنیاد رکھی
جب بچہ کی پیا س پور ے عروج پر تھی اور پیاساشیر خواراپنی آخری سا نسیں لے رہا تھا لیکن اس کے با وجود پانی کی تلاش میں اس سعی کو بڑی ہمت اور عزم وا رده کے ساتھ قائم کیا ۔
اس کے با وجوداس سعی کے دوران ایک منٹ بھی آپ خدا کی یا دسے غافل
نہ ہو ئیں یہ پوری سعی یاد الٰہی کے ساتھ تھی نہ یہ یاد خدا میں رکا وٹ تھی اور نہ سعی و کو شش میں مانع! گو یا کوشش صرف خدا وند عالم سے وابستہ تھی اور خداوند عالم سے وابستگی سعی و کو شش کے ساتھ تھی ہم میں سے اس پر کون قدرت رکھ سکتا ہے ؟
ملا ئکہ اس روز اس منظر کو دیکھتے رہے اور تعجب کر تے ر ہے کہ آ پ نے اللہ
سے کیسے لو لگائی؟ اور آپ نے پانی کی تلاش میں اس طرح کیسے سعی کی ہے؟ اور آپ نے سعی اور اللہ سے اس طرح لو لگانے کو ایک ساتھ کیسے جمع کردیا ؟اللہ کی بار گاہ میں کیسے تضرع کیا کہ وہ آپ کی دعا اور سعی مستجاب کر ے اور آپ کی سعی اور دعا سے اللہ رحمت نازل کرے اوراللہ کی رحمت اتنی قریب ہو جائے کہ آسمان کے طبق زمین پر اتر جائیں ۔
اس دن دعا اور عمل صالح زمین سے آسمان پر پہونچے اور رحمت کے ستون
آسمان سے زمین پر نازل ہوئے اور ملا ئکہ نے اس بے مثال واحد منظر کا نظار ہ کیاتو اللہ کی بار گاہ میں تضرع کرنے لگے اور وہ چیز رونما ہوئی جو ان کے دل ودماغ میںبھی نہیں آئی تھی کہ شیر خوار بچہ کے قدموں کے نیچے سے صا ف وشفاف اورگوارا پانی کا چشمہ ابل پڑا۔
پا ک وپاکیزہ ہے خداوند عالم اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اس نے
ہاجرہ کی سعی اور دعا کو قبول فر مایا لیکن سعی کی بنا پر نہیں بلکہ اس شیر خوار بچہ کے قدموں تلے جو اپنے ہاتھ پیروں کو اس دن کی پیاس کی بنا پر پٹخ ر ہا تھا تا کہ خداوند عالم ہاجرہ کو بتا سکے کہ خدا ہی نے ان کو یہ ٹھنڈا اور گوارا پانی اس تپتی دھوپ میں عنایت فر مایا ہے خود ہاجرہ نے اپنی سعی کے ذریعہ اس کو پیدا نہیں کیا ہے اگر چہ ہا جرہ کےلئے سعی و کو شش کرنا ضروری تھا تا کہ خداوند عالم ان کو زمزم عطا فر ما تا۔
اللہ نے (زمرم)کو شیر خوار بچہ کے قدموں کے نیچے جاری کیا ۔اپنے بیت
حرام کو اسی وادی میں قائم کیا ،زمزم میں برکت عطا کی اور ہمیشہ آنے والی نسلوں کے تمام حاجیوں کےلئے اسے سیرابی کاذریعہ قراردیا ۔اس دعا اور سعی کا تاریخ میں تذکرہ ثبت کردیا اس کو مناسک حج کی ایک نشانی قراردیا جس کو حجاج ہرسال انجام دیا کرتے ہیں جس کو مدت سے ان کی والد ہ محترم جناب ہاجرہ اور ان (انسانوں)کے پدر بزرگوار ابراہیم وا سما عیل نے ان کے لئے مہیا کیا ۔

اس وادی میں اس دن اللہ کی رحمت نازل ہو نے کے تین اسباب ،حاجت ،سعی اور دعا جمع ہو ئے ۔حاجت یعنی ضعف اور فاقہ کا انتہا ئی درجہ ،سعی اپنے آخری و حوصلہ کے مطابق اور دعا انقطاع اوراضطرار کے اعتبار سے ہے ۔
ہم ہر سال حج میں اس منظر کی یاد کو تاز ہ و زندہ کر تے ہیں جس کی حضرت اسما عیل کی والدہ نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ ہم اللہ کی رحمت کیسے طلب کر یں ،کیسے اس کے فضل ورحمت کو نازل کرائیں اور ہم اس کی معرفت کیسے حاصل کریں اور اس کی بارگاہ میں کیسے پیش آئیں ۔

دعا کے آداب اور اس کی شرطیں

ہمارے بعض علماء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ:راوی کہتاہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ؟اللہ کی کتاب میں دوایسی آیات ہیں جن کی میں تاویل نہیں جا نتا ؟ آپ نے فرما یا وہ کو نسی دو آیات ہیں ؟ میں نے عرض کیا :
<اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ >(۱)"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا "
میں دعا کرتا ہوں لیکن مستجاب نہیں ہوتی ۔آپ نے مجھ سے فرمایا :تم نے اللہ پربہتان باندھا ،کیا اللہ نے جو وعد ہ کیا ہے وہ اس کی مخالفت کرے گا ؟
میں نے عرض کیا :نہیں
آپ نے فرما یا: پھر کیا مطلب ہے؟
میں نے عرض کیا :میں نہیں جانتاہوں۔
آپ نے فرمایادوسری آیت کو نسی ہے؟
میں نے عرض کیااللہ کایہ قول :<وَمَااَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیءٍ فَھُوَیُخْلِفُہُ>(۲)

۱۔سورئہ مو من آیت۶۰۔
۲۔سورئہ سبأ آیت/۳۹۔

"میں انفاق کر تا ہوں لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں دیکھتا ہوں "
آپ نے فرمایا :کیا ہونا چاہئے ؟
میں نے عرض کیا :میں نہیں جانتا ۔
آپ نے فرمایا :لیکن میں تم کو باخبر کرونگا انشاء اللہ، آگاہ ہو جاؤجو کچھ خداوند عالم نے تم کو حکم دیا ہے اگر تم اس کی اطاعت کروگے اور اس کے بعد اس سے دعا کروگے تو وہ تمہاری دعا مستجاب کر ے گا لیکن اگر تم اس کے حکم کی

مخالفت کروگے اور اس کی معصیت (نافرمانی)کر وگے تو وہ تمہارا کوئی جواب نہیں دے گا ۔
لیکن رہی تمہاری یہ بات کہ تم انفاق کر تے ہو اور اس کا کو ئی نتیجہ تمہارے سامنے نہیں آتا توآگاہ ہو جاؤ کہ اگر تم نے مال اس کے حلال طریقہ سے کسب کیا پھر اس کو اسی کے حق میں خرچ کردیا ہے تو کسی بند ے نے کوئی درہم خرچ نہیں کیا مگر یہ کہ اللہ نے اس کو اس کابدلہ عطا کیا اگر تم اس کو دعا کے ذریعہ پکارو گے تو وہ تمہاری دعا ضرور مستجاب کر ےگا اگر چہ تم نے گناہ ہی کیوں نہ کیا ہو ۔
میں نے عرض کیا :جہت دعا سے کیا مراد ہے ؟آپ نے فرمایا :جب تم نے فریضہ اداکیا تو تم نے اللہ کی تمجید وتعریف وتعظیم کی اور جتنی تم میں قدرت تھی تم نے اس کی مدح کی اور جتنا ممکن ہو نبی پر زیادہ صلوات بھیجتے رہو،ان کی تبلیغ رسالت کی گواہی دو ،اپنے اوپر نا زل ہو نے والی مصیبتوں اور ملنے والی نعمتوں کی بنا پرنبی پر درود بھیجو ،اپنے پاس اس کی نعمتوں کا تذکرہ کیا ،اور جتنا تم سے ہو سکا تم نے اس پر اللہ کی حمد وثنا کی اور اس کا شکر ادا کیا ،پھر ایک ایک کر کے اپنے تمام گنا ہوں کا اعترف واقرار کیا ، یا ان میں سے جو گناہ تمہار ے یا د آگئے اس کا اقرار کیا ،اور جو مخفی رہ گئے ان کا مجمل طور پر اقرار کیا ،پس تم نے تمام گناہوں کی اللہ سے توبہ کی اور یہ نیت کی کہ اسکے بعد پھر گناہ نہیں کرونگا ،اور میں اللہ سے ندامت ،صدق نیت اور خوف ورجا ء سے استغفار کرتا ہوں ،اور اس طرح کہو :
<اللّھمَّ انّي اعتذرالیک مِن ذنوبي واستغفرک واتوب الیک فاعني علیٰ طاعتک ووفقنی لمااوجبت عليَّ من کلّ مایُرضیک،فاني لم أرا ٔحداًبلغ شیئاًمِن طاعتک الابنعمتک علیہ قبل طاعتک،فانعم عليّ بنعمة انال بھا رضوانک والجنّة> (۱)
“پروردگا ر میں اپنے گناہوں کی تجھ سے معذرت چاہتاہوں ،تجھ سے استغفار کرتاہوں اور توبہ کرتاہوں ،اپنی طاعت پر میری مدد کر ،جن چیزوں سے تو راضی ہوتا ہے اور وہ تونے مجھ پر واجب کی ہیں مجھے ان کے ادا کرنے کی توفیق عطا کر ،میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس کے اطاعت کر نے سے پہلے تیری نعمتیں اس کو عطا ہو گئیں پس مجھ پر وہ نعمتیں نازل کر جن کے ذریعہ میں تیری رضا اور جنت تک پہنچ جاؤں ،،
اس کے بعد سوال کروہم امید کرتے ہیں تم نا مراد نہیں رہو گے انشاء اللہ ۔
آداب دعا کے سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی گئی ہے:
<احفظ آداب الدعاء،وانظرمَن تدعو،وکیف تدعو،ولماذا تدعو،وحقق عظمةاللہ وکبریائہ،وعاین فی قلبک علمہ بمافي ضمیرک واطّلاعہ علیٰ سرّک،ومایکن فیہ من الحق والباطل،واعرف طرق نجاتک وھلاکک کی لاتدعواللہبشي ء فیہ ھلاکک واٴنت تظن فیہ نجاتک>
قال اللھعزوجل:<وَیَدْعُ الِانْسٰانُ بِالشَّرِّدُ عٰاٴ ٴَہُ بِالْخَیْرِ وَ کٰانَ الِانْسٰانُ عَجُولاً>(۲)
وتفکّرماذاتساٴل،ولماذاتساٴل۔
والدعاء استجابةالکل منک للحق،وتذویب المھجةفي مشاھدةالربّ،وترک الاختیارجمیعاً،وتسلیم الاُمورکلھاظاھراًوباطناًالی اللہ۔

۱۔بحار الانوار جلد۹۳صفحہ۳۱۹،فلاح السائل صفحہ ۳۸۔۳۹،عدة الداعی صفحہ ۱۶۔
۲۔سورئہ اسراء آیت۱۱۔

فان لم تاٴت بشروط الدعاء فلاتنتظرالاجابة،فانّہ یعلم السرّ واٴخفیٰ،فلعلک تدعوبشي ء قد علم من سرّک خلاف ذلک>(۱)
آداب دعا کی حفاظت کرو ،یہ دیکھو کہ کس سے مانگ رہے ہو ،کس طرح مانگ رہے ہو اور کیوں مانگ رہے ہو ، خداوند عالم کی عظمت و بزر گی پر نظر رکھوجو کچھ تمہار ے دلوں میں علم ہے اور جن رازوں سے تم واقف ہو اسکے ذریعہ اپنے دل

کا معائنہ کر و اور یہ دیکھو کہ کس میں ہلا کت ہے اور کس میں نجات ہے تا کہ ہلاکت کا مطالبہ نہ کر بیٹھو ، اپنی نجات اور ہلاکت کے راستوںکو پہچانو کہ کہیں تم ایسی دعا نہ کر بیٹھو جس میں تمہاری ہلاکت ہورہی ہو اور تم اس سے اپنی نجات کا گمان کر رہے ہو ۔

اورخداوند عالم فرماتا ہے :

< وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّدُعَاءَ هُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً >(۲)

"اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلا ئی کی طرح برا ئی کی دعا ما نگنے لگتا ہے کہ انسان بہت جلد باز واقع ہو ا ہے "

جو کچھ مانگ رہے ہو اس کے متعلق اور کیوں مانگ رہے ہو اس کے سلسلہ میں فکر کرو ۔

دعا یعنی تمہارا حق کو مکمل طور پر قبول کرنا، تمہارا اپنے پروردگار کے دیدار میں اپنے کوپگھلا دینااپنے تمام اختیارات خداوند عالم کے حوالے کردینا اور اپنے تمام ظاہری اور باطنی امور اسی کے حوالے کردینا۔

اگر تم دعا کو اس کی تمام شرطوں کے ساتھ انجام نہیں دو گے تو اس کے مستجاب ہو نے کا بھی انتظار نہ کرنا بیشک خداوند عالم تمام رازوں اور پوشیدہ چیزوں سے آگا ہ ہے ،شاید تم ایسی چیز کے بارے میں دعا کر بیٹھو جسکو وہ تمہار ی بھلائی کے خلاف جانتا ہو "

---

(۱)بحار الا نوا ر جلد :۹۰صفحہ ۳۲۲ ۔

(۲)سورئہ اسراء آیت/۱۱۔

یہ روایت دعا کے مستجاب ہو نے اور دعا کے آداب کی شرطوں کی طرف اشارہ کرتی ہے ہم اس فصل میںسب سے پہلے دعا کے مستجا ب ہو نے کی شرطوں کو بیان کریں گے اس کے بعد اگر شروط و آداب کی تقسیم میں بعض مشکلات سامنے نہ آئیں تو آداب دعا کے متعلق بحث کر یں گے۔

ہم اس فصل میں سب سے پہلے دعا قبول ہونے کی شرطوں کے سلسلہ میں بحث کرنا چا ہتے ہیں پھر آداب دعا کے سلسلہ میں گفتگو کریں گے اگرچہ شرطوں کو آداب دعا سے جدا کرناہمارے لئے مشکل ہے لہٰذاہم نے شرائط و آداب کو ایک ساتھ بیان کرنا بہتر سمجھا ہے ۔

ہم ذیل میں سرسر ی طور پر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں دعا کے آداب اور اس کی شرطوں کو بیان کر رہے ہیں ۔

۱۔اللہ کی معرفت

دعا مستجاب ہو نے کی شرطوں میں سے سب سے اہم شرط اللہ کی معرفت ہے اور اس کی مطلق قدرت وسلطنت پر ایمان رکھنا کہ اس کا بندہ جو کچھ اس سے چاہتا ہے وہ ضرور حاصل ہو گا ۔

در منثور میں معا ذ بن جبل نے رسول اللہ (ص) سے یہ راویت نقل کی ہے :

<لوعرفتم اللہ حق معرفتہ،لزالت لدعائکم الجبا ل >(۱)

"اگر تم اللہ کی معرفت ا س کے حق کے ساتھ حاصل کرو تو تمہار ی دعا ئیں پہاڑوں کو بھی ان کی جگہ سے ہٹادےںگی "

تفسیر عیاشی میں خداوند عالم کے اس فرمان: <فلیستجیبوالی ولیوٴمنوا بي >(۲)

"لہٰذا مجھ سے طلب قبولیت کریں اور مجھ ہی پر اعتماد رکھیں "کے متعلق امام جعفر صادق سے

---

(۱)المیزان جلد ۲ صفحہ ۴۳۔

(٢)سورۂ بقرہ آیت/١٨۶۔

روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا :

<یعلمون انی اقدران اعطیھم مایسأ لونی >(١)

"وہ (بند ے)جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ مجھ سے سوال کریں گے میں ان کووہ عطا کر دونگا"

طبر سی شنے مجمع البیان میں مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ :<ولیومنوابی>(٢)

" اور مجھ ہی پر اعتماد رکھیں "

یعنی یہ بات با لکل متحقق ہے کہ جو کچھ وہ سوال کریں گے میں وہ ان کو عطا کر نے پر قادر ہوں:

<لَعَلَّھُم یَرْشُدُوْن>(٣)

"شاید اس طرح راہ راست پر آجا ئیں "

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت فر ما ئی:

< اَمَّنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاہُ> (۴)

"بھلا وہ کو ن ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آوازدیتا ہے "

فسئل مالناندعو،ولایستجاب لنا؟فقال لا ٔنّکم تدعون مالاتعرفون و تسا ٔلون مالاتفھمون(۵)

---

(١)المیزان جلد ٢صفحہ ۴٣ ۔

(٢)سورۂ بقرہ آیت/١٨۶۔

(٣)سورۂ بقرہ آیت١٨۶ ۔

(۴) سورہ ٔ نمل آیت/ ۶٢۔

(۵)الصافی صفحہ ۵٧ (طبع حجریہ ۔ایران)سورۂ بقرہ آیت نمبر ٨۶ کی تفسیر میں ہے۔

آپ سے سوال کیا گیا :ہم دعا کرتے ہیںلیکن ہماری دعا مستجاب نہیں ہو تی ،آپ نے فرما یا : تم ان چیزوں کی دعا کرتے ہو جن کی تمھیں معرفت نہیں ہے اور وہ سوالات کرتے ہو جن کو تمسمجھتے نہیں ہو ۔

اس حدیث میں دعا مستجاب ہو نے کے باب میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ سائل کواپنے سوال اور جس سے سوال کر رہا ہے ان سے با خبر ہو نا چاہئے ۔

امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے :جس نے مجھ سے سوال کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ نفع و نقصان میری طرف سے ہے تومیں اس کی دعا قبول کرونگا

امام علی بن الحسین زین ا لعابدین علیہ ا لسلام کی مناجات میں آیا ہے :

<تمدّحت بالغناء عن خلقک وانت اھل الغنیٰ عنھم،ونسبتھم الی الفقروھم اھل الفقرالیک،فمن حاول سدّ خلّتہ من عندک،ورام صرف الفقر عن نفسہ بک،فقدطلب حاجتہ فی مظانھاواتٰی طلبتہ من وجھھا> (١)

"تو نے اپنی تعریف یہ کی ہے کہ تو مخلوقات سے بے نیاز ہے اور اس بے نیازی کا اہل ہے اور تو نے مخلوقات کو فقر کی طرف نسبت دی ہے کہ وہ واقعا تیرے محتاج ہیں لہٰذا جو شخص بھی اپنی حا جت کو تیری بارگاہ سے پورا کرانا چا ہتا ہے اور اپنے نفس سے فقر کو تیرے ذریعہ دور کرنا چا ہتا ہے اُس نے حاجت کو اس کی منزل سے طلب کیا ہے اور مقصد تک صحیح رخ سے آیا ہے "

حضرت امیرالمو منین علیہ السلام منا جات میں ارشاد فرما تے ہیں :

<سبحان الذی یتوکّل کلّ مو ٔمن علیہ ویضطرکلّ جاحدالیہ،ولایستغني احدٌ الابفضل مالدیہ> (٢)

---

(١)صحیفہ کاملہ سجادیہ دعا : ١٣ ۔

(٢)بلد امین صفحہ ٩۶ ۔

"پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس پر ہر مو من توکل کر تا ہے اور جس کے سامنے ہر انکار کر نے والا اپنے کو مضطر محسوس کر تا ہے اور کو ئی بھی اس کے فضل کے بغیر بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے "
حضرت امام زین العا بدین علیہ السلام صحیفہ کا ملہ سجادیہ کی دعا نمبر۷میں فرما تے ہیں :
<اَصْبَحْنَافِی قَبْضَتِکَ یَحْوِیْنَامُلْکُکَ وَسُلْطَانُکَ وَتَضُمُّنَامَشِیَّتُکَ وَنَتَصَرَّفُ عَنْ اَمْرِکَ وَنَتَقَلَّبُ فِیْ تَدْبِیْرِکَ لَیْسَ لَنَامِنَ الْاَمْرِاِلَّامَاقَضَیْتَ وَمِنَ الْخَیْرِاِلَّامَااَعْطَیْتَ>
"اور ہم بھی تیرے ہی قبضہ میں ہیں تیرا اقتدار تیری سا ری سلطنت ہما رے سارے وجود پر حا وی ہے اور تیری مشیت ہمیں اپنے دا من میں لئے ہو ئے ہے ۔ہم تیرے ہی حکم سے تصرف کرتے ہیں اورتیری ہی تدبیر سے کر وٹیں بدلتے ہیں ہمار ا حصہ معا ملا ت میں اتنا ہی ہے جس کا تو نے فیصلہ کر دیا ہے اور خیر بھی وہی ہے جو تو نے عطا کردیا ہے "
اور صحیفہ ٔ علویہ میں ہے:"مَن ذالذی یضارک ویغالبک اٴویمتنع منک اٴو ینجومِنْ قدرکَ""کون تم کو نقصان پہنچاتا ہے اور کون تمہار امقابلہ کرتا ہے یا وہ تم سے اجتناب کرتا ہے یا تیری قدر و قضا سے فرار کر تا ہے "
یہ معرفت ہی تو ہے کہ دعا کرنے والایہ جا نتا ہے کہ اللہ اس سے قریب ہے ا ور ہر شئے اس سے بہت قریب ہے ،وہ اس(بندے)کے نفس میں ہو نے والے وسواس سے بھی با خبر ہے وہ اس کے نفس سے اس کی شہ رگ حیات سے بھی زیا دہ قریب ہے وہ اس کے اور اس کے نفس کے در میان حائل ہے خدا وند عالم کا ار شادہے :<وَاِذَاسَاٴَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ >(۱)
"اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں "

---

(۱)سورئہ بقرہ آیت/ ۱۸۶۔

<وَنَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ>(۱)
"اور ہم تواس کی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہیں "
<اِنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہِ>(۲)
"بیشک خدا انسان اور اس کے دل کے درمیان حا ئل ہو جاتا ہے "
حضرت امیر المو منین علیہ السلام دعا میں ار شاد فرما تے ہیں :
<اتقرب الیک بسعة رحمتک التي وسعت کلّ شی ء وقد تریٰ یاربّ مکاني و تطلع علیٰ ضمیري وتعلم سري ولایخفیٰ علیک امري وانت اقرب اليَّ من حبل الورید>(۳)
"میں تیری اس وسیع رحمت سے قریب ہو نا چا ہتا ہو ں جو ہر چیز کا احا طہ کئے ہو ئے ہے ،تو میرے مکان سے بخوبی آگاہ ہے ،میرے ضمیرسے با خبر ہے ،میرے رازوں کو جانتا ہے ،میرا کوئی امر تجھ سے پو شیدہ نہیں اور تو میر ی شہ رگ حیات سے زیا دہ مجھ سے قریب ہے "
جمعہ کے دن کی دعا میں آپ ارشاد فرماتے ہیں :
<لاالہ الااللّٰہ المجیب لمن ناداہ باٴخفض صوتہ،السمیع لمن ناجاہ لاٴغمض سرّہ،الروٴف بمن رجاہ لتفریج ھمّہ القریب ممّن دعاہ لتنفیس کربہ وغمّہ>(۴)
"کو ئی خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے جو اپنے بندے کی ہلکی سی آواز کا بھی جواب دیتا ہے وہ

---

(۱)سورئہ ق آیت/ ۱۶۔
(۲)سورئہ انفال آیت/ ۲۴۔
(۳)البلد الامین صفحہ ۹۶۔
(۴)البلد الامین صفحہ ۹۳۔

اس کی آواز کو بھی سنتا ہے جو اس کو اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کر اسے پکا رتا ہے اس شخص پر مہر بان ہے جواپنی مشکل دور کرنے میں خداوند عالم سے لو لگاتا ہے

اس شخص سے قریب ہے جو اپنے غم کے دورہونے کے سلسلہ میں اس سے دعا کرتا ہے ”
امام علیہ السلام ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں :
<سبق في العلوّفلاشي ءٍ أعلامنہ،وقرب فی الدنوفلا شئی اقرب منہ،فلا استعلا ؤہ باعدہ عن شي ءٍ من خلقہ ولاقربہ ساواھم فی المکان بہ>(۱)
“وہ اتنا بلند و بر تر ہے کہ کو ئی چیز اس سے بلند نہیں ہو سکتی اور اتنا قریب سے قریب تر ہے کہ کو ئی شے اس سے قریب نہیں ہے اور نہ اس کی بلندی نے اسے مخلوقات سے دور کردیا ہے اور نہ اس کے قرب نے اُسے دو سروں کی سطح پر لا کر اُن کے برابر کر دیا ہے ”

۲۔اللہ سے حسن ظن

اللہ سے حسن ظن رکھنا اللہ کی معرفت کے پہلوؤں میں سے ایک پہلوہے ، اللہ اپنےبندو ںکو اتنا ہی عطا کر تاہے جتنا وہ اللہ سے حسن ظن رکھتے ہیں اور اس کی رحمت اور کرم کی وسعت کا یقین رکھتے ہیں ۔
حدیث قدسی میں آیا ہے :
<اناعند ظن عبدي بيّ ،فلایظُنُّ بِيّ الا خیراً>(۲)
“میں اپنے سلسلہ میں اپنے بندے کے ظن و گمان کے مطابق اس کی حا جت پوری کرتا ہوں اس سے قریب ہوں لہٰذا وہ میرے بارے میں خیر کے علا وہ کو ئی ظن و گمان نہ رکھے ”

---

(۱)نہج البلا غہ خطبہ ۴۹
(۲)المیزان جلد ۲صفحہ ۳۷ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے :
<ادعوااللہ وانتم موقنون بالاجابة >
“اللہ سے دعا مستجاب ہو نے کے یقین کے ساتھ دعا کرو ”
اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب مو سیٰ کو وحی کی :
<مادعوتني ورجو تني فاني سامع لک >(۱)
“اے موسیٰ جو کچھ مجھ سے دعا کرتے ہو اور مجھ سے امید رکھتے ہو میں اس کو تمہار ی خاطر سنتا ہوں ”
امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<اذا دعوت فأقبل بقلبک وظنّ حاجتک بالباب>(۲)
“جب دعا کرو تو اپنے دل کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کرو اور اپنی حا جت کو قبولیت کے دروازے پر سمجھو ”
اور یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے :
<فاذا دعوت فاقبل بقلبک ثم استَیْقِن الاجابة> (۳)
“جب دعا کرو تو اپنے دل کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کرو اور اجابت کا یقین رکھو ”
اس کے با لمقابل اللہ کی رحمت اور دعا کے مستجاب ہو نے سے ما یوس ہو جانا ہے یہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جانے کاایک سبب ہے کبھی کبھی انسان اللہ سے دعا کر تا ہے تو خداوند عالم اس کی دعا مستجاب کر نے میں تا خیر کرتا ہے اور اس وقت تک تا خیر کرتا ہے جب تک وہ اس کی مصلحت کے مطابق

---

(۱)وسائل اشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۰۵،،حدیث ۸۷۰۳ ۔
(۲)اصول کا فی صفحہ ۵۱۹ ،اور وسائل اشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۰۵حدیث ۔۸۷۰۰
(۳)اصول کا فی باب الا قبال علی الد عا ۔

نہ ہو جائے لیکن انسان اس کی معرفت نہیں رکھتا اور اللہ اس کو جانتا ہے لہٰذا انسان اللہ سے سوء ظن کر بیٹھتا ہے اور اللہ کی رحمت سے نا امید ہو جاتا ہے یہی نا امید ی اللہ کی رحمت میں مانع ہو تی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلا م سے مروی ہے :

“لایزال العبد بخیر و رجاء ورحمة من اللّٰہ عزّوجلّ،مالم یستعجل، فیقنط،ویترک الدعاء،وقیل لہ:کیف یستعجل ؟قال:یقول:قد دعوت منذکذا وکذاوماأریٰ الاجابة”(۱)

“انسان اس وقت تک نیکی کی امید اور رحمت الٰہی میں رہتا ہے جب تک وہ جلدی بازی نہ کرے اوربندہ جلدبازی کر نے کے نتیجہ میں مایوس ہو جاتا ہے اور دعا کرناچھو ڑدیتا ہے ۔امام سے سوال کیا گیا بند ہ کی جلد بازی کرنے کا کیا مطلب ہے ؟ فرمایا وہ کہتا ہے :میں یہ دعا مانگ رہا ہوں لیکن قبول نہیں ہو رہی ہے”

احمد بن محمد بن ابی نصر سے مروی ہے کہ میں نے ابو الحسن کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

“جُعلت فداک إني قد سأ لت اللّٰہ الحاجة منذ کذا وکذا سنة،وقددخل قلبي من ابطائہاشيٌ،فقال:یاأحمد،ایاک والشیطان ان یکون لہ علیک سبیل حتّیٰ یقنطک۔اخبرني عنک لواٴنّي قلت لک قولاکنت تثق بہ مني۔فقلت لہ :جعلت فداک،اذالم اثق بقولک فبمن اٴثق،وانت حجة اللّٰہ علیٰ خلقہ؟قال فکن باللّٰہ اوثق،فإنّک علیٰ موعد من اللّٰہ عزّوجلّ۔اٴلیس اللّٰہ یقول<وَاِذَاسَاٴلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌاُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ>(۲)وقال:<لَاتَقْنَطُوْا مِنْ

----
(۱)اصول کا فی صفحہ ۵۲۷)اور وسائل اشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۰۷ حدیث ۸۷۱۱ ۔
(۲)سورئہ بقرہ آیت/ ۱۸۶۔

رَّحْمَةِاللّٰہِ >(۱) وقال:<وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَغْفِرَةً مِنْہُ وَفَضْلاً>(۲)فکن باللّٰہ اٴوثق منک بغیرہ ولاتجعلوافی انفسکم الاخیراًفانہ لغفور لکم ”(۳)

“میری جان آپ پر فدا ہو میں پرور دگار سے ایک سال تک اپنی فلاں فلاں حاجتیں مانگتا رہا اب میر ے دل میں ان کے قبول نہ ہو نے کے سلسلہ میں خدشہ آگیا ہے :آپ نے فرمایا :اے احمد شیطان سے بچو! اس لئے کہ وہ تمہیں مایوسی کے راستہ پر لگادے گا :مجھے ثبوت دو کہ اگر میں تمہیں کچھ بتاؤ ں تو تم اس پر اعتماد کروگے :میں نے عرض کیا :میری جان آپ پر فدا ہو اگر میں آپ کے فرمان پر اعتماد نہیں کرونگا تو پھر کس کے فرمان پر اعتماد پر کرونگا اور آپ تو مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں ؟آپ نے فرمایا :اللہ پر سب سے زیادہ اعتماد رکھو چونکہ خداوند عالم نے تم سے وعدہ کیا ہے ”کیا پر ورد گار عالم نے نہیں فرمایا :

<وَاِذَاسَاٴلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌاُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ>

“اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے ”

اور یہ فرمان :<لَاتَقْنَطُوْامِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ >“رحمت خدا سے ما یوس نہ ہو نا ”

اور یہ فرمان :<وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَغْفِرَةً مِنْہُ وَفَضْلاً>

“اور خدا مغفرت اورفضل و احسان کا وعدہ کرتا ہے ”

لہٰذا تم سب سے زیادہ اللہ پر اعتماد کرو اور اپنے نفس میں خیر کے علاوہ اور کچھ نہ قرار دو بیشک اللہ تمہار ے لئے غفور ہے ۔

----
(۱)سورئہ زمر آیت/۵۳۔
(۲)سورئہ بقرہ آیت/ ۲۶۸۔
(۳)قرب الا سنا د صفحہ/ ۱۷۱۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<انّ العبد اذا عجل فقام لحاجتہ (یعني انصرف عن الدعاء ولم یطل في الدعاء،والوقوف بین یدي اللّہ طالباًللحاجة)یقول اللّہ عزّوجلّ:أمایعلم عبدیأنّي أنااللّہ الّذي اقضي الحوائج >(١)
"بندہ جب جلد بازی کرتا ہے تو وہ اپنی حاجت کےلئے قیام (یعنی دعا کر نے سے منصرف ہو جاتا ہے زیادہ دیر تک دعا نہیں مانگتا اور اللہ کی بارگاہ میںحاجت روائی کےلئے کھڑا ہو جاتا ہے) کر لیتا ہے ۔ پرور دگار فرماتا ہے :کیا میرا بندہ نہیں جانتا بیشک میں خداہوں جو حاجتوں کو پورا کرنے والا ہوں ؟"
ہشام بن سالم نے امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا :
<کان بین قول اللّہ عزّوجلّ :<قَدْاُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا>(٢)
خداوند عالم کے قول :<قَدْاُجِیْبَتْ دَعْوَتُکُمَا> اور فرعون کی تنبیہ کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے" (٣)
اسحاق بن عمار سے مروی ہے :
<قلت لابي عبداللّہ علیہ السلام:یستجاب للرجل الدعاء ثم یؤخّر ؟
قال:نعم،عشرین سنة>(۴)
"میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا : میری جان آپ پر فدا ہوکیا بند ے کی دعا مستجاب ہو نے میں تا خیر ہو سکتی ہے ؟ آپ نے فرمایا :ہاں بیس سال تاخیر ہو سکتی ہے "

---

(١)وسائل اشیعہ صفحہ /١١٠۶حدیث ٨٧٠٩۔
(٢)سورئہ یونس آیت /٨٨۔
(٣)اصول کافی جلد٢صفحہ/ ۵۶٢ ۔
(۴)اصول کافی جلد٢صفحہ/ ۵۶٢۔

٣۔ اللہ کی بار گاہ میں اضطرار

دعا میں انسان کےلئے اللہ کی پناہ مانگنا ضروری ہے چونکہ مضطر خداوند عالم کے علاوہ کسی کو اس لا ئق نہیں پاتا جس سے امید لگا ئے اور اپنی حا جتوں کےلئے اس پر بھروسہ رکھے ۔
جب انسان اللہ اور اللہ کے علاوہ اس کے بندوں میں سے کسی سے اپنی امید لگا ئے رہتا ہے تو اس کو خدا وندعالم سے جس طرح لو لگا نی چاہئے تھی اس نے اس کا حق ادا نہیں کیا اور اپنے نفس میں اللہ سے مضطر ہو نے کی حالت نہیں پیداکی حالانکہ دعا کے مستجاب ہو نے کی بنیاد ی شرط وہی ہے ۔
حضرت امیر المو منین علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے وقت فر مایا : <وبالإخلاص یکون الخلاص فاذااشتدالفزع فالی اللّٰہ المفزع>(١)
"انسان اخلاص کے ذریعہ ہی چھٹکارا حاصل کرتا ہے جب زیادہ شدت و اضطراب و گھبراہٹ ہو گی تو انسان اللہ سے خو ف کھائے گا "
مجبوری کی حالت میں انسان کی تمام امید یں ہر ایک سے منقطع ہو جاتی ہیں اور صرف اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے اور خدا کے علاوہ وہ کسی اور سے امید نہیں رکھتا
روایت کی گئی ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی :
<ادعني دعاء الحزین الغریق لیس لہ مغیث،یاعیسیٰ!سلنی ولا تسأل غیري،فیحسن منک الدعاء،ومنيّ الاجابة>(٢)
"اے عیسیٰ جس کا کو ئی فریاد رس نہ ہو اس کی طرح گڑگڑاکر محزون ور نجیدہ ہو کر مجھ سے دعا

---

(١)وسائل اشیعہ جلد ۴ صفحہ/ ١١٢١حدیث ٨٧۶۴۔

(٢)وسائل اشیعہ جلد ۴ :صفحہ نمبر ۱۱۷۴حدیث ۸۹۵۸ ۔

مانگو،میرے علاوہ کسی اور سے دعا نہ ما نگو جومجھ سے اچھی دعا مانگے گا تو میں ضرور مستجاب کرونگا"

امیرالمو منین حضرت علی علیہ السلام اللہ سے مناجات کر تے ہو ئے فرما تے ہیں : <الٰهي ليس تشبہ مسا ٔلتي مسا ٔلة السائلين لاَنّ السائل اذا مُنع امتنع عن السوٴال،وا ٔنالاغناء بي عمّاسا ٔلتک علیٰ کل حال،الٰهي اِرضَ عني،فان لم ترضِ فاعف عني،فقديعفوالسيدعن عبده وهوعنہ غيرراضٍ الٰهي کيف ا ٔدعوک وا ٔنا ا ٔنا؟وکيف ا ٔيْا ٔس منک وا ٔنت ا ٔنت ؟>(١)

"پرور دگار میرا مسئلہ سا ئلوں کے سوالوں جیسا کب ہو سکتا ہے چو نکہ سا ئل کو جب منع کر دیا جاتا ہے تو وہ سوال کر نے سے رک جاتا ہے اور میں تجھ سے بے نیاز نہیں ہوں مجھے تو ہر حال میں تجھ سے سوال کرنا ہی ہے ،خدا یا مجھ سے را ضی ہو جا ،اگر تو مجھ سے راضی نہیں ہوتا تو مجھ کو معاف فر ما دے، کیونکہ آقا اپنے غلام کو راضی نہ ہو نے کی صورت میں بھی معاف کر دیتا ہے ،پرور دگار میں تجھ سے کیسے دعا کروں حا لانکہ میں میں ہوں ؟اور تجھ سے کیسے ما یوس ہوں حا لانکہ تو تو ہے ؟"

اسی کو حالت اضطرار کہا جاتا ہے جس میں بندہ اللہ کے علاوہ کسی اور کوپناہ گاہ نہیں سمجھتا اور اپنی حاجتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کر تا ہے ۔

جیسا کہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ حالت اضطرار اللہ کی یاد میں غرق ہو جانا ہے جب بندہ اس بات سے با خبر ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی بار گاہ میں اپنی حاجت پیش کر نے پر مضطر ہے اور اللہ کے علاوہ اس کا کو ئی اور نہیں ہے جس کی بارگاہ میں وہ اپنی حاجت پیش کر سکے تو وہ اسی کی یاد میں غرق ہو جاتا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے لو نہیں لگا تا وہ اللہ کی ہی یاد میں منہمک رہتا ہے اور اس کے علاوہ کسی کی یادمیں منہمک نہیں ہو تا ہے ۔

---

(١)البلد الامین صفحہ ۳۱۶۔

حضرت امام زین العابد ین علیہ السلام دعا میں فرما تے ہیں :

<وَاجْعَلْنِی مِمَّنْ يَدْعُوْکَ مُخْلِصاً فِیْ الرَّخَاءِ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّيْنَ لَکَ > (١)

"مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو سکون کے لمحات میں اس خلوص سے دعا کرتے ہیں جس طرح پریشانی کے اوقات میں مضطر لوگ دعا کرتے ہیں "

ایک اور مقام پر آپ فرما تے ہیں :

<اَللَّهُمَّ اِنِّی اَخْلَصْتُ بِاِنْقِطَاعِيْ اِلَيْکَ وَاَقْبَلْتُ بِکُلِّيْ عَلَيْکَ وَصَرَفْتُ وَجْهِيْ عَمَّنْ يَّحْتَاجُ اِل یٰرِفْدِکَ وَقَلَبْتُ مَسْاَلَتِيْ عَمَّنْ لَمْ يَسْتَغْنِ عَنْ فَضْلِکَ وَرَاَيْتُ اَنَّ طَلَبَ الْمُحْتَاجِ اِل یٰالْمُحْتَاجِ سَفَهٌ مِنْ رَاْيِہِ وَضَلَّةٌ مِنْ عَقْلِہِ >(٢)

"خدا یا میں مکمل اخلاص کے ساتھ تیری طرف آرہا ہوں اور پور ے وجود کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوں میں نے اپنا رخ ان تمام لوگوں سے مو ڑلیا ہے جو خود ہی تیری عطا کے محتا ج ہیں اور اپنے سوال کو ان کی طرف سے ہٹا لیا ہے جو خود بھی تیرے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں ہیں اور میں نے یہ اندازہ کرلیا ہے کہ محتاج کا محتاج سے ما نگنا فکر کی نا دانی اور عقل کی گمرا ہی ہے "

ان باتو ں پر زور دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان وہ مادی وسائل واسباب جن کو اللہ نے لو گوں کی حاجتوں کو پورا کر نے کا وسیلہ قرادیا ہے ان کا سہار انہ لے جبکہ اللہ نے ان کا سہارا لینے کا حکم دیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان اسباب کو اپنی مشیت وارادہ میں دائمی قراردیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلا م سے مروی ہے :

<واذا ا ٔراد احدکم ان لايسا ٔل ربّہ شيئاالّااعطاه فلييا ٔس من الناس کلهم،

---

(١)صحیفہ کا ملہ سجادیہ دعا ۲۲۔

(٢)صحیفہ کاملہ سجادیہ دعا ۲۸۔

ولایکون لہ رجاء الّاعنداللهعزّوجلّ،فاِذَاعلِمَ اللہ ذلٰک من قلبہ لم یسأ لہ شیئاالّا اعطاہ >(۱)
"جب تم میں سے کو ئی ایک یہ ارادہ کرے کہ ان کا پروردگار ان کو عطا کرنے کے علا وہ ان سے کسی چیز کاسوال نہیں کر تا ہے اور وہ اللہ کے علا وہ کسی اور سے کو ئی امید و آرزو نہیں رکھتا ہے ،جب پروردگار عالم اس کے دل کی اس حالت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو وہ (خدا)اس (بندہ)کو عطا کرنے کے علا وہ کو ئی سوال نہیں کرتا ہے "

۴۔انھیں راستوں سے جاناجو خدا نے بتائے ہیں

اللہ کی بارگاہ میں دعا کر تے وقت فروتنی کر نا اور یہ فروتنی اُن ہی طریقوں سے کی جائے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے ۔
روایت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے چالیس رات اللہ کی عبادت کی اور پھر اللہ سے دعا کی اور وہ مستجاب نہ ہو سکی تو اس نے عیسیٰ بن مریم علیہا السلام سے گلہ شکوہ کیا۔
حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے خداوند عالم سے اس کے متعلق سوال کیا تو پروردگار عالم نے فرمایا:
"یاعیسیٰ !انّہ دعاني،وفي قلبہ شک منک "(۲)
"اے عیسیٰ اس نے مجھ سے دعا کی لیکن اس کے دل میں تمہار ے متعلق شک تھا "

---

(۱)تفسیر صافی : ۵۸،طبع الحجریة ۔ایران ،اصول کا فی : ۳۸۲،وسا ئل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۷۴،حدیث ۸۹۵۶۔
(۲)کلمة اللہ حدیث۳۷۱ ۔

۵۔خداوند عالم کی طرف پوری قلبی توجہ

دعا قبول ہو نے کی سب سے اہم شرط یہی ہے بیشک دعا کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اپنے دل کو خدا کے سامنے جھکا دے اگر انسان کا دل اللہ کے علاوہ دنیا کے مشاغل میں سے کسی ایک کی طرف لگا ہوا ہو تو انسان دعا کی حقیقت کو محقق نہیں کرسکتا ہے ۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:
<انّ اللہ عزوجلّ لایقبل دعاءً بظہرقلب ساہٍ>(۱)
"بیشک خدا وند عالم بھلا دینے والے دل کی دعا قبول نہیں کرتا "
آپ کا ہی فرمان ہے :
<فاذادعوت اُقبِل بقلبک ثم استیقن الاجابة>(۲)
"جب تم دعا کرو تو پہلے دل کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کرو پھر اس کے مستجاب ہو نے کا یقین کرو "
اور یہ بھی آ پ ہی کا فرمان ہے کہ (امیر المو منین علیہ السلام)نے فرمایا :
<لایقبل اللّٰہ عزّوجلّ دعاء قلب لاہٍ>(۳)
"خدالہو ولعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں کرتا ہے "
حدیث قدسی میں آیا ہے :
<یاموسیٰ ادعني بالقلب النقي واللسان الصادق> (۴)
"اے مو سیٰ مجھ سے پاک وصاف دل اور سچی زبان سے دعا کرو "
رسول اللہ (ص)نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت میں فرمایا :

---

(۱)اصول کافی باب الاقبال علی الدعاء۔
(۲)اصول کافی باب الاقبال علی الدعاء حدیث ۱۔

(۳)اصول کافی باب الاقبال علی الد عا ح۲۔
(۴)بحارلاانو ار جلد ۹۳ صفحہ ۳۴ ۔

<لایقبل اللّہ دُعاء قلب ساہٍ>(۱)"اللہ سہوکر نے والے دل کی دعا قبول نہیں کر تا "
سلیمان بن عمر وسے مروی ہے کہ میں نے امام جعفرصادق علیہ السلام کو یہ فرما تے سنا ہے:
< انّ اللہ عزوجلّ لایستجیب دعاء بظہرقلب ساہ فاذا دعوت اْقبِل بقلبک ثم استیقن الاجابة>(۲)
"خدا وند عالم ظا ہری طور پر فراموش کار قلب کی دعا قبول نہیں کر تا ،پہلے دعا کو اپنے دل کے سامنے پیش کرو پھر اس کے قبول ہو نے کا یقین کرو "
اور یہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کا فر مان ہے :
<انّ اللّہ عزّوجلّ لایستجیب دعاء بظہرقلب قاس >(۳)
"بیشک خداوند عالم قسی القلب کی دعا قبول نہیں کرتا "
دعا میں اللہ کے سامنے اپنے دل کا جھکانا ضروری ہے اور اپنے کو اللہ کے حضور میں پیش کرنا ہے لہوولعب ،سہو اور قساوت یہ تینوں چیزیں انسان کو اللہ کے سامنے دل جھکا نے سے روک دیتی ہیں
ہم ماثور ہ دعاؤں میں پڑھتے ہیںکہ دعا کر نے والا خداکے سامنے دعا کی حالت میں آئے اور ایسا نہ ہو کہ اس کے دل اور زبان الگ الگ چیزوں میں مشغول ہو ں وہ زبان سے تو دعا کرر ہا ہو لیکن اس آدمی کا دل دنیا وی کا موں میں مشغول ہو ۔
عارف فقیہ شیخ جودا ملکی تبریز ی اپنی کتاب (المراقبات)میں تحریر کرتے ہیں :جان لو جب تک تمہاری روح اور تمہارا دل صفات دعا سے متصف نہ ہو اس وقت تک تمہاری دعا قبول نہیں ہو سکتی

---

(۱)من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۲ صفحہ۳۳۹۔
(۲)وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۰۵،حدیث ۸۷۰۵۔
(۳)وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۰۶،حدیث ۸۷۰۷۔

اور صفات دعا سے متصف ہو نے کا مطلب یہ ہے کہ دعا تمہار ے راز،روح اور دل سے جاری ہو،
مثال کے طور پر جب تم یہ کہو "ارجوک لکل خیر"میں تجھ سے ہرخیر و اچھائی کی امید رکھتا ہوں۔تو تم کو اپنے باطن،روح اور دل سے اللہ سے امید کر نا چا ہئے اور ان میں سے ہر ایک کے کچھ آثار ہوتے ہیں اور ان آثار کا تمہارے اعمال سے اظہار ہونا چاہئے تو جس کے با طن اور حقیقت میں آرزو محقق ہو جا ئے تو گویا وہ مجسم آرزو ہو جا ئے گا اور یہ جس کی روح میں ہو تو گو یا اس کی زندگی آرزو کے ذریعہ ہوگی ،جو اپنے قلب کے ذریعہ آرزو مند ہو گا تو قصد و اختیار سے صادر ہو نے والے اس کے اعمال آرزو کے ہمراہ ہوں گے لہٰذا اس بات سے ڈرو کہ تمہارے معا ملات میں کچھ آرزو نہ پا ئی جا ئے اس کو اپنے اعمال میں آزماؤ ۔یہ دیکھو کہ کیا تم کو اپنی حرکات میں آرزو کا اثر یعنی طلب نظر آرہا ہے یا نہیں ؟کیا تم نے معصوم علیہ السلام کا قول نہیں سنا :"مَنْ رَجَاشَیْئاًطَلَبَہُ ""جو شخص کسی چیز کی آرزو رکھتا ہے اس کو طلب کرتا ہے "اور یہ حقیقت بھی ہے کیونکہ تم دنیوی امور میں آرزو مند اہل دنیا کے حالات میں اس مطلب کو دیکھو گے کہ جب وہ کسی شخص یا شئے سے کسی خیر کی امید کرتے ہیں تو وہ اپنی امید کی مقدار بھر اس شخص سے اس کو طلب کرتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ تا جر اپنی تجارت سے جدا نہیں ہوتا ،ہنر مند اپنے ہنر سے چپکا رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تجارت اور پیشہ میں بھلا ئی کی امید کرتے ہیں اسی طرح ہر جماعت اپنی مراد کو اس چیز میں تلاش کرتی ہے جس میں ان کو امید ہو تی ہے اور جب تک ان کو مل نہیں جاتا جدا نہیں ہو تے ،مگر جنت اور آخرت کا امید وار اور فضل و کرامت الٰہی کا امید وار ۔صفات کے یہ آثار ایسے نہیں ہیں جن کا خدا وند عالم نے حکم لگایا ہواور آپ روش الٰہی میں کو

ئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے لیکن گڑ بڑی دعوے کی حقیقت سے مشتبہ ہونے میں پیش آتی ہے ورنہ جب ذرّہ برابر امید نظر آتی ہے تو اس کے پاس اتنی ہی طلب ہو تی ہے اور اسی طرح الیٰ آخر اس مطلب کو اخذ کر لیجئے ۔
آرزو ہی کی طرح تسبیح ،تہلیل،تحمید ،تضرع ،استکانت ،خوف ،استغفار اور تو بہ جیسے مطالب دعا ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی کچھ حقیقتیں اور دعوے ہیں چنا نچہ حقیقت کا اثر تخلف پذیر نہیں ہوتا ہے ۔

۶۔دل پر خضوع اور رقت طاری کرنا

جب انسان اپنی دعا مستجاب کر انے کا ارادہ کر ے تو اس کےلئے قلب پر رقت طاری کرنا ضروری ہے اور انسان اپنے دل پر رقت طاری کر نے کی کو شش کر ے اس لئے کہ جب دل پر رقت طاری ہو جاتی ہے تو وہ صاف وشفاف ہو جاتاہے، اللہ اور اس بند ے کے درمیان سے مانع ہو نے والی چیزیں ہٹ جاتی ہیں اور بند ہ اللہ سے قریب ہو جاتاہے ۔
دعا اور سوال کر نے کے طریقوں میں دل پر رقت طاری ہو ناموٴثر ہے اور روایات میں دعا کر تے وقت اپنے کو اسکی بارگاہ میں ذلیل وخوار کر کے پیش کر نا وارد ہو اہے ۔ احمد بن فہدحلی نے کتاب (عدۃالداعی)میں نقل کیا ہے :
<آنّ رسول اللّہ صلی اللّہ علیہ وآلہ وسلم اذاابتہل ودعاکان کمایستطعم المسکین>(۱)
"جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ وزاری فر ماتے تھے تو آپ کی وہی حالت ہو تی تھی جو مسکین کی کھاناطلب کرتے وقت ہو تی ہے "
روایت کی گئی ہے کہ جب اللہ نے جناب مو سیٰ علیہ السلام پروحی نازل فرمائی : <اٴلقِ کفیک ذُلّابین یديّ کفعل العُبیدالمستصرخ الی سیّدہ،فاذا فعلت ذالک رحمت،واٴناالکرم الاٴکرمین القادرین>(۲)

---

(۱)عدۃ الداعی صفحہ / ۱۳۹ ،والجالس للمفید صفحہ/ ۲۲۔
(۲)عد ۃالد اعی صفحہ / ۱۳۹ ۔

"میر ے سامنے تم اُس ذلیل وخوار غلام کی طرح آؤ جو اپنے آقا کے سامنے بالکل ذلیل وخوار ہو تا ہے اس لئے کہ جب وہ غلام ایسا کر تا ہے تو آقا اس پر رحم کر تا ہے اور میں سب سے زیادہ اکر ام کرنے اور قدرت رکھنے والا ہوں "
محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس فرمان :
<فَمَااسْتَکَانُوْا لِرَبِّھِمْ وَمَایَتَضَرَّعُوْنَ >(۱)
"پس وہ اپنی سر کشی پر اڑے رہیں گے اور گمراہ ہی ہو تے جا ئیں گے "کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا :
<سااٴلت اباجعفرعلیہ السلام عن قول اللّہ عزّوجلّ:<فَمَااسْتَکَانُوْالِرَبِّھِمْ وَمَایَتَضَرَّعُوْنَ>فقال علیہ السلام:الاستکانة هي الخضوع،والتضرع،هورفع الیدین والتضرع بهما> (۲)
" استکانت سے مراد خضوع اور تضرع سے مراد دونوں ہا تھوں کو بلند کر کے خدا کی بارگاہ میں گڑگڑانا"
دعا میں اس طرح کے طریقوں کا مقصد لو گوں کےلئے واضح نہیں ہے ،شک کرنے والے لوگ، لو گوں کو دعا کے طریقوں میں شک کر نے والا بناد یتے ہیں ۔ہم دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کیوں دعا کر یں ؟ کیا اللہ آسمان کی طرف ہے جو ہم آسمان کی طرف ہاتھوں کو بلند کریں؟ ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے ان کےلئے یہ بیان فرمادیا ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے لیکن دعا کے اس طریقہ کو ہم نے اللہ کے سامنے خضوع وخشوع کرنے سے اخذ کیا ہے اور یہ علامت ونشانی دل پررقت طاری ہو نے اور سختی کو دور کر نے اور اللہ کے سامنے خضوع وخشوع پیش آنے میں مو ثر ہے۔

---

(۱)سورہ مومنون آیت /۷۶۔
(۲)اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۳۴۸ ۔

طبر سی نے کتاب احتجاج میں اباقرہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا :
<مابالکم اذا دعوتم رفعتم ایدیکم الیٰ السماء؟قال ابوالحسن علیہ السلام:إنّ اللّہ استعبدخلقہ بضروب من العبادة۔۔واستعبدخلقہ عندالدعاء والطلب والتضرع ببسط الایدي ورفعهاالیٰ السماء لحال الاستکانة،علامة العبودیةوالتذلل لہ>(۱)
"کیا وجہ ہے کہ آپ دعا کرتے وقت ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں ؟ابو الحسن علیہ السلام نے فرمایا :خداوند عالم نے بندوں کو عبادت کے کئی طریقہ بتلائے ہیں اور اس نے اپنی مخلوق کو دعا ،تضرع اور طلب کر تے وقت ہاتھوں کوآسمان کی طرف بلند کرکے خشوع کی حالت کی تعلیم دی ہے اور یہ خدا کی عبودیت اور خشوع وخضوع کی علامت ہے "
رقت طاری ہو نے کے اوقات میںرحمت نازل ہوتی ہے ۔انسان اللہ سے دعا کر تے وقت اس وقت کو غنیمت شمار کر ے اس لئے کہ ان اوقات میں خداوند عالم کی بے حساب رحمت نازل ہو تی ہے ،نہ یہ کہ خدا کی رحمت نازل ہو نے کا کوئی وقت محدود اور مخصوص ہے بلکہ اللہ کی رحمت کے استقبال کر نے کا وقت محدود اور اس کی خاص حالت ہے اور وہ حالت رقت کا طاری ہو نا ہے جب انسان کے دل پر رقت طاری ہو تی ہے تو اس کےلئے رحمت کا استقبال کر نا ممکن ہے ۔
رسول اللہ (ص) سے مروی ہے :
<اغتنمواالدعاء عند الرقة فإنّها رحمة >(۲)
"رقت طاری ہو نے کے وقت کو اپنے لئے غنیمت سمجھو اس لئے کہ یہ رحمت ہے "

---

(۱)اصول کافی صفحہ ۵۲۲ ۔ وسائل اشیعہ جلد ۴: ۱۱۰۱حدیث ۸۶۸۷ ۔
(۲)بحار الانوا ر جلد ۹۳ صفحہ ۳۱۳ ۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کر تے ہیں کہ آپ نے فرمایا :
<اذا رقّ احدکم فلیدع؛فاِنّ القلب لایرقّ حتیٰ یخلص >(۱)
"جب تم میں سے کسی ایک پر رقت طاری ہو جا ئے تو اسے دعا کر نا چاہئے اس لئے کہ جب تک دل میں اخلاص نہ ہو اس وقت تک اس پر رقت طاری نہیں ہو سکتی "
امام جعفر صادق علیہ السلام فر ماتے ہیں :
<اذااقشعرّجلدک ودمعت عیناک،فدونک دونک فقد قصد قصدک >(۲)
"جب تمہاری جلد کے رونگٹے کھڑے ہو جا ئیں اور تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جا ئیں تو اس حالت کو ضرور غنیمت سمجھو کیونکہ تمہاری یاد کی برآوری نزدیک ہو چکی ہے "
حدیث بہت دقیق ہے ،بیشک دعا مستجاب ہو نے کےلئے دعا کر نے والے کی حالت کا براہ راست رابط ہے ،جب دل پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور اس میں خشوع آجاتا ہے تودعا کرنے والا دعا کے مستجا ب ہو نے کے بہت قریب ہو جاتا ہے اس کے بر خلاف جب دعا کرنے والا قسی القلب ہو جاتا ہے تو اس کی دعا مستجاب ہو نے سے بہت دور ہو جاتی ہے ۔
اسلامی نصوص میں وارد ہو ا ہے کہ نفس کے انکسا ر اور دل پر رقت طاری ہو نے کے وقت سے استفادہ کر نا چا ہئے اس لئے کہ انسان اس دنیا کے مصائب کو اللہ سے دعا اور سوال کر کے آسان کر لیتا ہے ۔
یہی او قات انسان کو اللہ کی بارگاہ میں جھکنے اور اس کی رحمت کا استقبال کرنے کےلئے زیادہ آمادہ کر تے ہیں ،اس کا راز یہ ہے کہ انسان خود پر طاری ہو نے وا لی رقت کے بغیر خدا کے سا منے جھکنے اور رحمت کا استقبال کر

نے کےلئے متمکن نہیں ہو تا ہے،جو انسان اللہ کی با رگاہ میں جھکنا اور دعا کرنا چاہتا ہے اس کےلئے دعا میں رقت کا طاری کرنا ضروری ہے ۔

---

(۱)وسائل اشیعہ جلد ۴ :۱۱۲۰۔حدیث صفحہ ۸۷۶۱، اصول کافی جلد۲صفحہ ۵۲۱ ۔
(۲)وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۴۱،حدیث/۸۷۶۳۔

اسحاق بن عمار سے مروی ہے :میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا :

<ادعوافاشتهی البکاء،ولایجیئني،وربّماذکرت بعض مَنْ مات مِنْ اٴهلي فاٴرقّ وابکي،فهل یجوزذالک؟فقال:نعم،فتذکّرفاذا رقفت فابکِ،وادع ربک تبارک وتعالیٰ >(۱)

"میں دعا کرتا ہوں اور رونا چاہتا ہوں لیکن مجھے رو نا نہیں آتا لیکن جب اپنے مرنے والے رشتہ داروں کو یاد کرتا ہوں تو گریہ کرنے لگتا ہوں کیا یہ جا ئز ہے امام علیہ السلام نے فر مایا :ہاں تم ان کو یاد کرو اور جب رقت پیدا ہو جائے تو گریہ کرو اور خداوند عالم سے دعا کرو "

سعد بن یسارسے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا :

<إنّی اتباکي في الدعاء،ولیس لي بکاء۔قال:نعم >(۲)

"میں دعا کر تے وقت دوسر وں کو رُلا دیتا ہو ں لیکن خود نہیں روتا ۔
توآپ نے فرمایا :ہاںیعنی بہت اچھی بات ہے "

ابو حمز ہ سے مروی ہے کہ امام جعفرصادق علیہ السلام نے ابو بصیر سے فرمایا:

<إنْ خفت امراً یکون اٴوحاجة تریدها،فاٴبداٴباللّہ فمجّده،واثن علیہ کما هواهلہ،وصلّ علیٰ النبي وسل حاجتک،وتباک ۔۔إنَّابي کان یقول:

---

(۱)اصول کافی جلد۲ صفحہ /۵۲۳۔وسائل الشیعہ جلد ۴ صفح۱ ۱۱۲۲حدیث ۸۷۶۷۔
(۲)وسائل اشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۲۲حدیث۱ ۸۷۶۔اصول کا فی جلد۲ صفحہ ۵۲۳ ۔

إنّ اقرب مایکون العبد من الربّ عزّوجلّ وهوساجد باکٍ >(۱)

"اگر تم پر کو ئی امر (بات)مخفی ہو یا تمہار ی کو ئی حاجت ہو اور تم حاجت روائی چاہتے ہو تو تم اس کی ابتد ا ء اللہ کی تمجید سے کرو ،خدا کی ایسی حمد وثنا کرو جس کا وہ اہل ہے ،نبی پر صلوات بھیجو اور حاجت پیش کرو اور گریہ وزاری کرو ۔۔۔بیشک میرے والد بزرگو ار فرمایا کرتے تھے :بیشک پرور دگار عالم کے سب سے زیادہ نز دیک وہ شخص ہے جو گر یہ وزاری کی حالت میں سجدہ ریز ہو "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سجدوں میں یہ ذکر فرماتے تھے :

سجدوجهي الذلیل لوجهک العزیز،سجدوجهي البالي لوجهک الدائم الباقي،سجدوجهي الفقیرلوجهک الغنیسجدوجهي وسمعي وبصري ولحمي ودمي وجلدي وعظمي وماّاقلت الارض منّي للهربّ العالمین >(۲)

"میں اپنے حقیر چہرہ کے ذریعہ تیری مقتدر ذات کے سامنے سجدہ ریز ہوا میں نے اپنے ہو سیدہ چہرہ کے ذریعہ تیری بے نیاز ذات کے سامنے سجدہ کیا میں نے اپنے چہرے ،کان ،آنکھ ، گو شت ،خون ،کھال ،ہڈی اور ان چیزوں کے ذریعہ تمام جہان کے پالنے والے خدا کے سامنے سجدہ کیا جن کا بار زمین پر ہے "

۷۔مشکلات اور راحت و آرام میں ہمیشہ دعا کرنا

اسلامی روایات میں ہمیشہ آسانی کے وقت دعا کر نے کو پریشانی کے وقت دعا کر نے پر مقدم رکھنے پر زور دیا گیا ہے ۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے :

---

(۱)اصول کافی جلد۲ صفحہ ۵۲۴ ،و سائل الشیعہ جلد ۴:۱۱۲۲،حدیث ۸۷۷۰۔
(۲)البلد الا مین صفحہ /۳۳۱۔

<تعرّف الی اللہ في الرخاء يعرفک في الشدّۃ >(۱)
"تم آسانی کے وقت اللہ کو پہچانو (اللہ کا تعارف کراؤ)وہ تمہارا سختی کے وقت خیال رکھے گا (یعنی تمہاری مشکل آسان کردیگا)"
حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<مَنْ تقدّم في الدعاء استجیب لہ اذا نزل البلاء،وقیل:صوت معروف، ولم یحجب عن السماء،ومن لم یتقدم فی الدعاء لم یستجیب لہ اذانزل البلاء، وقالت الملا ئکۃ :ذاالصوت لانعرفہ >(۲)
"جس شخص پر مصیبتیں پڑرہی ہوں اور پھر بھی دعا کو مقدم رکھے یعنی دعا کر تا رہے تو اسکی دعا مستجاب ہو تی ہے ،اور کہاگیا ہے کہ اسکی ایک مشخص ومعین آواز ہو تی ہے جس میں آسمان بھی مانع نہیں ہو تے ہیں اور جو آسانی کے وقت دعا مقدم نہیں کر تا تو بلائیں نازل ہوتے وقت اس کی دعا قبول نہیں ہو تی اور ملائکہ کہتے ہیں :ہم اس آواز سے آشنا نہیں ہیں "
حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<إنّ الدعاء في الرخاء یستخرج الحوائج في البلاء >(۳)
"آسانی کے وقت دعا کرنا مصیبتوں میں حاجتوں کو روا کرتا ہے "
امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کا ہی فرمان ہے :
<مَنْ سرّ ہ ان یُستجاب لہ في الشدّۃ فلیکثرالدعاء فی الرخاء > (۴)
"اگر کوئی سختیوں میں اپنی دعا قبول کرانا چاہتا ہے تو اس کو آسانی کے اوقات میں بہت زیادہ دعائیں کرناچاہئے"

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد ۴:۱۰۹۷ حدیث ۸۶۷۲ ۔
(۲)وسائل اشیعہ جلد۴/ ۱۰۹۶،حدیث /۸۶۶۴ ۔
(۳)وسائل الشیعہ جلد ۴ :۱۰۹۶ ،حدیث /۸۶۶۵۔
(۴)وسائل الشیعہ جلد ۴۔۱۰۹۶،حدیث /۸۶۶۰۔

اور آپ ہی کا فرمان ہے :
<کان جدي یقول:تقدّموا   في الدعاء، فإنّ العبد اذاکان دعّاءً فنزل بہ البلاء فدعا، قیل: صوت معروف۔ واذالم یکن دعّاءً، یقول: فنزل بہ البلاء، قیل:أین کنت قبل الیوم ؟ >(۱)
"میر ے جد فرمایاکرتے تھے:دعا میں پیش قدمی کرو بیشک جب بندہ بہت زیادہ دعا کر تا ہے اور اس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں تو بھی دعا کر تا ہے ،تو اس کو ندا دی جا تی ہے یہ جا نی پہچا نی آواز ہے اور جب وہ زیادہ دعا نہیں کرتا اور اس پر بلائیں نازل ہو نے لگیں تو اس سے کہا جاتا ہے :اس سے پہلے تم کہاں تھے ؟"
یہ روایات بہت ہی دقیق و لطیف معنی کی طرف اشارہ کرتی ہیں بیشک دعا کا مطلب اپنے کو اللہ کی بار گاہ میں جھکا دینا دعا کا پُر معنی اور دعا کو مستجاب ہونے کے نزدیک کرتا ہے اور جتنا زیادہ انسان اللہ کی بارگاہ میں جھکتا ہے اتناہی اس کی دعا قبول ہو تی ہے ۔
جب انسان مکمل طور سے خدا کی بارگاہ میںخلوص دل سے اپنے کو جھکا دے اور بالکل خدا ہی سے لو لگائے تو اس وقت دعا اور دعا مستجاب ہو نے کے در میان کوئی رکاوٹ نہیں رہتی اور جتنا خدا کی بار گاہ میں جھکے گا اتنا ہی اس کی دعا مستجاب ہو گی ،خداکی بارگاہ میں جھکنا اور اس کے سامنے خشوع وخضوع سے پیش آناانسان کو زیادہ دعا کرنے کےلئے آما دہ کر تا ہے ۔
انسان کی زند گی کا کوئی بھی عمل ہو اس کی شان یہی ہو نی چاہئے اور انسان جتنی زیادہ دعا   کر ے گا اتنا ہی اس کا دل اللہ کی بارگاہ میں جھکے گا اور اس کا دل اللہ کی اطاعت کر نے کےلئے آمادہ ہو گا۔

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد ۴۔۱۰۹۶،حدیث /۸۶۶۷۔

پس جب انسان پر مصیبت پڑے گی اور اس کا دل مصیبت نازل ہو تے وقت اللہ کا مطیع ہو گا اور فوری طور پر خدا کی طرف متوجہ ہوگا تواسکی دعا استجابت کے قریب ہوگی اور اس دن اسکی دعا اور استجابت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔

فضل بن عباس سے مروی ہے :

<قال لي رسول اللّہ (ص):احفظ اللّہ یحفظک۔ احفظ اللہ تجده امامک۔تعرّف الی اللّہ في الرخاء یعرفک في الشدّة >(۱)

"مجھ سے رسول اللہ (ص)نے فرمایا:اللہ کو یاد کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا،اللہ کو یاد کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا ،اللہ کو یاد کرو تو تم اس کو اپنے سامنے پاؤ گے تم آسانیوں میں خدا کا تعارف کراؤ وہ تمہارا سختیوں میں تعارف کرائیگا "

حضرت علی بن الحسین علیہما السلام سے مروی ہے :

<لم ا رَ مثل التقدم في الدعاء،فانّ العبد لیس تحضره الاجابة في کلّ ساعة>(۲)

"دعا کو مقدم کر نے سے زیاده میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا اس لئے کہ بنده کی دعا ہر وقت قبول نہیں ہوتی ہے"

جناب ابو ذرؓ سے مروی ہے :

<قال رسول اللّہ (ص):یاا ٔباذرتعرّف الیٰ اللّہ فی الرخاء یعرفک في الشدّة،فإذاسا ٔلت فاسا ٔل اللّہ،واذا استعنت فاستعن باللّہ >(۳)

---

(۱)من لایحضر ه الفقیہ جلد ۲۔صفحہ /۳۵۸۔(۲)ارشاد مفیدصفحہ /۲۷۷۔

(۳)وسائل اشیعہ جلد ۴صفحہ /۱۰۹۸ ،عدة الداعی لابن فہد حلی صفحہ /۱۲۷۔

"رسول خدا (ص)نے مجھ سے فرمایا:اے ابوذر تم آسانیو ںمیں اللہ کی معرفت حاصل کرو تو وه تمہارا سختیوں میں تعارف کرائیگا اور جب تمہیں کوئی سوال در پیش ہو تو اللہ سے سوال کرو اور جب کسی مددکی ضرورت پڑے تو اللہ سے مدد مانگو "

حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے مروی ہے:

<ینبغي للموٴمن ا ٔنْ یکون دعائہ في الرخاء نحواًمن دعائہ في الشدّة، لیس اذااعطی فتر،فلا تملّ الدعاء فإنّہ من اللہ عزّوجل بمکانّ>(۱)

"مومن کو سختی اور آسانی دو نوں میں ایک ہی طریقہ سے دعا کرنا چاہئے ایسا نہیں ہو نا چا ہئے کہ نعمت ملنے کی صورت میں دعا میں سستی پیدا ہو جا ئے لہٰذا دعا کرنے سے مت تھکو کیونکہ دعا کا خداوند عالم کے نزدیک درجہ ہے "

٨۔ عہد خداکووفاکرے

تفسیر قمی میں حضرت امام جعفر صادق علسیہ السلام سے مروی ہے :

<إان اللّہ تعالیٰ یقول:اُدْعُوْنِي اسْتَجِبْ لَکُمْ(۲)وإانّ ندعوه فلایستجاب لنا فقال:<لا ٔنکم لاتوفون بعہد اللہ وإان اللهیقول:>ا ٔفوا بھعدی ا ٔوفِ بعھدکم>(۳) واللهلووفیتم للهلوفیٰ لکم>(۴)

آپ سے سوال کیا گیا کہ خداوند عالم فر ما تا ہے :<اُدْعُوْنِیْ اسْتَجِبْ لَکُمْ >"تم مجھ

---

(۱)وسائل اشیعہ جلد ۴صفحہ /۱۱۱۱حدیث/۸۷۲۹۔

(۲)سورئہ مومن آیت ۶۰۔

(۳)سورئہ بقره آیت ۴۰۔

(۴)تفسیر الصافی :ص۵۷(ط حجریة)تفسیر آیت ۱۸۶ از سورئہ بقره۔

سے دعا کرو میں پوری کرو نگا "ہم دعا کرتے ہیں لیکن قبول نہیں ہو تی ہے ۔آپ نے فرمایا :تم اللہ کے عہد کو پورا نہیں کرتے ہو اور اللہ فرماتا ہے :
<اَوْفُوْابِعَہْدِیْ اُوفِ بِعَہْدِکُمْ >
"تم میر ے عہد کو پورا کرو میں تمہار ے عہد کو پورا کرو نگا "

۹۔ دعا اورعمل کا ساتھ

دعا قبول ہو نے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ دعا عمل سے متصل ہونی چاہئے، بغیر عمل کے دعا کسی کو فائدہ نہیں پہنچا تی ہے اور عمل دعا سے بے نیاز نہیں کر سکتا ہے ۔
اس میں دو باتیں ہیں:پہلی بات یہ ہے کہ:دعا عمل کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے
رسول خدا (ص) نے جناب ابوذر سے فرمایا :
<یااٴباذرمثل الّذي یدعوبغیرعمل کمثل الذي یرمي بغیر وتر>(۱) "اے ابوذر عمل کے بغیر دعا کر نے والا اس تیر چلانے والے شخص کے مانند ہے جو بغیرکمان کے تیر پھنک رہا ہو "
عمر بن یزید سے مروی ہے :میں نے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیاکہ ایک شخص کہتا ہے :
<لاٴقعدنّ فی بیتي،ولاٴصلینّ ولاٴصومنّ،ولاٴعبدنّ ربّي،فاٴمّا رزقي فسیاٴتیني،فقال:ھذااحد الثلاثةالّذین لایستجاب لھم>(۲)
"میں اپنے گھر میں بیٹھوں گا ،نماز پڑھو نگا ،روز ے رکھوں گا اور اپنے پروردگار کی عبادت

---

(۱)وسا ئل الشیعہ کتاب الصلا ۃ۔ابواب دعا باب ۳۲ح۳۔
(۲)وسائل الشیعہ جلد ۴:۶۰ ۱۱۔حدیث /۸۹۱۳۔

کرونگا اور مجھے بغیر کام کئے رزق بھی ملے گا "
آپ نے فرمایا :یہ ان تین افراد میں سے ہے جن کی دعا قبول نہیں ہوتی "
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<الداعي بلاعمل کالرامي بلا وتر> (۱)
"بغیرعمل دعا کر نے والا اس تیر چلا نے والے کے مثل ہے جو بغیر کمان کے تیر چلا رہاہے"
آپ ہی کا فرمان ہے :
<ثلا ثة ترد علیھم دعوتھم :
رجل جلس فی بیتہ وقال:یارب ارزقني،فیُقال لہ :الم اجعل لک سبیلاً الیٰ طلب الرزق ۔۔۔>(۲)

"تین طرح کے لوگوں کی دعا رد کردی جاتی ہے :

ایک وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں بیٹھ کر کہے :اے پروردگار مجھے رزق عطا کرتو اس کو جواب دیا جاتا ہے :کیا میں نے تمہارے رزق طلب کر نے کےلئے کوئی راستہ معین نہیں کیا ہے۔۔۔ "
اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کی اصلاح اور ہدایت کےلئے خدا سے دعا کر ے لیکن وہ اس کی تربیت کا کوئی اہتمام نہ کرے تو اس کی دعا قبول نہیں ہو گی ،اور یہ دعا ان چیزوں میں سے ہے جو اس کے مستجاب ہو نے میں رکاوٹ ڈالتی ہے اسی طرح اگر کوئی مریض ڈاکٹرسے مراجعہ کئے بغیر اپنے مرض سے چھٹکارے کی خاطر خدا سے دعا کرتا ہے اور دوا نہیں کھاتاہے اور شفاء کےلئے دوسری لازمی چیزوں کو بروئے کار نہیں لاتاہے تو یہ دعا کے مستجاب ہو نے میں مانع ہے ۔

(　　١)وسائل الشیعہ جلد ١١ ۴:٧۵۔حدیث ٨٩۶۵۔
(　　٢)وسائل الشیعہ جلد ۴ /١١٧۵،حدیث ۔٨٩۶۵۔

دوسری بات یہ ہے کہ عمل دعا سے بے نیاز نہیں ہے عمل کے بغیر دعا نہیں ہو سکتی ۔

حضرت رسول خدا　　(ص) سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :

<یدخل الجنة رجلان کانایعملان عملاًواحداً،فیریٰ احدھماصاحبہ فوقہ فیقول:یارب بم اعطیتہ وکان عملناواحداً ؟
فیقول اللّٰہ تعالیٰ:سا ٔلني ولم تسا ٔلني۔
ثم قال:اسا ٔلوا اللّٰہ من فضلہ،واجزلوا فانّہ لایتعاظمہ شي ء>(　　١)

"جنت میں ایسے دومرد داخل ہو ںگے جن کا عمل ایک ہی ہو گا لیکن ان میں ایک اپنے کو دوسرے سے برتر دیکھے گا تو ایک کہے گا :
پروردگار اس کو مجھ سے زیادہ کیوں عطا کیا جبکہ ہم دونو ں نے ایک ہی عمل انجام دیا تھا ۔
پروردگار عالم جواب دیگا :اُس نے مجھ سے سوال کیا ،لیکن تم نے سوال نہیں کیا ۔
پھر فرمایا :اللہ کے فضل سے سوال کرو اور اسکے علاوہ کوئی اور چیز اسکے نزدیک بڑی نہیں ہے " یہ بھی رسول خدا　　(ص) کا ہی فرمان ہے :

<إنّ للّٰہ تعالیٰ عباداً یعملون فیعطیھم،وآخرین یسا ٔلون صادقین فیعطیھم ثم یجمعھم في الجنة،فیقول الذین عملوا:ربّنا عملنا فا ٔعطیتنا،فبمااعطیت ھٰو ٔلاء؟
فیقول:ھٰو ٔلاء عبادي ۔اعطیتکم اجورکم ولم ا ٔلتکم من اعمالکم شیئاً،و سا ٔلني ھٰو ٔلاء فا ٔعطیتھم واغنیتھم،وھوفضلي اوتیہ مَنْ اشاء>(٢)

"بیشک جن بندوں نے اس کی عبادت عمل کے ساتھ کی خداوند عالم نے ان کو عطا کیا ،اور

---

(١)وسا ئل الشیعہ جلد ۴ صفحہ نمبر ١٠٨۴ ۔حدیث/ ٨۶٠٨ ۔
(　　٢)وسائل الشیعہ ۴:١٠٨۴ ۔حدیث/ ٨۶٠٩ ۔

دوسروں نے صدق دل سے سوال کیاتو ان کو بھی عطا کیا پھر ان سب کو اس نے جنت میں داخل کر دیا تو عمل کرنے والے کہیں گے :پروردگار ہم نے عمل کیا تو تو نے ہم کو عطا کیا لیکن تو نے ان کو کیوں عطا کیا، جبکہ انھوں نے عمل نہیں کیا ؟
پروردگار کہے گا :اے میر ے بندو!میں نے تم کو تمہارے عمل کی اجرت عطاکی ،لیکن رہا تمہارا یہ سوال کہ ان کو کیوں عطا کیا ان کو غنی کیوں کیا ؟وہ تو میرا فضل ہے جس پر ہو جائے "

١٠۔ سنت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو تی

دعا کا مطلب فطرت ،کائنات ،معاشرہ اور تاریخ میں شگاف ڈا لنا نہیں ہے اور اللہ کی سنتوں میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہو سکتا۔
دعا کرنے والے کو دعا میں ان چیزوں کا سوال نہیں کر نا چاہیے جو معاشرہ ے ،تاریخ اور یا عالم فطرت وکائنا ت یا شریعت الٰہیہ کے خلاف ہو ں۔
حضرت امیر المو منین علیہ السلام سے سوال کیا گیا :

<ایّدعوة اضلّ ؟
قال:الداعي بمالایکون >(　　١)

"کو ن سی دعا سب سے زیادہ گمر اہ کرنے والی ہے ؟
آپ نے فرمایا: نہ ہو نے والی چیز کے بارے میں سوال کرنا "

حضرت امیر المو منین علیہ السلام سے مروی ہے :

<ویاصاحب الدعا لاتسا ٔل مالایکون ومالایحل>

"اے دعا کر نے والے جو چیز نہ ہو نے والی ہو اور جو چیز محال ہو اس کے بار ے میں سوال نہ کر۔

---

(۱)بحار انوار جلد ۹۳ ۔صفحہ / ۳۲۴۔

اور< مالایکون >جو چیز نہ ہو نے والی ہو یعنی معا شرے، تاریخ یا فطرت ،کا ئنات میں سنت الہٰی میں تغیر وتبد ل کی دعاکرنا ۔

اور <مالایحل >حلال نہ ہوں ،یعنی انسانی حیات میں اللہ کے نظام شریعت کی مخالفت کرنا ۔اس سلسلہ میں خدا وند عالم فرماتا ہے :

<اِنْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَاللهُ لَهُمْ >(۱)

"اگر ستر مر تبہ بھی استغفار کریں گے تو خدا انھیں بخشنے والا نہیں ہے "

۱۱۔ گنا ہوں سے اجتناب

دعا مستجاب ہو نے کی ایک شرط گنا ہوں سے اجتناب اور ان کی طرف توجہ کرنا ہے ،بیشک دعاکا جو ہر اپنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے ،کیسے انسان اللہ کی معصیت کرنے کی تمرین کرتا ہے اس کے امر اور حکم سے رو گردانی کرتا ہے ،اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتا اور اپنے کو اللہ کی بارگاہ میں کیسے پیش کرے ؟

محمد بن مسلم امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کر تے ہیں :

<انّ العبد یسأل اللّٰہ تعالیٰ الحاجة ،فیکون من شأنہ قضاؤهاالیٰ اجلٍ قریب،أوالیٰ وقت بطيءٍ،فیذنب العبد ذنباً،فیقول اللّٰہ تعالیٰ للملک :لاتقض حاجتہ،واحرمہ ایّاھا،فانّہ تعرّض لسخطي واستوجب الحرمان منّي>(۲)

"جب بند ہ اللہ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے توپر وردگار عالم کی شان یہ ہے کہ اس کی حاجت کو کچھ مدت کے بعد پورا کر ے یا کچھ تا خیر سے پورا کرے تو بندہ گناہ کر نے لگتا ہے پروردگار عالم فرشتہ سے کہتا ہے :اس کی حاجت پوری نہ کرنا، اس کو محروم اور دور رکھنا وہ مجھ سے سختی کے ساتھ پیش

---

(۱)سورئہ توبہ آیت/۰ ۸۔

(۲)اصول کا فی جلد۲صفحہ/ ۴۴۰۔

آیالہٰذا وہ مجھ سے محروم ہو نے کا سبب بنا"

حضرت رسول خدا (ص) سے مروی ہے :

<مرّموسیٰ برجل وھوساجد،فانصرف من حاجتہ وھوساجد،فقال علیہ السلام :لوکانت حاجتک بیدي لقضیتھا لک،فأوحیٰ اللّٰہ الیہ،یاموسیٰ لوسجد حتی ینقطع عنقہ ماقبلتہ (مااستجبت لہ)حتیٰ یتحوّل عمّا أکرہ الیٰ ماأُحبّ>(۱)

"ایک مرتبہ مو سیٰ علیہ السلام ایک سجدہ کر نے والے کے پاس سے گزر ے ،وہ جب سجدہ میں اپنی حاجت طلب کر کے اٹھا تو جناب مو سیٰ نے فرمایا :تم اپنی حاجت مجھ سے بیان کرو میں پورا کرونگا ،اللہ نے وحی نازل کی اے مو سیٰ یہ بندہ اگر اتنے سجدے کرے کہ اسکی گردن بھی سجدہ کی حالت میں کٹ جائے تو بھی اس کی دعا مستجاب نہیں ہو گی جب تک وہ اس ناپسند گناہ کو ترک نہ کرے"

۱۲۔ اجتماعی طور پر دعا کرنا اور مومنین کا آمین کہنا

اسلامی روایات میں مومنین کے ایک ساتھ جمع ہو کر دعا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے :

مومنین کے اللہ کی بار گاہ میں ایک ساتھ جمع ہو نے پر اللہ نے ہمیشہ ان پر رحمت نازل کی ہے۔ مو منین نے اجتماع نہیں کیا اور اللہ ان کے اس اجتماع سے را ضی نہیں ہوا مگر یہ کہ ان کا اجتماع اللہ کی رحمت سے بہت زیادہ قریب ہے اور ان پر اللہ کی رحمت اور فضل کی منا زل میں سے ہے ۔

ابن خالد سے مروی ہے کہ امام جعفرصادق علیہ السلام نے فرما یا :

<مامِنْ رهط اربعین رجلاً اجتمعوا ودعوااللّٰہ عزّوجلّ في امرالّا استجاب لهم،فان لم یکونوااربعین فأربعة یدعون اللّٰہ عزّوجلّ عشرمرّات الّااستجاب اللّٰہ لهم فانّ لم یکونوااربعة فواحد یدعوااللّٰہ اربعین مرّة،فیستجیب اللّٰہ العزیزالجبّار لهم >(۱)

---

(۱)عد ۃالداعی صفحہ /۱۲۵ ۔

" کوئی ایسا گروہ نہیں ہے کہ اگرچالیس آدمی جمع ہو کر اللہ سے دعا کریں تو خدا ان کی دعا قبول کرے گا اگر چالیس آدمی جمع نہ ہو سکیں تو چار آدمی جمع ہو کر دس مر تبہ دعا کریں تو خدا ان کی دعا مستجاب کرے گا ،اور اگر چارآدمی جمع نہ ہو سکیں تو ایک آدمی چالیس مرتبہ دعا کرے تو خداوند عزیز و جباراس کی دعا قبول کرے گا "

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مر وی ہے :

<کان أبي اذا حزنہ أمر دعاالنساء والصبیان ثمّ دعا وأمّنوا>(۲)

"میرے پدر بزرگوار جب محزون ہو تے تو مجھے اور عورتوں کو جمع کرتے پھر دعا کرتے اور ان سے آمین کہلواتے "

۱۳۔آزادانہ طورپر ،کسی تکلف کے بغیر د عا

انسان کےلئے خدا وند عالم سے آزادانہ اور کسی تکلف کے بغیر دعا کرناسب سے بہترین چیز ہے بیشک دعا کی حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ اللہ سے سوال کرتے وقت گریہ و زاری کرے گڑگڑاکر دعا ما نگے کسی طرح کاکوئی تکلف نہ کرے روایات میں وارد ہو نے والی دعا ئیں پڑھے اور دعا کرنے والا کسی طرح بھی دعا کر تے وقت اس حالت کو نہ چھو ڑے اس لئے کہ انسان اللہ سے گڑاگڑا گر دعا کر تے وقت اپنے نفس میں اس چیز کا احساس کرتا ہے جس کا وہ روایات میں وارد ہو نے والی دعا ؤں کو پڑھتے وقت احساس نہیں کر تے ہیں۔

اس لئے دعا کر تے وقت انسان کو اپنے نفس میں اس حالت کا خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ سے گڑاگڑا کر اور گریہ وزار ی کر کے دعا مانگنے میں کسی تکلف سے کام نہ لے ۔کبھی کبھی ائمہ معصو مین

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ /۵۲۵ ۔

(۲)اصول کافی جلد۲صفحہ ۵۳۵،وسائل الشیعہ جلد ۴:۱۱۴۴حدیث/۸۸۶۳۔

دعا کرنے والے کوبے تکلف ہو کر دعا کرنے کی تلقین فرماتے تھے روایات میں وارد ہو نے والی دعاؤں کے ذریعہ نہیں، اسلئے کہ کہیں ماثور ہ دعاؤں کے ذریعہ دل کی یہ بے تکلفی ختم نہ ہو جائے ۔

زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا :

<علّمنی دعاءً ۔فقال :انّ أفضل الدعاء ماجریٰ علیٰ لسانک >(۱)

"مجھ کو دعا کی تعلیم دیجئے۔

آپ نے فرمایا :سب سے افضل وہ دعا ہے جو تمہار ی زبان پرجاری ہو تی ہے"

۱۴۔نفس کو دعا، حمد وثنا ئے الٰہی،استغفار اور صلوات پڑھنے کےلئے آمادہ کرنا

دعا یعنی خودکو اللہ کی بار گاہ میں پیش کر نا اور خود کو اس کی بارگاہ میں پیش کر نے کےلئے حضور نفس کا ہو نا ضروری ہے ۔حضور نفس کی ابتد ا ء حمد وثنا ئے الٰہی سے کرے ،اس کی نعمتوں اور فضل وکرم کا شکرادا کرے ،اللہ کے حضور میں اپنے گناہوں سے استغفار کر ے ،رسول اور اہل بیت رسول پر صلوات بھیجے دعا کےلئے حضور نفس کے یہی طریقے ہیں اور انسان اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر کر نے اور اس سے سوال کرنے کیلئے اپنے نفس کو آمادہ کرے ،اکثر دعاؤں کے مقدمہ میں حمدوثنا ئے الٰہی ،شکر، استغفار اور محمد وآل محمد پر صلوات بھیجنا وارد ہو ا ہے ۔

عیص بن قاسم سے مرو ی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا : جب بھی تم میں سے کوئی ایک خدا سے حا جت طلب کرنا چاہے تو اس کو سب سے

پہلے اپنے پروردگار کی حمد وثنا کرنا چاہئے جب تم اپنی حاجتیں خدا سے طلب کرو تو اللہ کی تعریف و تمجید کرو،اور اس کی حمد و ثنا کرتے ہو ئے اس طرح کہو :
یاأجود مَنْ اعطیٰ،ویاخیرمن سُئل ویاأرحم مَنْ استُرحم،یااحد،

---

(١)الامان من الاخطار لابن طاؤس صفحہ ٣۔

یاصمد،یامن لم یلدولم یولد،ولم یکن لہ کفوااحد،یامن لم یتخذصاحبةولاولداً ٰیامن یفعل مایشاء،ویُحکم مایریدُویقضي مااُحب،یامن یحول بین المرء وقلبہ،یامن ھوبالمنظرالاعلیٰ،یامن لیس کمثلہ شيء یاسمیع یابصیر"
اور اللہ عزوجل کے اسماء کی زیا دہ تکرار کرو چونکہ خدا کے اسماء بہت ہیں اور محمد آل محمد پر صلوات بھیجو اور کہو<اللّٰھم اوسع عليّ من رزقک الحلا ل ما اکفّ بہ وجھي،واودي بہ عني(عن)امانتي،واصل بہ رحمي،ویکون عونا لي في الحج والعمرة> اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ :
"انّ رجلاً دخل المسجد فصلّی رکعتین ثم سأل اللّہ عزّوجلّ وصلّی علی النبی (ص)فقال رسول اللّہ عجّل العبد ربہ ،وجاء آخر فصلّیٰ رکعتین،ثم اثنیٰ علی اللّہ عزّوجل،ّوصلّیٰ علیٰ النبي (ص)،فقال رسول اللّہ (ص) سل تعط >(١)
"ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے دورکعت نماز پڑھنے کے بعد خدا سے اپنی حاجت طلب کی ،تو رسول اللہ (ص)نے فرمایا :اس نے اپنے رب کی عباد ت کرنے میں جلد ی کی ہے :اور دوسرا شخص مسجد میں آیا اس نے دورکعت نماز پڑھنے کے بعد خدا کی حمد وثنا کی ،نبی (ص)پر صلوات بھیجی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا :سوال کرو تا کہ تم کو عطا کیا جا ئے"
ابو کہمس نے حضرت امام جعفرصاد ق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :
<دخل رجل المسجد فابتدأ قبل الثناء علی اللّہ والصّلاة علی النبي فقال النبيعجّل العبد ربّہ ثمّ دخل آخر فصلّیٰ،واثنیٰ علی اللّہ عزّوجل،

---

(١)اصول کا فی جلد٢صفحہ۵٢۴۔وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ١١٢۶حدیث/٨٧٨۶۔

فصلّیٰ علیٰ رسول اللّہ (ص)،فقال رسول اللّہ سل تعطہ >(١)
"ایک شخص مسجد میں داخل ہو ا تو اس نے اللہ کی حمد وثنا اور نبی پر صلوات بھیجنے سے پہلے نماز پڑھنا شروع کی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اس بند ے نے اپنے رب کی عبادت کرنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے ،پھر دوسرا شخص مسجد میں داخل ہو ا اس نے نماز پڑھی اور خدا کی حمد وثنا کی اور رسول (ص)پر صلوات بھیجی تو رسول اللہ (ص) نے فرمایا :سوال کر تا کہ تجھکو عطا کیا جائے "
صفوان جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:
<کلّ دعاء یُدعیٰ اللّہ عزّوجلّ بہ محجوب عن السماء حتّی یصلیٰ علیٰ محمّد وآل محمّد>(٢)
"اللہ سے کی جانے والی دعا اس وقت تک آسمان کے پردوں سے اوپر نہیں جاتی جب تک محمد وآل محمد پر صلوات نہ بھیجی جائے '
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<لایزال الدعاء محجوباًعن السماء حتّی یصلیٰ علیٰ محمّد وآل محمّد>(٣)
"جب تک محمد وآل محمد پر صلوات نہ بھیجی جائے دعاآسمان کے پردوںسے اوپر نہیں جاسکتی ہے"

١۵۔خداسے اس کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعا کرنا

بیشک اللہ تبارک و تعالی اس بات کو پسندکرتا ہے کہ اس کے بند ے اس کو اس کے اسما ئے حسنیٰ کے ذریعہ پکاریں:

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ۱۱۲۷حدیث /۸۷۸۸۔اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۵۔
(۲)اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۸،وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ۱۱۳۵حدیث ۸۸۲۶۔
(۳)مجالس مفیدصفحہ ۶۰، وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۳۷حدیث۳۷ ۸۸۔

<قُلِ ادْعُوْااللّٰہَ اَوادْعُوْاالرَّحْمٰنَ اَیَّامَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی>(۱)
"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کہہ کر پکا رو یا رحمن کہہ کر پکا رو جس طرح بھی پکارو گے اس کے تمام نام بہترین ہیں "
اللہ کے اسما ئے حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم اسکی رحمت اور فضل کے ابواب میں سے ایک باب کی کنجی ہے ۔
شریعت اسلامیہ کی متعدد روایات میں پرور دگار عالم کو اس کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعا کرنے پربہت زیادہ زوردیا گیا ہے ،اور متعدد روایات میں وارد ہوا ہے جب مومن اللہ کو اس کے اسمائے حسنٰی کے ذریعہ دس مرتبہ پکار تا ہے تو اللہ اس کی آواز پر لبیک کہتا ہے ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<من قال یااللّٰہ عشرمرّات قیل لہ:لبیک ماحاجتک >(۲)
"جس نے دس مرتبہ یا اللہ کہا تو اس کو ندا دی جا تی ہے بولو تمہار ی کیا حاجت ہے ؟"
ابو بصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :
<من قال یااللّٰہ عشرمرّات قیل لہ:لبیک ماحاجتک؟ >(۳)
"جب بندہ سجد ے کی حالت میں دس مرتبہ یااللہ ،یاربّاہُ،یاسید اہ ُ ،کہتا ہے تو پر ورد گار اس کی دعا کو قبول کرتے ہوئے کہتا ہے : لبیک اے میرے بندے بتا تیر ی کیا حاجت ہے ؟"
عبد اللہ بن جعفر نے قرب الا سناد میں مسعد ہ بن صدقہ سے نقل کیا ہے :

---

(۱)سورئہ اسرا ء آیت۱۱۰۔
(۲)اصول کافی جلد۲صفحہ۵۴۱۔وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۳۰،حدیث/۸۷۹۸۔
(۳)وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ۱۱۳۱۔حدیث/۸۸۰۲۔

<قل عشرمرّات یااللّٰہ یااللّٰہ فانّہ لم یقلہ احدٌ مِنْ المو ٔمنین قط الّاقال لہ الربّ تبارک وتعالیٰ:لبیک یاعبدي سل حاجتک >(۱)
"دس مرتبہ یااللہ یا اللہ کہو ،جب بھی کو ئی مو من اللہ کو دس مرتبہ پکار تا ہے تو خداوند عالم اس سے کہتا ہے :لبیک میر ے بند ے بتا تیر ی کیا حاجت ہے ؟"
حضرت علی ٰبن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے : رسول خدا (ص)نے ایک شخص کو یاارحم الراحمین کہتے سناتوآپ نے اس شخص کا شانہ پکڑکر فرمایا:ھٰذا ارحم الراحمین قد استقبلک بوجہہ سل حاجتک "یہ ارحم الراحمین ہے جس نے مکمل طور پر تمہاری طرف توجہ کی ہے "(۲)

۱۶۔اپنی حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کرو

پروردگار عالم جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور ہمارا کیا ارادہ ہے، وہ ہمارے سوال سے بے نیاز ہے لیکن خداوند عالم اپنی بارگاہ میں ہماری حاجتیں پیش کرنے کوپسندکرتا ہے۔
کبھی کبھی کوئی بندہ ایسا ہوتا ہے جو اپنے کو خدا سے بے نیاز سمجھتا ہے یہاں تک کہ نہ اس سے سوال کرتا ہے اور نہ ہی اس کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کرتا ہے۔
بیشک جب انسان خدا کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتا ہے تو وہ بندہ اس سے قریب ہوتا ہے، اس سے لو لگاتا ہے،اس سے مانوس ہوتا ہے،وہ اپنے کو خدا کا محتاج ہو نے کا احساس کرتا ہے اور خداوند عالم ان تمام چیزوں کو دوست رکھتا ہے۔
جب ہم اپنے تمام امور میں اللہ سے دعا کر تے ہیں تو خداوند عالم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ ہم اس

---

(۱)قرب الا سناد جلد۲،وسائل الشیعہ جلد ۴:۱۱۳۲،حدیث/۸۸۰۹۔

(۲)محا سبة النفس :۱۴۸،وسا ئل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۳۲،حدیث /۸۸۱۵۔

سے تفصیل کے ساتھ دعا کریں اختصار کے ساتھ دعا نہ کریں ۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ االسلام سے مروی ہے:
<انّ اللّہ تعالیٰ یعلم مایرید العبد اذا دعاہ،ولکن یُحبّ ان یبث الیہ الحوائج،فاذادعوت فسمّ حاجاتک >(۱)
"بیشک جب بندہ خداوند عالم سے دعا کرتا ہے تو خدا جانتا ہے کہ بندہ کیا چاہتا ہے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ بند ہ اس کے سامنے نام بنام اپنی حاجتیں بیان کرے پس جب تم اس سے دعا کرو تو نام بنام اپنی حاجتیں بیان کرو"

۱۷۔دعامیں اصرار

دعا میں بہت زیادہ اصرار کرنے سے بندے کے خدا پر گہرے اعتماد اور خدا سے اپنی امیدیں رکھنے اور گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے، انسان کا جتنازیادہ اللهپر اعتماد ہوگا اتنا ہی وہ دعا میں اصرار کرے گا،اسکے برعکس جب انسان کا اللهپر کم اعتماد ہوتا ہے تو جب اسکی دعا قبول نہیں ہوتی تو وہ دعا کرنا چھوڑدیتا ہے اور مایوس ہوجاتا ہے۔
جس طرح دعا میں اصرار کرنے سے اللهپر اعتماد اور اس سے گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے اسی طرح دعا میں اصرار کرنے سے اللهپر زیادہ اعتماد اور اس سے گہرا لگاؤ پیدا ہوجاتا ہے۔
جتنا انسان کا اللهپر اعتماد اور اس سے لگاؤ ہوگا اتنا ہی وہ الله سے قریب ہوگا۔ اسلامی روایات میں متعدد مرتبہ دعا میں اصرار کرنے اور کسی بھی حال میں دعا کے مستجاب نہ ہونے سے مایوس نہ ہونے پر زور دیا گیا ہے۔
رسول الله (ص)سے مروی ہے :

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۰،وسائل الشیعہ جلد۴،ص۱۰۹۱حدیث ۸۶۴۲۔

<انّ اللّہ یُحبّ الملحّینَ في الدعاء >(۱)
"خداوندعالم دعامیں بہت زیادہ اصرار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"
یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے کہ:
<انّ اللّہ یُحبّ السائل اللحوح>(۲)
"خداوندعالم زیادہ اصرارکرنے والے سائل کودوست رکھتاہے "
امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:
<الدعاء ترس المؤمن ومتیٰ تکثر قرع الباب یُفتح لک >(۳)
"دعا مومن کی سپر ہے اور جب بھی وہ بہت زیادہ دروازہ کھٹکھٹائے گا تو وہ کھل جائےگا"
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:
<الدعاء یردّ القضاء بعد مااُبرم ابراماً فاکثرمن الدعاء فانّہ مفتاح کلّ رحمة ونجاح کلّ حاجة ولاینال ماعند الله عزّوجل ّ ا لاّبالدعاء وانّہ لیس باب یُکثرقرعہ ا لا اوشک انْ یفتح لصاحبہ >(۴)
"محکم و مضبوط دعا سے قضا ٹل جا تی ہے، دعائےںبہت زیادہ کرو یہ ہر رحمت کی کنجی ہے۔ہر حاجت و ضرورت کی کامیابی کا سرچشمہ ہیں اور الله کے پاس جو کچھ ہے وہ دعا کے علاوہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے،اور جب بھی کسی دروازے کو زیادہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو وہ کھٹکھٹانے والے کےلئے کھل جاتا ہے"

---

(۱)بحار الانوارجلد۹۳صفحہ۳۰۰۔
(۲)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ /۳۷۴۔
(۳)وسائل الشیعہ جلد۴/۱۰۸۵حدیث/۸۶۱۲۔
(۴)وسائل الشیعہ جلد۴/۱۰۸۶حدیث/۸۶۱۶۔

حضرت امام محمد باقرعلیہ السلام سے مروی ہے:
<انّ اللہ کرہ الحاح الناس بعضھم علیٰ بعض فی المسا ٔلة وا ٔحبَّ ذلک لنفسہ >(۱)
“خداوندعالم بعض بندوںکوبعض دوسرے بندوں کے سامنے گڑگڑانے اور خوشامد کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور اپنی بارگاہ میں اصرار کرنے کو دوست رکھتا ہے”
حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:
<فالحح علیہ في المسا ٔلة یفتح لک ابواب الرحمة >(۲)
“تم کسی مسئلہ میں اس(اللّٰہ)سے اصرار کرو تو وہ تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیگا”
ولید بن عقبہ ہجری سے مروی ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:
<واللّٰہ لایلحّ عبد مو ٔمن علیٰ اللّٰہ فی حاجتہ الّاقضاھا لہ >(۳)
“خدا کی قسم کوئی بندہ اپنی دعا میں خدا سے خوشامدنہیں کرتا مگر یہ کہ خدا اسکی دعا مستجاب کرتا ہے”
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں:
<رحم اللہ عبداً طلب من اللہ عزّ وجلّ حاجة فا ٔلحّ في الدعاء استجیب لہ ا ٔو لم یستجب ثم تلا ھذہ الآ یة<وَادْعُوْا رَبِّیْ عَسیٰ اَنْ لَااَکُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّیْ شَقِیّاً>
“خداوند عالم رحم کرے اس بندے پر جو اپنی دعا میں اصرار اور خوشامدکرتا ہے،اسکی دعا مستجاب کرے یا مستجاب نہ کرے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی :

---

(۱)بحارالانوارجلد۹۴ص۳۷۴۔
(۲)بحار الانوارجلد۷۷صفحہ/۲۰۵۔
(۳)اصول کافی صفحہ/۵۲۰۔

<وَادْعُوْارَبِّیْ عَسیٰ اَنْ لَااَکُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّیْ شَقِیّاً>۔(۱)
“اور اپنے رب کو آواز دو نگا کہ اس طرح میں اپنے پرور دگار کی عبادت سے محروم نہیں رہو نگا ”
حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے:
<سل حاجتک والح في الطلب فانَّ اللہ یحبّ إلحاح الملحّین من عبادہ المو ٔمنین>(۲)
حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ :
<سل حاجتک وا ٔلحّ فی الطلب فإنّ اللہ یُحبّ إلحاح الملحّین من عبادہ المو ٔمنین>(۳)
“خدا کی قسم کسی بندے نے اللہ سے دعا کرنے میںخوشامدنہیں کی مگر یہ کہ خدا نے اسکی دعا مستجاب فرمائی”

۱۸۔ایک دو سرے کے لئے دعا کرنا

اس سلسلہ میں عنقریب اس کتاب کی آئندہ آنے والی بحث“ دعا کے سلسلہ میں کو نسی چیزیں سزا وار ہیں اور کو نسی چیزیں سزا وار نہیں ہیں ”بیان کریں گے ،اب ہم یہاں پر صرف اتنی ہی بحث کریں گے جو دعا کے آداب اور اس کی شرطوں سے متعلق ہے ۔پس جب انسان اللہ سے دو سروں کےلئے دعا ما نگتا ہے اور اپنے اور اس دوست کے درمیان سے کینہ و نفرت دور کر دیتا ہے تو خدا وند عالم اس کےلئے دروازہ کھول دیتا ہے ۔بیشک مو منین کا ایک دو سرے سے محبت ،عطوفت اور مہر بانی کرنا دعا کرنے

---

(۱)سورئہ مریم آیت/۴۸۔
(۲)اصول کافی جلد۲ص۵۲۰۔
(۳)قرب الاسنادص۵۲۰۔

والے اور جس کےلئے دعا کی جا رہی ہے اس کےلئے اللہ کی رحمت کی کنجیوں میں سے ہے ۔
دعا کرنے والے کے سلسلہ میں معا ویہ بن عمار نے اامام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :
<الدعاء لاخیک بظھرالغیب یسوق الی الد اعي الرزق ویصرف عنہ البلاء ویقول الملک ولک مثل ذلک >(۱)
"تمہا ری نظروں سے پو شیدہ بھائی کےلئے تمہارے دعا کرنے سے تمہارے رزق میں برکت ہو تی ہے ،دعا کرنے والے سے بلائیں دور ہو تی ہیں اور فرشتہ کہتا ہے : تمہا رے لئے بھی ایسا ہی ہے جو تم نے دو سروں کےلئے دعا کی ہے (یعنی خدا وند عالم تمہارے رزق میں بھی برکت کر دے گا "
رسول اللہ (ص) سے مروی ہے :
<مَنْ دعا لموٴمن بظھرالغیب قال الملک فلک مثل ذلک > (۲)
"جو نظروں سے پو شیدہ مو من کےلئے دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے :تمہا رے لئے بھی ایسا ہی ہے ا س لئے کہ تم نے دو سرے کےلئے دعا کی ہے"
امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<دعاء المرء لاٴخیہ بظھرالغیب یدرّ الرزق وید فع المکروہ >(۳)
"انسان کا اپنے غائب مومن بھا ئی کےلئے دعا کرنے سے اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے اور اس سے بلائیں دور ہو تی ہیں "
ابن خا لد قمّاط سے مروی ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے :
<اسرع الدعاء نجحاً للإجابة دعاء الاخ لاخیہ بظھرالغیب یبداٴ بالدعاء

----

(۱)امالی طوسی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ ،بحا ر الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷۔
(۲)امالی طوسی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ ،بحا ر الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۴۔
(۳)اصول کا فی جلد۲صفحہ ۴۳۵ ،وسائل الشیعہ جلد ۴:۱۱۴۵،حدیث ۸۸۶۷۔

لاٴخیہ فیقول لہ ملک موکّل بہ آمین ولک مثلا ہ >(۱)
"سب سے جلدی وہ دعا مستجاب ہو تی ہے جو کسی بھا ئی کےلئے اس کی غیر مو جود گی میں کی جا تی ہے دعا کی ابتدا میں پہلے دو سرے کےلئے دعا کرنا شروع کرو تو اس کا موکل فرشتہ آمین کہتا ہے اور تمہا رے لئے بھی ایسا ہی ہے "
اور جس کےلئے دعا کی جا رہی ہے اس کے سلسلہ میں روایت نقل کی گئی ہے کہ:
<ادعني علیٰ لسان لم تعصني بہ ۔
قال:یارب،انّیٰ لی بذلک ؟قال:اُدعني علیٰ لسان غیرک >(۲)
اللہ تعالیٰ نے مو سیٰ بن عمران سے کہا :مجھے اس زبان سے پکار وجس زبان سے تم نے گناہ نہ کئے ہوں ۔
موسیٰ بن عمران نے عرض کیا : پالنے والے کیا میں ایسا کرسکتا ہوں؟
پروردگار نے فرمایا :مجھ سے کسی دوسرے کےلئے دعا کرو"

۱۹۔رحمت الٰہی نازل ہوتے وقت دعا

انسان پردعا کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے :
دعا کے سب سے بہترین اوقات وہ اوقات ہیں جن میں رحمت نازل ہوتی ہے ،انسان اللہ کی رحمت سے قریب ہو جاتا ہے ۔
رحمت نازل ہو نے کے بہت زیادہ اوقات ہیں :
قرآن کی تلاوت کرتے وقت ، اذان کے وقت ،بارش کے وقت ، جنگ کے دوران شہید ہوتے وقت ۔
یہ آخری وقت سب سے افضل وقت ہے چونکہ اس میں زمین والوں کےلئے اللہ کی رحمت کے

----

(۱)اصول کا فی صفحہ ۴۳۵ ،وسائل الشیعہ جلد ۴:۱۱۴۵،حدیث ۸۸۶۷۔
(۲)بجارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۴۲،عدةالداعی صفحہ/ ۱۲۸۔

دروازے کھل جاتے ہیں ۔
سکونی نے امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:
<اغتنمواالدعاء عند اربع :عند قراء ة القرآن،وعندالا ٔذان،وعند نزول الغیث،وعند التقاء الصفین للشہادة >(۱)
" چار موقعوں پر دعا کر نا غنیمت شمار کرو :قرآن کی تلاوت کرتے وقت ،اذان کے وقت بارش ہو تے وقت اور جنگ کے دوران شہید ہوتے وقت "
حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے :
<اغتنمواالدعاء عند خمسة مواطن:عند قراء ة القرآن،وعند الا ٔذان، وعند نزول الغیث،وعند التقاء الصفین للشہادة ،وعند دعوة المظلوم ،فإنّہالیس لہاحجاب دون العرش >(۲)
"پانچ مقا مات پر دعا کرنا غنمیت سمجھو : تلاوت قرآن کے وقت ،بار ش ہوتے وقت ، جنگ میں شہادت کےلئے لڑتے وقت اور مظلوم کےلئے دعا کرتے وقت ان پانچو ں وقتوں میں دعا کرنے میں عرش الٰہی کے علاوہ کو ئی حجاب نہیں ہے "
حضرت امیر المو منین علیہ السلام کا ہی فرمان ہے :
<مَنْ قرأ ٔ مائة آیة من القرآن،من ايّ القرآن شاء ثم قال:یاالله سبع مرات فلودعا علی الصخرة لقلعہاإنْ شاء الله >(۳)
"اگر کوئی شخص کسی جگہ سے بھی قرآن کی سو آیات کی تلاوت کرنے کے بعد سو مرتبہ یا الله

---

(۱)۱صول کافی جلد۲صفحہ۵۲۱،وسائل الشیعہ جلد ۴صفحہ۱۱۱۴،حدیث /۸۷۳۹۔
(۲)وسائل الشیعہ جلد ۴ :۱۱۱۵،حدیث/ ۸۷۴۲ ۔
(۳)ثواب الاعمال الصدوق صفحہ ۵۸ ۔

کہے اور وہ پہاڑکےلئے دعا کرے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جا ئے انشا ء اللہ "
امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<کان ا ٔ بی اذاطلب الحاجة طلبہاعند زوال الشمس،فاذا اراد ذلک قدّم شیئاًفتصدق بہ وشم شیئاًمن طیب،وراح الی المسجدودعا في حاجتہ بما شاء الله>(۱)
" میرے والد بزر گوار زوال کے وقت اپنی حاجت طلب کرتے تھے ،جب آپ حاجت طلب کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے صدقہ دیتے خوشبو لگاتے مسجد جاتے اور اللہ سے اپنی حاجتیں طلب فرماتے "
۲۰۔آدھی رات کے وقت دعا
رات میں تنہا ئی میں اپنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے کا عظیم اثر ہے ، اللہ کی رحمت انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہے ،انسان رات کے آخر ی حصہ میں اپنے نفس کو خدا کی طرف متوجہ ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں پاتا ، رات کے آخری حصہ میں انسان خدا کی رحمت کا استقبال کرنے کےلئے آمادہ ہوجاتا ہے اور خدا وند عالم نے رات کے آخری حصہ میں وہ رحمتیں اور بر کتیں قرار دی ہیں جو دن اور رات کے دوسرے حصوں میں نہیں قرار دی ہیں ۔
اور اسلامی روایات میں غور و فکر کرنے والے کےلئے اس میں کو ئی شک کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تمام وقت برابر نہیں ہیں ۔اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ اوقات ہیں جن میں انسان پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھلتے ہیں ، بہت سے اوقات ہیں جن میں انسان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے البتہ یہ اوقات بہت ہی افضل ہیں اور رات کے آخری حصہ میں اللہ کی رحمت زیادہ نازل ہوتی ہے ۔
خدا وند عالم کا ارشاد ہے :
<یَاَاَیُّہَاالْمُزَّ مِّلْ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّاقَلِیْلاً نِصْفَہُ اَونْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلاً اَوْزِدْعَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلاًاِنَّاسَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاًثَقِیْلاً اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْاًوَّاَقْوَمُ قِیْلاً>(۱)

"اے میرے چادر لپیٹنے والے رات کو اٹھو مگر ذرا کم آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کردو یا کچھ زیادہ کرو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر با قا عدہ پڑھو ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نا زل کرنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کی پامالی کےلئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے "

مفضل بن عمر ونے امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے :

"کان فیماناجیٰ اللّٰہ بہ موسیٰ بن عمران اٴنْ قال لہ:یابن عمران،کذّب مَنْ زعم اٴنّہ یحبني،فاذاجنّة اللیل نام عنّي،الیس کل محبّ یحبّ خلوةحبیبہ ؟هاانا یابن عمران مطّلع علیٰ احبائي،اذاجنّهم اللیل حوّلت ابصارهم فی قلوبهم ومثلت عقوبتي بین اٴعینهم ،یخاطبوني عن المشاهدة،ویکلموني عن الحضور۔

یابن عمران،هبّ لي من قلبک الخشوع،ومن بدنک الخضوع،ومن عینیک الدموع،وادعني فی الظلمات فانّک تجدني قریباًمجیباً"(۲)

"جب موسیٰ بن عمران نے اللہ سے منا جات کی تو اللہ نے فرمایا :اے موسیٰ جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے تو تم اس کی تکذیب کرو ، جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو وہ سو جاتا ہے کیا ہر محبوب اپنے حبیب سے تنہائی میں ملنا نہیں چاہتا ؟ آگاہ ہو جاوٴ اے ابن عمران میں اپنے دوستوں کو بخوبی جانتا ہوں جب رات کی تا ریکی چھا جا تی ہے تومیں ان کی آنکھوںکوان کے دلوں کی طرف پھیر دیتا ہوں اپنی عقوبت کو ان کی نظروں میں مجسم کر دیتا ہوںوہ دیکھنے کے بجا ئے مجھ سے خطاب کر تے ہیں اور حاضر ہو نے کے بجا ئے مجھ سے ڈرتے ہیں۔

اے ابن عمران تم اپنے دل سے خشوع ، اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھوں کے

----

(۱)سورئہ مزمل آیت ۱/۔۶۔

(۲)مجالس المفید صفحہ ۲۱۴ ، وسائل الشیعہ جلد ۴ :۱۱۴۲۵حدیث ۸۷۸۱ ۔

آنسوؤں کو میرے لئے بہہ کردو اور تاریکیوں میں مجھے پکارو پس تم مجھے اپنے سے قریب اور دعا قبول کرنے والا پاؤ گے "

اس روایت میں کئی باتیں غور طلب ہیں لیکن ہم بحث کے طولانی ہو جانے کی وجہ سے ان سے قطع نظر کرتے ہیں ۔شب اولیائے الٰہی کےلئے آتی ہے اور ان کو زند گا نی اور اس کی مصروفیات سے رو ک دیتی ہے گو یا شب انسان کو ان مصروفیات دنیا کے درمیان سے جدا کر دیتی ہے جو اس کو خداوند عالم کی طرف متوجہ ہو نے سے روک دیتے ہیں اور یہ رات کی تنہا ئی کی فرصت ہو تی ہے جس میں انسان کے سامنے ذات الٰہی کسی رکا وٹ کے بغیر سا منے ہو تی ہے اور وہ اس خلوت میں خدا وند عالم سے لو لگاتا ہے ۔

جو یہ گمان کر تاہے کہ وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے لیکن جب رات چھا جا تی ہو تو انسان جس کو دو ست رکھتا ہے اس کے حضور میں مناجات اور تضرع کرنے کے بجا ئے سوجا ئے تو وہ شخص جھوٹا ہے کیا ہر حبیب اپنے محبوب کی خلوت کو پسند نہیں کرتا ؟

جب تا ریکی ٴ شب چھا جا تی ہے اور ہم زندگی کے مشکلات سے فارغ ہو جا تے ہیں تو ہماری دن میںپراکندہ ہو جانے والی قوت بصارت اور سما عت یکجا ہو جا تی ہے اور باہر سے اندر کی طرف چلی جا تی ہے دل میں زند گی کی زحمت سے اس دل کے اندر چلی جا تی ہے جو انسانی زند گی میں بصیرت و نور کا سرچشمہ ہے اس وقت ہما ری بکھری ہو ئی بصیرت اکٹھی ہو جا تی ہے اور باہر سے اندر کی طرف چلی جا تی ہے اور خداوند عالم اس وقت قلب انسا نی کےلئے بصیرت و نور کے دروازے کھول دیتا ہے اس جملہ "اذاجنّهم اللیل حوّلت ابصارهم فی قلوبهم "کا یہی مطلب ہے اس وقت انسان خود کو خداوند عالم کی بارگاہ میں حا ضر پاتا ہے اور غضب و رحمت الٰہی کو اپنے سا منے مجسم دیکھتا ہے تو جب وہ خداوند عالم سے مخا طب ہوتا ہے تو مشاہدہ اور حا ضری کی بنا پر مخا طب ہوتا ہے دور ی اور غیر حا ضری کی بنا پر نہیں اور اس فقرہ "یخاطبوني عن المشا ہدة "کا یہی مطلب ہے اور

جب وہ خداوند عالم سے بات کرتا ہے تو خداوند عالم کو حا ضر سمجھ کر بات کرتا ہے غائب سمجھ کر بات نہیں کرتا ہے اور اس فقرہ "یکلمونی عن الحضور"کا یہی مطلب ہے ۔ اس کی نظروں میں عقوبت اور عذاب الٰہی مجسم ہو جاتا ہے اور اس فقرہ "مثّلت عقوبتي بين اعينهم"کا یہی مطلب ہے حبیب کی مو جود گی کی انسیت نیز ان کی نظروں میں مجسم عقوبت کا خوف نیند کا سکون چھین لیتا ہے اور بھلا وہ کیسے سو سکتا ہے جو خود کو رات کی خلوت میں اپنے حبیب کے سامنے پا ئے ؟اور اس کوکیسے اونگھ آ سکتی ہے جبکہ وہ اپنی نظروں میں عذاب الٰہی کو مجسم دیکھ رہا ہو؟

یہ حالت یعنی قوت بصارت کے خارج سے اندرکی جا نب چلے جا نااور دن میں پرا گندہ ہو نے کے بعد رات میں اکٹھا ہو جا نے کا فطری نتیجہ ہے ۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اپنے معروف خطبہ متقین میں فرماتے ہیں :

<اَمَّااللَّیْلُ فَصَافُّوْنَ اَقْدَامَهُمْ ،تَالِیْنَ لِاَجْزَاءِ الْقُرْآنِ یُرَتِّلُوْنَهَا تَرْتِیْلاً، یُحَزِّنُوْنَ بِہِ اَنْفُسَهُمْ وَیَسْتَثِیْرُوْنَ بِہِ دَوَاءَ دَائِهِمْ.فَاِذَا مَرُّوْابِآیَةٍ فِیْهَا تَشْوِیْقٌ رَکَنُوْا اِلَیْهَاطَمَعاًوَتَطَلَّعَتْ نُفُوْسُهُمْ اِلَیْهَا شَوْقاً،وَظَنُّوا اَنَّهَا نُصُبَ اَعْیُنِهِمْ.وَاِذَامَرُّوْابِآیَةٍ فِیْهَا تَخْوِیْفٌ اَصْغَوْااِلَیْهَامَسَامِعَ قُلُوْبِهِمْ وَظَنُّوْااَنَّ زَفِیْرجَهَنَّمَ وَشَهِیْقَهَافِیْ اُصُوْلِ آذَانِهِم، فَهُمْ حَانُوْنَ عَلیٰ اَوْسَاطِهِمْ مُفْتَرِشُوْنَ لِجِبَاهِهِمْ وَاَکُفِّهِمْ وَرُکَبِهِمْ وَاَطْرَافِ اَقْدَامِهِمْ یَطْلُبُوْنَ اِلیَ اللّٰہِ تَعَالیٰفِیْ فَکَاکِ رِقَابِهِمْ وَاَمَّاالنَّهَارفَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ اَبْرَارٌاَتْقِیَاء>(۱)

"رات ہو تی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہرکر تلا وت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم و اندوہ تا زہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈھتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلا ئی گئی ہو ،تو اس کی طمع میں اس طرف جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تا بانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف)منظر ان کی نظروں کے سا منے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس میں (جہنم)سے ڈرایا گیا ہو تو اس کی جا نب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ و پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے ،وہ (رکوع) میں اپنی کمریں جھکا ئے اور (سجدہ میں اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنا رے (انگوٹھے) زمین پر بچھا ئے ہو ئے ہیں اور اللہ سے گلوئے خلا صی کے لئے التجا ئیں کرتے ہیں ۔دن ہو تا ہے تو وہ دانشمند عالم ،نیکو کار اور پرہیز کار نظر آتے ہیں "

نہج البلاغہ میں ہی حضرت امیر المو منین علیہ السلام نوف بکا لی سے رات کی تعریف یوں بیان فر ما تے ہیں :یَانُوْفِ اِنَّ دَاوٗد(ع)قَامَ فِیْ مِثْلِ هٰذِالسَّاعَةِ مِنَ اللَّیْلِ،فَقَالَ:اِنَّهَا سَاعَةٌ لَایَدْعُوْ فِیْهَا عَبْدٌ اِلَّااسْتُجِیْبَ لَہُ>(۱)

"اے نوف بیشک داود علیہ السلام رات کے اس حصہ میں عبادت کے لئے کھڑے ہو تے تھے ،پھر فرمایا :یہ وہ وقت ہے کہ جس میں دعا کرنے والے کی دعا ضرور مستجاب ہو تی ہے "

حضرت رسول اللہ (ص) سے مروی ہے ؟

<اذاکان آخراللیل یقول اللہ عزّوجلّ:هل من داع فأُجیبہ ؟وهل من سائل فأُعطیہ سؤلہ ؟وهل من مستغفرفاغفرلہ ؟ هل من تائب فاتوب علیہ >

"جب رات کا آخری حصہ آتا ہے تو اللہ عزوجل کہتا ہے: ہے کوئی دعا کر نے والا جس کی دعا قبول کی جا ئے ؟ہے کوئی سوال کرنے والا جس کواس کے سوال کا جواب دیا جائے ؟ہے کو ئی استغفار کرنے والا کہ اس کی بخشش کرو ں ؟ ہے کوئی تو بہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کرو ں ؟ ۔

---

(۱)نہج البلاغہ دو سری قسم صفحہ ۱۶۵۔

۲۱۔دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے اور سرپر پھیرنا

امام جعفرصادق علیہ السلام سے مروی ہے :
<ماابرزعبد یده الی اللّٰہ العزیزالجبارالااستحیااللّٰہ عزّوجلّ ان یردّھا صفراً،حتیٰ یجعل فیھامن فضل رحمتہ مایشاء،فاذا دعا احدکم فلایردّ یده حتّیٰ یمسح علیٰ وجھہ وراٴسہ>(۱)
"کو ئی بنده اپنے ہاتھ خدائے عزیز و جبار کے سامنے نہیں پھیلا تا مگر یہ کہ خداوند عالم اس کو خالی ہاتھ واپس کرنے پر حیا محسوس کرتا ہے اور اپنے فضل و رحمت سے جو کچھ چاہتا ہے اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے لہٰذا تم میں سے کو ئی دعا کرے اور اپنے ہاتھ ہٹائے تو وه اپنے ہاتھوں کو چہرے پر مل لے "

----
(۱)اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۳۴۲؛من لا یحضر ه الفقیہ جلد ۱ صفحہ ۱۰۷؛بحارالانوار جلد ۹۳صفحہ ۳۰۷۔

موانع اوررکا وٹیں

کو نسی چیزیں دعا کے اللّٰہ تک پہنچنے میں مانع ہوتی ہیں ؟
اس بحث میں ہم اس سوال کا جواب پیش کریں گے انشاءَ اللّٰہ ۔
بیشک دعا کے بارے میں جیسا کہ کہا گیاہے کہ دعا وه قرآن صاعد ہے جو اللّٰہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کے بالمقابل ہے ۔نازل ہونے والے قرآن میں عبودیت ،بنده کوصرف خود کو خدا کی بارگاه میں پیش کرنے اور صرف اسی سے لولگا نے کی دعوت دی گئی ہے اور قرآن صاعد میں اس دعوت پر لبیک کہی گئی ہے۔
لیکن یہاں پر کچھ ایسے موانع ہیں جو دعاؤں کو اللّٰہ کی بارگاه میں پہنچنے سے روک دیتے ہیں اور اللّٰہ کی بارگاه میں ان دعاؤں کے پہنچنے سے روکنے والے اہم موانع گنا ه اور معصیتیں ہیں دعا ء کمیل میں واردہوا ہے :<اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تَحْبِسُ الدُّعَاءَ >
"خدا یا میرے ان تمام گنا ہوں کو بخش دے جو دعا ؤں کو قبول ہو نے سے روک دیتے ہیں "
اور اسی دعا ء کمیل میں آیاہے :<فَاٴَسْاٴَلُکَ بِعِزَّتِکَ اَنْ لَا یَحْجُبَ عَنْکَ دُعَائِیْ سُوْءُ عَمَلِیْ >
"میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری عزت کے واسطے سے کہ میری بد عملی میری دعا کو پہنچنے سے نہ روکے "
ہم عنقریب ان موانع (رکاوٹوں)کی تحلیل کریں‌گے انشاء اللّٰہ :
گناه بارگاه خدا کی راه میں ایک رکاوٹ

حیات انسان میں گناہوں کے دوائر ہوتے ہیں :

۱۔گناہ انسان اور خداوند عالم کے درمیان حائل ہوجاتے ہیں ،انسان خدا سے منقطع ہوجاتا ہے اس کےلئے اپنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے اور اس سے لولگا نے کا امکان ہی نہیں رہتا ،اور نہ ہی اس کےلئے دعا کرنا ممکن ہوتا ہے بیشک دعاکا مطلب اپنے کو خدا وند عالم کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے ۔

جب گناہ ،گناہ کرنے والے کو خدا تک پہنچا نے میں مانع ہوجاتے ہیں تو اس کی دعا میں بھی مانع ہوجاتے ہیں ۔

۲۔گناہ دعا کو اللہ تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں ،چونکہ جب دعا اللہ تک پہنچتی ہے تو خدا اس کو مستجاب کرتا ہے ،یہ خدا کے شایان شان نہیں کہ جب کسی بند ے کی دعا اس تک پہنچے تو وہ عاجز ہو جائے یا بخل سے کام لے ،بیشک دعا کی عاجز ی یہ ہے کہ وہ خدا تک نہیں پہنچتی ہے :کبھی کبھی گنا ہ انسان کو دعا کرنے سے مقید کردیتے ہیں اور کبھی کبھی دعا کو اللہ تک پہنچنے میں مقید کردیتے ہیں ۔

ہم ذیل میں اس مطلب کی وضاحت کررہے ہیں :

اخذ اور عطا میں دل کادوہرا کردار

بیشک قلب ایک طرف تو خدا وند عالم سے رابطہ کےلئے ضروری چیزیں اخذ کرتا ہے اور اس سے ملاقات کرتا ہے ،اور دوسری طرف ان چیزوں کو عطا کرتا ہے جیسے حملہ آور قلب جو خون کو پھینکنے واپس لا نے اور لوگوں کے درمیان سے اکٹھا کرنے کا کام دیتا ہے۔

جب دل میں انسان کو ملا نے اور خدا وند عالم سے مر بوط کرنے کی صلا حیت ختم ہو جا ئے تو گویا اس نے اپنی ساری اہمیت کھو دی اور اس کو کو ئی فائدہ نہیں ہوا جیسے وہ دل جو پوری طرح حملہ آور ہے۔

دل اس لینے دینے میں ایک طرف توخداوند عالم کی جانب سے ہدایت ،نو رانیت اور آگا ہی حاصل کرتاہے اور دو سری طرف انسان کو اس کی حرکات و گفتار اور مو قف عمل میں یہ ہدایت اور نو رانیت عطا کرتے ہیں

پہلی شق (اللہ سے ملاقات اور اخذ کرنا)کے سلسلہ میں خداوندعالم فرماتاہے :

<وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْالَوْلَانُزِّلَ عَلَیْہِ الْقُرْآنُ جُمْلَةًوَاحِدَةً کَ ذٰلِکَ لِنُثَبِّتَ بِہِ فُوٴَادَکَ وَرَتَّلْنَاہُ تَرْتِیْلاً >(۱)

"اور کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر اِن پر یہ قرآن ایک دفعہ کل کا کل کیوں نہیں نازل ہوگیا۔ہم اسی طرح تدریجا نازل کرتے ہیں تاکہ تمہارے دل کو مطمئن کرسکیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے "

تو قرآن رسول کے قلب مبارک پرایک دم اور آہستہ آہستہ نا زل ہو تا تھا اور دلوں کو تقویت بخشتا تھا نیزیہ دل اس سے نو رانیت اور ہدایت حا صل کرتے تھے ۔

خداوندعالم کا ارشاد ہے :

<اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَاباًمُتَشَابِھاً مَثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْن یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِاللّہِ >(۲)

"اللہ نے بہترین کلام اس کتاب کی شکل میں نازل کیا ہے جس کی آیتیں آپس میں ملتی

----

(۱)سورئہ فرقان آیت ۳۲۔

(۲)سورئہ زمر آیت ۲۳۔

جلتی ہیں اور بار بار دُہرائی گئی ہیں کہ ان سے خوف خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کے بعد ان کے جسم اور دل یاد خدا کےلئے نرم ہو جاتے ہیں"

قلوب، قرآن سے خشوع وخضوع اخذ کرتے ہیں ،نرم ہو جاتے ہیں خدا کی ہدایت اور اس نور کے ساتھ رابطہ پیدا کرتے ہیں جس کو خداوند عالم نے بندوں کی

طرف بھیجا ہے کیونکہ قرآن خداوند عالم کی طرف سے ہدایت اور ایسا نور ہے جس کو خداوند عالم نے بندوں کی جانب بھیجا ہے نیز یہ قرآن خداوند عالم کا بربان اور مخلوق پر حجت ہے ۔

خدا وند عالم کا ارشاد ہے :

<یَا أَیُّهَاالنَّاسُ قَدْجَآءَ کُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَااِلَیْکُمْ نُوْراً مُبِیْناً >(١)

"اے انسانو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے بربان آچکا ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور بھی نازل کردیا ہے "

یہ نور اور ہدایت مو منین اور متقین لوگوں کے دلو ں سے مخصوص ہے وہ اس نور کو اخذ کرتے ہیں اور اس سے متأثر ہوتے ہیں :

<هَذَابَیَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدیً وَمَوْعِظَةٌلِلْمُتَّقِیْنَ >(٢)

"یہ عام انسانوں کےلئے ایک بیان حقائق ہے اور صاحبان تقویٰ کےلئے ہدایت اور نصیحت ہے'

< هٰذَابَصَائِرُمِنْ رَبِّکُمْ وَهُدیً وَرَحْمَةٌلِقَوْمٍ یُوْ مِنُوْنَ >(٣)

"یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے دلائل ہدایت اور صاحبان ایمان کےلئے رحمت کی حیثیت رکھتاہے "

---

(١)نساء آیت/١٧۴)

(٢)سورئہ آ ل عمران آیت/ ١٣٨۔

(٣)سورئہ اعراف آیت/ ٢٠٣۔

دل کےلئے یہ پہلا دور ہے جو اللہ سے ہدایت ،نور ،بصیرت اور بر ہان حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے بندوں کےلئے نور اور ہدایت نازل کیا ہے ان سے مخصوص ہوتا ہے ۔

دلوں کےلئے دوسرامرحلہ تو سعہ اور عطا

اس مرحلہ میں قلوب ایسے نور اور ہدایت کو پھیلاتے ہیں جو ان کو خداوند عالم کی جا نب سے ملا ہوتا ہے اوریہ قلوب انسان کی حر کت ،گفتار ،مو قف ،روابط اور اقدامات کو نور عطا کرتے ہیں اس وقت انسان نو رالٰہی اور ہدایت الٰہی کے ذریعہ آگے بڑھتا ہے نور خدا اور ہدایت خدا سے تکلم کرتا ہے نور خدا اور ہدایت کے ذریعہ اپنامو قف معین کرکے لوگوں کے درمیان چلتا ہے ۔

<اَوَمَنْ کَانَ مَیْتاً فَاَحْیَیْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَہُ نُوْراً یَمْشِیْ بِہِ فِیْ النَّاسِ> (١)

"کیا جو شخص مُردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیااور اس کےلئے ایک نور قرار دیاجس کے سہارے وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے "

<یَااَیُّهَاالَّذِ یْنَ آمَنُوااتَّقُوااللهَ وَآمِنُوْابِرَسُوْلِہِ یُوْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَحْمَتِہِ وَیَجْعَلْ لَکُمْ نُوْراً تَمْشُوْنَ بِہِ وَیَغْفِرْلَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْررَحِیْمٌ >(٢)

"ایمان والو اللّٰہ سے ڈرو اور رسول پر واقعی ایمان لے آؤ تا کہ خدا تمھیں اپنی رحمت کے دہرے حصے عطا کردے اور تمہارے لئے ایسا نور قرار دیدے جس کی روشنی میں چل سکو اور تمھیں بخش دے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے "

یہ نور جس کے ذریعہ مومنین کا ایک دوسرے سے رابط برقرار رہتا ہے ،اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کی صفوں میں گھوما کرتے ہیں ،ان کی سیاست ،یاتجارت یاحیات انسانی کے دوسرے تمام

---

(١)سورئہ انعام آیت/ ١٢٢۔

(٢)سورئہ حدیدآیت/ ٢٨۔

کا موں میں لگے رہتے ہیں یہ خداوندعالم کا وہ نور ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کےلئے بھیجا ہے :
<وَمَنْ لم یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہُ نُوْراً فَمَالَہُ مِنْ نُوْرٍ >(۱)
“اور جس کےلئے خدا نور قرار نہ دے اس کے لئے کو ئی نور نہیں ہے ”
یہ وہ نور ہے جو اللہ کی طرف سے قلب میں ودیعت کیا جاتا ہے پھر اس کے ذریعہ دل، انسان کی بینائی ،سماعت اور اس کے اعضا وجوارح کی طرف متوجہ ہو تا ہے ۔
اس اخذ اور عطا میں دل کا کردار درمیانی ہوتاہے نور اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اس کے ذریعہ انسان اپنا راستہ ،اپنی تحریک ،کلام اور موقف اختیار کرتا ہے ۔
یہ دل کے صحیح و سالم ہو نے کی علا مت ہے اور وہ قرآن کو صحیح طریقہ سے اخذ کرتا ہے ،اور اسکو عطا کرتا ہے جس طرح سرسبز زمین نور ،ہوا اور پانی کو اخذ کر تی ہے اور طیب و طا ہر پھل دیتی ہے۔
حضرت امرالمومنین علیہ السلام قرآن کی صفت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں: <کتاب اللّٰہ تبصرون بہ وتنطقون بہ وتسمعون بہ >
“یہ اللہ کی کتاب ہے جس کے ذریعہ تمھیں سجھا ئی دیتا ہے اور تمہاری زبان میں گو یا ئی آتی ہے اور (حق کی آواز)سنتے ہو ”
جب دل صحیح وسالم نہ ہو تو اس میں اللہ سے لولگانے کی خاصیت مفقود ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کا استقبال کرنے پر متمکن نہیں ہو تا۔
جب دل میں اللہ کی طرف سے نازل ہو نے والے قرآن کا استقبال کر نے کی قدرت نہ ہو گی تو وہ نماز اور دعا کے ذریعہ قرآن صاعد کو اللہ تک پہنچا نے پر قادر نہیں ہو سکے گا ۔

----
(۱)سورئہ نورآیت/ ۴۰ ۔

اس حالت کو انغلاقِ قلب(دل کا بند ہوجانا) کہا جاتا ہے خداوند عالم فرماتا ہے:
<صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَہُمْ لاَیَرْجِعُوْنَ >(۱)
“یہ سب بہرے ،گونگے ،اور اندھے ہو گئے ہیں اور اب پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں ”
بہرااور اندھا نور کا استقبال کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے اسی طرح جو بولنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو فطری طور پر گو نگا کہاجاتا ہے ۔
پروردگار عالم بنی اسرائیل سے فرماتا ہے :
<ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَہِیَ کَالْحِجَارَةِاَوْاَشَدُّ قَسْوَةً>(۲)
“پھر تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے پتھر یا اس سے بھی کچھ زیادہ سخت ”
بیشک پتھر، نور ،ہو ااور پانی کا استقبال کرنے پر متمکن نہیں ہوتا ہے اور نور ،ہو ااور پانی میں سے جو کچھ بھی اس پر گرتا ہے اس کو واپس کردیتا ہے اور یہ فطری بات ہے کہ وہ ثمر دینے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے ،بلکہ ثمر تو وہ زمین دیتی ہے جس میں نور ،ہوا اور پانی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے
اسی طرح جب دل صحیح وسالم نہیں ہوتا تو وہ نور کا استقبال نہیں کرتا اور نہ ہی نور سے استفادہ کرپاتا ہے اسی کومکمل انغلاق کی حالت کہاجاتا ہے اور وہ حالت (دل کا مرجانا)جس میں دل ہر طرح کی حیاتی چیز سے بے بہر ہ ہوجاتا ہے یعنی زندہ دل کی طرح اس میں کسی چیز کو لینے یادینے کی طاقت باقی نہیں رہ جاتی اور جس دل میں یہ خاصیت نہ پائی جاتی ہو وہ زندگی کا ہی خاتمہ کردیتا ہے۔
خداوندعالم دل کے مردہ ہو جانے کے متعلق فرماتا ہے :

----
(۱)سورئہ بقرہ ۱۸۔
(۲)سورئہ بقرہ ۷۴۔

<اِنَّ اللهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَاءُ وَمَااَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِیْ القُبُوْرِ >(۱)
“اللہ جس کو چا ہتا ہے اپنی بات سنا دیتا ہے اور آپ انھیں نہیںسنا سکتے جو قبروں کے اندر رہنے والے ہیں ”
اور یہ فرمان خدا :<اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتیٰ وَلَاتُسْمِعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ> (۲)
“آپ مُردوں کواور بہروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے ہیں اگر وہ منھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں ”
خدا وند عالم یہ فر ما تا ہے :
<وَسَوَائٌعَلَیْهِمْ اٴَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَایُوٴْمِنُوْنَ> (۳)
“اور ان کےلئے سب برابر ہے آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں ”
آوازاور انداز میں کوئی عجزو کمی نہیں ہے بلکہ یہ میت کی کمی اور عاجزی ہے کہ وہ کسی چیز کو سننے کی قابلیت نہیں رکھتی ہے ۔
دل کی اسی حالت کواس (دل) کا مرجانا ،بند ہو جانا اور اللہ سے منقطع ہو جا نا کہا جاتا ہے ۔
اس قطع تعلق اوردل کے بند ہوجانے کی کیا وجہ ہے ؟
دلوں کے منجمد ہونے کے اسباب
اسلامی روایات میں دلو ں کے منغلق ہو نے اور ان کے اللہ سے منقطع ہو جانے کے دواہم اسباب پر زور دیا گیا ہے :

----
(۱)سورئہ فاطرآیت/۲۲۔
(۲)سورئہ نمل آیت /۸۰ ۔
(۳)سورئہ یس آیت/۱۰۔

۱۔اللہ کی آیات سے اعراض روگردانی اور ان کی تکذیب ۔
۲۔گناہوں اور معصتیوں کا ارتکاب۔
خداوندعالم ارشاد فرماتا ہے :
<وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْابِاٰیَاتِنَاصُمٌّوَبُکْمٌ فِی الظُّلُمٰاتِ >(۱)
“اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی وہ بہرے گونگے تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں ”
اس آیہٴ کریمہ میں اللہ کی آیات کی تکذیب، لوگوں کی زند گی میں تاریکیو ںکے بس جانے اور ان کے گونگے ہوجانے کا سبب ہے ۔
خدا وند عالم فرماتا ہے:
<وَاِذَاتُتْلیٰ عَلَیْهِ آیَاتُنَا وَلّیٰ مُسْتَکْبِراً کَاٴَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَاکَاٴَنَّ فِیْ اُذُنَیْهِ وَقْراً>(۲)
“اور جب اس کے سامنے آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو اکڑکر منھ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں ہے اور جیسے اس کے کان میں بہرا پن ہے ”
ہم اس آیہٴ کریمہ میں اللہ کی آیات سے رو گردانی ان سے استکبار کے درمیان ایک متبادل تعلق کامشاہدہ کرتے ہیں۔
اسی پہلے سبب کو اعراض و روگردانی کہا جاتا ہے ۔
اور دوسرے سبب(گناہ)کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے :
----
(۱)سورئہ انعام آیت /۳۹۔
(۲)سورئہ لقمان آیت /۷۔
<کَلاَّبَلْ رَانَ عَلیٰ قُلُوْبِهِمْ مَّاکَانُوْایَکْسِبُوْنَ >(۱)
“نہیں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے”

آیہٴ کریمہ میں صاف طور پر یہ واضح کردیا گیا ہے کہ جن گناہوں کو انسان
کسب کرتا ہے وہ دل کو زنگ آلود کردیتے ہیں جن کی وجہ سے دل پر پردہ پڑجاتا ہے
اور وہ اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔

گناہوں سے دلوں کااُلٹ جانا

انسان جب بار بار گناہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل خدا سے منقطع ہو جاتا
ہے اور جب دل خدا سے منقطع ہو جاتا ہے تو وہ برعکس (پلٹ جانا)ہوجاتا ہے گو یا او
پر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہوجاتا ہے اور اس کے تمام خصو صیات ختم ہو
جاتے ہیں ۔
امام جعفرصادق علیہ السلام سے مرو ی ہے :
<کان اٴبي یقول:مامن شيٴ افسد للقلب من خطیئتہ،انّ القلب لیواقع
الخطیئة،فلاتزال بہ حتّیٰ تغلب علیہ،فیصیراعلاہ اسفلہ >(۲)
"میرے والد بزرگوار کا فرمایا کرتے تھے : انسان کی خطا و غلطی کے علاوہ
کوئی چیز انسان کے دل کو خراب نہیں کرسکتی ،بیشک اگر دل خطا کر جائے تو وہ
اس پر ہمیشہ کےلئے غالب آجاتی ہے یہاں تک کہ دل کا او پر والا حصہ نیچے اور
نیچے کا حصہ او پر آجاتا ہے "
اور یہ بھی امام جعفرصادق علیہ السلام کا فرمان ہے :
<اذااذنب الرجل خرج في قلبہ نکتة سوداء،فان تاب انمحت،وان زاد زادت ،حتّیٰ
تغلب علیٰ قلبہ،فلایفلح بعدھااٴبداً >(۳)

---

(۱)سورئہ مطففین آیت/۱۴۔
(۲)بحا ر الانوار جلد ۷۳ صفحہ/ ۴۱۲ ۔
(۳)بحار الا نوارجلد ۷۳صفحہ ۳۲۷۔

" جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے
اگروہ تو بہ کرلیتا ہے تو وہ مٹ جاتا ہے ، اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بھی بڑ
ھتا جاتا ہے یہاں تک کہ پور ے دل پر غالب آجاتا ہے اور پھر کبھی وہ اس (دل)پر کا
میابی نہیں پا سکتا ہے "

گناہوں کے ذریعہ انسان کے دل سے حلاوت ذکر کا خاتمہ

اللہ کے ذکر کےلئے مومنوں کے دلوں میں حلاوت پائی جاتی ہے ، اس
حلاوت و شیرینی سے بلند تر کو ئی حلاوت نہیں ہے ، لیکن جب انسان خداوند
عالم سے روگردانی کر لیتا ہے تو وہ حلاوت بھی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا حلاوت
ذکر کا ذائقہ چکھنے والوں میں شمار نہیں کیا جاتا ہے جیسے بیمار انسان جو اپنی
تند رستی کھو بیٹھتا ہے تو اس کی قوت ذائقہ بھی مفقود ہوجاتی ہے نہ یہ کہ کھا
نے والی چیزوں کا ذائقہ ختم ہوجاتا ہے ، بلکہ مریض کی قوت ذائقہ مفقود ہو جاتی
ہے اسی طرح جب دل خدا سے پھر جاتے ہیں تو ان سے اللہ کے ذکر کی حلاوت
ختم ہو جاتی ہے اور ان کی نظر میں اللہ کے ذکر کی کوئی حلاوت وجاذبیت نہیں رہ
جاتی ہے جیسے وہ بیمار جو اپنی سلا متی و صحت و تندرستی سے محروم ہو جاتا
ہے جس کے نتیجہ میںوہ لذیذ چیزوں کی لذت کھو بیٹھتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں
ہے کہ لذیذ چیزوں میں لذت نہیں رہی ہے بلکہ انسان کو ان کی اشتہا و خواہش
نہیں رہی ہے اسی طرح جب قلوب اپنا اعتدال کھو بیٹھتے ہیں تو ان کے درمیان سے
خداوند عالم کی یاد کی شیرینی کا ذائقہ ختم ہو جاتا ہے اور خداوند عالم کی یاد اور
تذکرہ کےلئے ان میں کو ئی حلاوت وجذابیت باقی نہیں رہ جا تی ہے ۔
حدیث میں آیا ہے :

<اِنَّ اللّہَ اَوْحٰی اِلیٰ دَاود اَن اٰدنٰ یٰمَاا ٔنَا صَانِعٌ بِعبدٍ غَیْرَعَامِلٍ بِعِلْمِہِ مِنْ سَبْعِیْنَ عَقُوْبَة بَاطِنِیَّةٍ ا ٔنْ اَنْزع مِنْ قَلْبِہِ حَلَاوَةَ ذِکْرِيْ>(١)

---

(١)دار السلام مو ٔلف شیخ نوری جلد ٣ صفحہ ٢٠٠۔

“خداوند عالم نے جناب داؤد کو وحی کی کہ اپنے علم پر عمل نہ کرنے والے بندہ کو ستر باطنی سزاؤں میں سے سب سے کم سزا یہ دیتاہوںکہ میں اس کے دل سے اپنے ذکر کی حلاوت ختم کردیتاہوں ”

ایک شخص نے حضرت امیر المو منین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا :

<یاامیرالموٴمنین،إني قدحرمت الصلاة باللیل ۔

فقال علیہ السلام :انت رجل قد قیدتک ذنوبک >(١)

“اے امیر المو منین ایسا لگتا ہے کہ جیسے نماز شب مجھ پر حرام ہو گئی ہے ”

آپ نے فرمایا :تو ایسا شخص ہے کہ تیرے گناہوں نے تجھ کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے ”

حضر ت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے :

<انّ الرجل یذنب الذنب،فیحرم صلاة اللیل،وانّ العمل السیّیٴ ا ٔسرع في صاحبہ من السکین في اللحم>(٢)

“جب انسان گناہو ں پر گناہ کئے چلاجاتا ہے تو اس پر نماز شب حرام ہوجاتی ہے اور براعمل انسان کے اندر گوشت میں چھری سے کہیں زیادہ تیز اثر کرتا ہے ”

دعاؤں کو روک دینے والے گناہ

براہ راست گناہوں کے انجام دینے سے انسان کا دل اللہ سے منقطع ہوجاتاہے اور جب انسان کا دل اللہ سے منقطع ہو جاتاہے تو نہ اس میں کسی چیز کو اخذ کرنے کی صلاحیت باقی رہ جاتی ہے اور نہ ہی اس کو کوئی چیز عطا کی جاتی ہے

---

(١)علل اشر ائع جلد ٢ صفحہ /٥١ ۔

(٢)اصول کا فی ٢صفحہ /٢٧٢۔

جب انسان اللہ کی طرف سے نازل ہو نے والے قرآن کا استقبال کرتاہے تو (دعا) انسان کو اللہ تک پہنچاتی ہے ،اور جب انسان اللہ کے نازل کئے جانے والے قرآن سے منقطع ہو جاتا ہے تو وہ ضروری طور پر قرآن صاعد سے بھی منقطع ہوجاتاہے ۔اس کی دعا محبوس (قید)ہوجاتی ہے اور وہ اس پر کامیاب نہیں ہوپاتایہاں تک کہ اگر وہ خدا کی بارگاہ میں بہت زیادہ گڑگڑائے یاپافشاری کرے ،اصرارکرے تب بھی خدا اس کی دعا کو اوپر پہنچنے سے روک دیتا ہے اور اس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی ہے ۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے :

<المعصیة تمنع الاجابة>

“گناہ دعا کے مستجاب ہونے میں مانع ہوتے ہیں”

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے خداوندعالم کے اس قول <ادعونی استجب لکم >کے سلسلہ میں سوال کیا :

<مالنا ندعو فلایُستجاب لنا؟قال:فأي دعاء یُستجاب لکم،وقد سددتم ابوابہ وطرقہ،فاتقوااللّہ واصلحوااعمالکم،واخلصوا سرائرکم ،وأمروا بالمعروف،وانھواعن المنکر،فیستجیب اللّہ معکم >(١)

“ کیا وجہ ہے کہ ہم خداوندعالم سے دعا کرتے ہیں لیکن ہماری دعا مستجاب نہیں ہوتی ہے ؟ آپ نے فرمایا تمہار ی دعا کیسے مستجاب ہو جب تم نے اس کے دروازوں اور راستوں کو بند کردیا ہے پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو ،نیک اعمال انجام دو ،اپنے اسرار کو پاکیز ہ کرو ،امربا لمعروف کرو ،نہی عن النکر انجام دو تو خدا تمہاری دعا قبول کرے گا ”

(　　۱)بحارالانور جلد ۹۳/صفحہ ۳۷۶۔

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے :
<والذنوب التی تردّ الدعاء،وتُظلم الھواء عقوق الوالدین >(　　۱)
"جوگناہ دعاؤں کو رد کر دیتے ہیں اور فضا کو تاریک کر دیتے ہیں ان سے مراد والدین سے سر کشی کرنا ہے "
دوسری روایت میں آیاہے :
<والذنوب التی تردّالدعاء:سوء النیة وخبث السریرة،والنفاق، وترک التصدیق بالاجابة،وتاخیرالصلوات المفروضات حتّیٰ تذھب اوقاتھا،وترک التقرب الیٰ اللّہ عزّ وجلّ بالبرّ والصدقة،واستعمال البذاء والفحش فی القول>(۲)
"دعاؤں کو مستجاب ہونے سے روک دینے والے گناہ یہ ہیں :بُری نیت ،خُبث باطنی، نفاق واجب صدقہ نہ دینا،واجب نمازوں کے اداکرنے میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت ہی ختم ہوجائے، نیکی اور صدقہ دینے کے ذریعہ اللہ سے قربت حاصل کرنے کو چھوڑدینا اور گفتگومیں گالیا ں دینا "
حضرت مام محمدباقر علیہ السلام سے مروی ہے :
<انّ العبد یسا ٴ ل اللّہ الحاجة،فیکون من شا ٴنہ قضاوٴھا الیٰ اجل قریب،في ذنب العبد ذنباً،فیقول اللّہ تبارک وتعالیٰ للملک:لاتقض حاجتہ،واحرمہ ایاھا،فإنہ ّ تعرض لسخطي واستوجب الحرمان مني>(۳)
"جب بندہ خداوندعالم سے اپنی حاجت طلب کر تاہے تو خدا کی شان دعا کو پورا کر دینا ہے مگر بندہ گناہ کرلیتا ہے جسکی وجہ سے دعاقبول نہیں ہوتی، خداوندعالم فرشتہ سے کہتا ہے :اس کی حاجت روانہ کرنا ،اس کو اس کی حاجت سے محروم رکھنا ،وہ مجھکو نا خشنود کرتا ہے جسکی وجہ سے وہ مجھ سے محروم ہوا ہے "

---

(۱)معانی الاخبار صفحہ /۲۷۰۔
(　　۲)معانی الاخبار صفحہ /۲۷۱۔
(　　۳)اصول کا فی جلد ۳صفحہ ۳۷۳۔

قبولیت اعمال کے موانع

اسلامی روایات میں (اعمال کے بلند ہو نے میں رکاوٹ ڈالنے والے موانع)اور (اللہ کی بارگاہ میں اعمال پہنچا نے کے اسباب)کاتذکرہ موجود ہے :
ان دونوں چیزوں کا انسان کے عمل سے براہ رست تعلق ہے مگر یہ کہ (موانع) اعمال کے اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں ،اور (اسباب) اعمال کو اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے میں مددگار ہوتے ہیں :
ہم ذیل میں (موانع)کے متعلق اسلامی روایات میں وارد ہو نے والے ایک نمونہ کا تذکرہ کریں گے اور اسباب کے سلسلہ میں بھی ایک ہی نمونہ کا تذکرہ کریں گے اور اس مسئلہ کی اسلامی ثقافت وتربیت میں زیادہ اہمیت ہونے کی غرض سے اسکی تفصیل وتشریح ایک مناسب موقع کےلئے چھوڑدیتے ہیں ۔

صعود اعمال کے موانع (اسباب)

شیخ ابو جعفر محمد بن احمد بن علی قمی ساکن ری نے اپنی کتاب "المنبیٴ عن زھد النبی" عبدالواحد سے اور انھوں نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے :ان کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کیا: میرے لئے ایک ایسی حدیث بیان فر ما دیجئے جس کو آپ نے رسول اکر م (ص) سے سنا ہو اور حفظ کیا ہو انھوں نے کہا ٹھیک ہے پھر معاذ نے گریہ کرتے ہو ئے فر مایا :میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں،تو اس وقت مجھ سے یہ حدیث نقل فر ما ئی جب میں ان کے پاس کھڑا ہوا تھا:

"بينا نسيراذ رفع بصره الى السماء فقال:الحمدلله الذي يقضي في خلقہ
ماا حبّ،ثم قال:يامعاذ،قلت:لبيک يارسول اللّہ وسيد المو مينن قال: يا معاذ،قلت، لبيک
يارسول الله امام الخيرونبي الرحمة فقال:احدثک شيئاًماحدّث بہ نبي امتہ ان حفظتہ
نفعک عيشک،وان سمعتہ ولم تحفظہ انقطعت حجتک عند اللّہ،ثم قال:انّ اللّہ خلق
سبع ا ٔملاک قبل ان يخلق السماوات فجعل فی کل سماء ملکاًقدجللها بعظمتہ،وجعل
علیٰ کل باب من ابواب السماوات ملکاًبواباً،فتکتب الحفظة عمل العبد من حين يصبح
الیٰ حين يمسي،ثم ترتفع الحفظة بعملہ ولہ نورکنور الشمس حتّی اذابلغ سماء
الدنيا فتزکيہ وتکثره فيقول الملک:قفوا واضربوابهذاالعمل وجہ صاحبہ،اناملک الغيبة،فمن
اغتاب لاادع عملہ يجاوزني الیٰ غيري،امرني بذالک ربي۔
قال :ثم تجی ٔ الحفظة من الغد ومعهم عمل صالح،فتمّر بہ فتزکيہ و تکثره حتّی
تبلغ السماء الثانية،فيقول الملک الذي فيالسماء الثانية:قفوا واضربواهذ االعمل وجہ
صاحبہ انّما اراد بهذاعرض الدنيا،اناصاحب الدنيا، لاادع عملہ يتجاوزني الیٰ غيري۔
قال:ثم تصعد الحفظة بعمل العبدمبتهجابصدقة وصلاة فتعجب بہ
الحفظة،وتجاوز بہ الیٰ السماء الثالثة،فيقول الملک:قفوا واضربوا هذاالعمل وجہ صاحبہ
وظهره،ا ٔناملک صاحب الکبر،فيقول:انہ عمل وتکبّرعلی الناس في مجالسهم؛امرني
ربي ا ٔن لاا ٔدع عملہ يتجاوزني الیٰ غيري۔
قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد يزهرکالکوکب الدري في السماء،لہ دوي
بالتسبيح والصوم والحج ،فتمّر بہ الی السماء الرابعة فيقول لہ الملک:قفوا واضربوا بهذا
العمل وجہ صاحبہ وبطنہ،اناملک العُجب،انہ کان يعجب بنفسہ انہ عمل وادخل نفسہ
العُجب،امرني ربّي ان لاادع عملہ يتجاوز ني الی غيري۔
قال وتصعد الحفظة بعمل العبدکالعروس المزفوفة الی اهلها،فتمرّ بہ الی ملک
السماء الخامسة بالجهاد والصلاة (والصدقة)مابين الصلاتين،ولذلک العمل رنين کرنين
الابل وعليہ ضوء کضوء الشمس،فيقول الملک:قفوا انا ملک الحسد،واضربوابهذ االعمل
وجہ صاحبہ،واحملوه علیٰ عاتقہ،انہ کان يحسد مَنْ يتعلم اويعمل للہ بطاعتہ،واذا رایٰ
لاحد فضلافي العمل والعبادة حسده ووقع فيہ،فيحملہ علیٰ عاتقہ ويلعنہ عملہ ۔
قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد من صلاة وزکاة وحج وعمرة، فيتجاوزون بہ الی
السماء السادسة،فيقول الملک:قفوا اناصاحب الرحمة واضربوابهذاالعمل وجہ
صاحبہ،واطمسواعينيہ لانّ صاحبہ لم يرحم شيئاًاذا اصاب عبداًمن عبادالله ذنب للاخرة
اوضرّ في الدنياشمت بہ،امرني بہ ربي ان لاادع عملہ يجاوزني ۔
قال وتصعد الحفظةبعمل العبد بفقہ واجتهاد وورع ولہ صوت کالرعد، وضوء کضوء
البرق،ومعہ ثلاثة آلاف ملک،فتمرّبہ الی ملک السماء السابعة، فيقول الملک:قفوا
واضربوا بهذاالعمل وجہ صاحبہ اناملک الحجاب احجب کل عمل ليس للہ،انّہ ارادرفعة
عندالقوّاد،وذکراً في المجالس وصيتاًفي المدائن، امرني ربي ان لاادع عملہ يتجاوزني
الی غيري مالم يکن الله خالصاً۔
قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد مبتهجاً بہ من صلاة وزکاة وصيام وحج وعُمرة
وحسن الخلق وصمت وذکرکثير ،تشيعہ ملائکة السماوات والملائکة السبعة
بجماعتهم،فيطئأون الحجب کلّها حتیٰ يقوموابين يديہ سبحانہ،فيشهدوا لہ بعمل ودعاء
فيقول:انتم حفظة عمل عبدي،وانا رقيب علیٰ مافي نفسہ انہ لم يردنی بهذا
العمل۔وعليہ لعنتي فيقول الملائکة:عليہ لعنتک ولعنتنا قال :ثم بکیٰ
معاذقال:قلت:يارسول الله،ماا عمل واخلص فيہ ؟قال:اقتد بنبيک يامعاذفي اليقين
قال:قلت انت رسول الله وانامعاذ قال:وان کان فی عملک تقصير يامعاذ فاقطع لسانک
عن اخوانک وعن حملة القرآن،ولتکن ذنوبک عليک لا تحملهاعلیٰ اخوانک،ولاتزک
نفسک بتذ ميم اخوانک،ولاترفع نفسک بوضع اخوانک،ولاتراء بعملک،ولاتدخل من
الدنيافي الآخرة،ولا تفحش في مجلسک لکي يحذروک لسوء خلقک ولاتناج مع رجل
وانت مع آخر،ولا تعظم علی الناس فتنقطع عنک خيرات الدنيا،ولاتمزق الناس فتمزقک
کلاب اهل النار،قال الله تعالیٰ:<وَالنّٰاشِطٰاتِ نَشْطاً>(١)افتدری ماالناشطات ؟انها کلاب
اهل النار تنشط اللحم واعظم قلت:ومن يطيق هذه الخصال ؟قال:يامعاذ، انہ يسير

علیٰ من یسّرہ اللہ تعالیٰ علیہ قال:ومارایت معاذاً یکثرتلاوة القرآن کما یکثر تلاوة ھذاالحدیث ۔(۲)

"انھوں نے فرمایا :ہم راستہ چلے جا رہے تھے تو انھوں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھا تے ہو ئے فر مایا :تمام تعریفیں اس خدائے وحدہ لا شریک کےلئے ہیں وہ اپنی مخلوق میں جو چا ہتا ہے وہ فیصلہ کرتا ہے۔پھر انھوں نے کہا :اے معاذ ۔

---

(۱)سورئہ نازعات آیت/۲۔

(۲)ہم نے یہ طویل حدیث کتاب عدة الداعی کے صفحہ ۲۲۸۔۲۳۰ سے نقل کی ہے ،اور اس کتاب میں اس حدیث کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ :سلیمان بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے ابا عبد اللہ علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس قول : <وَقَدِمْنَااِلٰی مَاعَمِلُوْامِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاہُ ھَبَاءً مَنْثُوراً>سورئہ فرقا ن آیت /۲۳"پھر ہم انکے اعمال کی طرف توجہ کریں گے اور سب کو اڑتے ہوئے خاک کے ذروں کے مانند بنا دیں گے "کے سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا : خداکی قسم اگر انکے اعمال قباطی سے بھی زیادہ سفید(بہت زیادہ نورانی)رہے ہوں گے لیکن جب ان کے سامنے کسی حرام چیز کو پیش کیا جاتاتھا تو اسکو ترک نہیں کرتے تھے "مرآة العقول میں آیا ہے :مذکورہ مطلب میں اس بات کی دلالت ہے کہ کھلم کھلا گناہ کر نے سے نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں اور احباط کا مطلب یہ ہے کہ اچھا ئیوں پر ثواب نہ ملنا اسکے بالمقابل تکفیر ہے یعنی کسی برائی پر عذاب نہ ملنا ۔

میں نے کہا :لبیک یارسول اللہ (ص)اور مو منین کے سردار ۔فرمایا : اے معاذ میں نے عرض کیا :لبیک یا رسول اللہ خیر کے امام اور نبی رحمت ،انھوں نے کہا میں تم سے ایک حدیث نقل کر رہا ہوں جیسی کسی نبی نے اپنی امت سے نقل نے کی ہو اگر تم اس کو حفظ کروگے تو زندگی میں مستفید ہو گے اگر سن کر حفظ نہیں کروگے تو تم پرخداوند عالم کی حجت تمام ہو جا ئے گی ۔پھر انھوں نے کہا کہ خداوند عالم نے آسمانوں کی خلقت سے پہلے سات فر شتے خلق کئے تو ہر اس آسمان میں ایک فرشتہ معین کیا جس کو اپنی عظمت کے ذریعہ مکرم فر مایاآسمانوں کے ہر در وازے پر ایک نگہبان فر شتہ معین فر مایا تووہ انسان کے اعمال نا مہ میں اس بندہ کا صبح سے شام تک کا عمل لکھتے ہیں پھر یہ لکھنے والے فرشتے اس کے اعمال نا مہ کو لیکر اوپر جا تے ہیں اس کی روشنی دھوپ کے مانند ہو تی ہے یہاں تک کہ جب وہ آسمان دنیا پر پہنچتا ہے تو فرشتے اس کے عمل کو پاک و صاف و شفاف اور زیادہ کر دیتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے :ٹھہرو اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ما ردو میں غیبت کا فرشتہ ہوں جو غیبت کرتا ہے میں اس کے عمل کو اپنے علاوہ کسی دو سرے تک نہیں پہنچنے دوںگا میرے پرور دگارۂ نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔

رسول اکر م (ص) نے فرمایا : اگلے دن یہ نا مہ ٔ اعمال ،عمل صالح کے ساتھ تزکیہ اور زیادہ ہو نے کی صورت میں دو سرے آسمان تک پہنچتا ہے ،تو دو سرے آسمان والا نگہبان فرشتہ کہتا ہے :ٹھہرو

اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو چونکہ اس نے اس عمل کے ذریعہ اپنے کو دنیا کے سامنے پیش کر نے کی کو شش کی ہے اور میں صاحب دنیا ہوں لہٰذا میں اس عمل کو اپنے علاوہ کسی دو سرے تک نہیں جا نے دو نگا ۔

فرمایا :پھر وہ لکھنے والے اس نامہ ٔ اعمال کو صدقہ اور نماز سے پُر،خو شی خو شی اوپر لیجا تے ہیں اور وہ تیسرے آسمان سے عبور کر جاتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے :ٹھہرو اور اس عمل کو صا حب عمل کے منھ اور پیٹھ پر مار دومیں صاحب کبر کا فر شتہ ہوں وہ کہے گا :اس نے اس عمل کے ذریعہ لوگوں کی مجلسوںمیں بیٹھ کر تکبر کیا میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس عمل کو اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہ پہنچنے دوں ۔

فرمایا :یہ نا مہ ٔ اعمال بندہ کے اس عمل کی وجہ سے جس میں تسبیح ،روزہ اور حج ہو گا ان کے ذریعہ آسمان میں کوکب دری کی طرح روشن ہو کر چوتھے آسمان سے گذر جا ئیگا تو فرشتہ ا س سے کہے گا : اس عمل کو صاحب عمل کے منھ اور پیٹ پر ماردو ،میں عُجب کا فرشتہ ہوں وہ اپنے نفس میں اس عمل کے ذریعہ عجب کرتا تھا اور اس کے نفس میں عُجب داخل ہو گیا ہے ؛میرے پرور دگارنے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ یہ عمل میرے علاوہ کسی اور تک نہ پہنچنے پائے ۔

فرمایا :یہ نا مہ ٔ اعمال بندہ کے عمل کے ذریعہ اپنے شوہر کے گھر کی طرف جانے والی دُلہن کے مانند جہاد ،نماز اوردونمازوں کے درمیان دئے جا نے والے صدقہ سے پانچویں آسمان سے گذر جائیگا یہ اونٹ کی طرح آواز بلند کررہا ہوگا اور آفتاب کی طرح روشن ہوگا ،پس فرشتہ کہے گا: ٹھہرو میں حسد کا فرشتہ ہوں اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر مار دو اور اس کے کاندھوں پر رکھ دو ؛یہ طالب علم اور اللہ کی اطاعت کرنے والے سے حسد کرتا تھا اور جب بھی یہ عمل اور عبادت میں کسی اور کو اپنے سے برتر دیکھتا تھا تو اس سے حسد کرتا تھا لہٰذا اس عمل کو اسی کے کاندھوں پر رکھ دو اور اس کا عمل اس پر لعنت کریگا ۔
فرمایا :وہ نا مہ ٔ اعمال نماز ،زکات ،حج اور عمرہ کے ذریعہ چھٹے آسمان سے گذر جا ئیگا تو فرشتہ کہے گا :ٹھہرو میں صاحب رحمت ہوں اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو اور اس کی آنکھوں کو بے نور کردو چونکہ اس شخص نے ذرہ برابر رحم نہیں کیاجب اللہ کا کو ئی بندہ اُخروی گناہ یا دنیوی مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس کی شماتت کی جا تی ہے ۔
فرمایا :یہ نا مہ ٔ اعمال بندہ کے فقہ ،اجتہاد اور ورع و پرہیزگاری کے ذریعہ جو بجلی کی طرح کڑک رہا ہوگا ،برق کی طرح اس کی روشنی ہو گی اور اس کے تین ہزار فرشتے ہوں گے یہ ساتویں آسمان سے گذر جائیگا تو فرشتہ کہے گا :ٹھہرو اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو میں حجاب کا فرشتہ ہوں اس نے جو عمل اللہ کیلئے نہیں تھا اس کو چھپایا؛اس نے رہنماؤں کی نظر میں بلندمرتبہ ،نشستوں میں اپنے تذکرہ اور شہروں میں اپنی شہرت کی تمنّا کی تھی ،میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ جو عمل خالص اللہ کے لئے نہ ہو اس کو میں اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہ جانے دوں ۔
فرمایا :یہ نا مہ ٔ اعمال بندہ کے عمل کے ذریعہ خو شی خوشی جس میں نماز ،زکات ،روزے ،حج، عمرہ ،حُسن خلق ،صمت و وقاراور ذکر کثیر ہوگا آگے بڑھے گا جس کے ساتھ آسمان و زمین کے ملا ئکہ ہو ں گے جوتمام پردوں کو روندھ دیتے ہیںیہاں تک کہ پروردگار عالم کے سامنے جا کھڑے ہوں گے اور وہ سب اس بندہ کے اس عمل اور دعا کی گو اہی دیں گے پس پروردگار آواز دے گا :تم نے میرے بندہ کا یہ نا مہ ٔ اعمال لکھا ہے اور میں بذات خود اس کا دیکھنے والا ہوں ۔اس عمل کو میرے پاس نہ لاؤ اس پر میری لعنت ہے ۔تو ملا ئکہ کہیںگے :اس پر تیری اور ہم سب کی لعنت ہے ۔
فرما یا :پھر معاذ گریہ کرنے لگے ۔
معاذ نے کہا میں نے رسول اللہ (ص) کی خدمت میں عرض کیا :میں کیسے خالص عمل انجام دوں ؟
فرمایا : اے معاذ تم یقین میں اپنے نبی اکرم (ص) کی اقتدا کرو ۔
معاذ نے عرض کیا :یا رسول اللہ (ص) آپ رسول خدا ہیں اور میں معاذ ہوں ۔
فرمایا :اگر تمہارے عمل میں کو ئی کو تا ہی ہے تو تم اپنے برادران کی غیبت کرنے سے پرہیز کرو قرآن کے حاملین کے سلسلہ میں اپنی زبان بند رکھو تمہارے گناہوں کا بوجھ تمہارے بھا ئیوں پر نہیں پڑنا چا ہئے ،اپنے بھا ئیوں کی برائی کرکے خود کو بہتر مت سمجھو ،اپنے بھائیوں کی تو ہین کرکے خود کو بلند مرتبہ مت سمجھو، ریاکاری نہ کرو،دنیاکے ذریعہ آخرت میں داخل نہ ہواگر تم کسی سے سرگو شی کر رہے ہو تو دوسرے شخص کے ساتھ اسی حال میں سر گوشی مت کرو ،لوگوں پر بوجھ مت بنو کہ تم سے دنیا کی بھلا ئیاں رو گردانی کر جا ئیں ،لوگوں میں تفرقہ نہ پیدا کرو ورنہ جہنم کے کتّے تم کو پاش پاش کرڈالیں گے خداوند عالم کا فرمان ہے :<وَالنّاشِطَاتِ نَشْطاً>"اور آسانی سے کھول دینے والے ہیں" کیا تم جانتے ہو کہ ناشطات کیا ہے ؟یہ جہنم کے کتّے ہیں جو گوشت اور ہڈیوں کو کھا جاتے ہیں ۔
معاذ نے عرض کیا :ان خصلتوں کی کس میں طاقت ہے ؟
فرمایا :اے معاذیہ اس شخص کیلئے بہت آسان ہیں جن کیلئے خداوند عالم ان کو آسان کردیاہے

فرمایا :میں نے معاذ کو اتنی زیادہ قرآن کی تلا وت کرتے نہیں دیکھا جتنی وہ اس حدیث کی تلاوت کرتے تھے ”
اعمال کو اللہ تک پہنچا نے والے اسباب
موانع کے بالمقابل کچھ ایسے اسباب ہیں کہ جب اعمال اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تووہ اسباب جو انسان کے اعمال کو اللہ کی بارگاہ تک پہنچا تے ہیں اور یہ اسباب ،موانع کے بالمقابل ہیں :ان اسباب کا روایت نبوی میں تذکرہ مو جود ہے جن کو ہم علامہ مجلسی کی نقل روایت کے مطابق جس کو انھوں نے امالی شیخ صدوق سے بحارالانوار میں نقل کیا ہے بیان کرتے ہیں :
شیخ صدوق نے ((امالی)میں سعید بن مسیب سے انھوں نے عبد الر حمن بن سمرہ سے نقل کیا ہے :(ہم ایک دن رسول اللہ (ص)کی خدمت بابر کت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا :
فقال:اني رايت البارحة عجائب ،قال:فقلنا:يارسول الله، ومار اٴيت ؟ حدّثنا بہ فداک انفسناواٴهلوناواولادنا ؟فقال:راٴيت رجلاً من اُمتي وقد اٴتاه ملک الموت ليقبض روحہ،فجاء ه برّه بوالديہ فمنعہ منہ ۔
وراٴيت رجلاًمن اُمتي قد بسط عليہ عذاب القبر،فجاءَ ه وضو وٴه فمنعہ منہ ۔
وراٴيت رجلاًمن اُمتي قداحتوشتہ الشياطين،فجاءَ ه ذکراُللهعزّوجلّ فنجّاه من بينهم ۔
وراٴ يت رجلاًمن اُمتي والنبيّون حلقاًکلمااتیٰ حلقة طردوه،فجاءَ ه اغتسالہ من الجنابة فاخذبيده فاٴجلسہ الی جنبهم ۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي بين يديہ ظلمة ومن خلفہ ظلمة وعن يمينہ ظلمة وعن شمالہ ظلمة ومن تحتہ ظلمة مستنقعاًفي الظلمة،فجاءَ ه حجہ وعمرتہ فاٴخرجاه من الظلمة وادخلاه النور ۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي يُکلّم المُوٴمنين فلايُکلمونہ،فجاءَ ه صلتہ للرحم فقال:يامعشرالموٴمنين،کلّموه فانّہ کان واصلاً لرحمہ،فکلمہ الموٴمنون وصافحوه وکان معهم ۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي تقی وجهہ النيران و شررها بيده ووجهہ،فجاء تہ صدقتہ فکانت ظلّاً علیٰ راسہ وستراً علیٰ وجهہ۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي قد اخذ تہ الزبانية من کل مکان فجاء ه امره بالمعروف ونهيہ عن المنکر فخلّصاه من بينهم وجعلاه مع ملائکة الرحمة۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي جاثياًعلیٰ رکبتيہ بينہ و بين رحمة اللّہ حجاب فجاء ه حسن خلقہ فاٴخذ بيده فاٴدخلہ فی رحمة اللّہ ۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتی قد هوت صحيفتہ قبل شمالہ فجاءَ ه خوفہ من اللّہ عزّ وجلّ فاٴخذ صحيفتہ فجعلها فی يمينہ ۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي قد خفت مو ازينہ،فجاءَ ه افراطہ فثقلوا مو ازينہ۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي قائماً علیٰ شفيرجهنم،فجاءَ ه رجاءَ ه فی اللّہ عزّو جلّ فاستنقذه بذالک۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي قد هویٰ في النارفجاءَ تْہ دموعہ التي بکیٰ من خشية اللّہ فاستخرجتہ من ذلک۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي علیٰ الصراط يرتعدکما ترتعدالسعفة فی يوم ريح عاصف فجاءَ ه حسن ظنہ باللّہ فسکن رعدتہ ومضیٰ علی الصراط۔
ورايت رجلاً من اُمتي علیٰ الصراط يزحف احياناًويحبواحياناًويتعلق احياناًفجاءَ تْہ صلاتہ عليہ فاٴقامتہ علیٰ قدميہ ومضیٰ علیٰ الصراط۔
وراٴ يت رجلاً من اُمتي انتهیٰ الیٰ ابواب الجنة کلماانتهیٰ الیٰ باب اُغلق دونہ،فجاء تہ شهادة ان لا الٰہ الّا اللّہ صادقاًبها،ففتحت لہ الابواب و دخل الجنة”(١)
“میں نے متعدد عجائبات کا مشاہد ہ کیا ہے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ نے کن کن عجائبات کا مشاہدہ فرمایا؟ میری جان آپ پر فدا ہو ذراان عجائبات کی ہمارے اور ہماری اولاد کےلئے تفسیر تو فرما دیجیے؟ آپ نے فرمایا :میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کر نے کےلئے آیا

ہے تو وہ فرشتہ اس (شخص)کی اپنے والدین کے ساتھ نیکیوں کی وجہ سے اس کی روح قبض نہ کر سکا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کو شیا طین نے ڈرا رکھا تھا تو اللہ عزوجل کے تذکرہ نے اس کو ان شیاطین سے نجات دلائی ۔
میں نے اپنی امت کے ایک ایسے پیاسے شخص کو دیکھا کہ جب بھی وہ پانی کے حوض پر پانی پینے کی غرض سے پہنچتا تھا تو اس کو پانی پینے نہیں دیاجاتا تھا تو ماہ رمضان کے روزوں نے آکر اس کو سیراب کیا گیا ۔

----

(۱)بحار الا نوار جلد ۷ صفحہ/ ۲۹۰۔ ۲۹۱ ۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام حلقہ ، حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں تو جب بھی یہ شخص حلقہ کے پاس پہنچتا تھا تو اس کو نزدیک آنے سے منع کردیا جاتا تھا ،لیکن جب وہ غسل جنابت کرکے آیا تو انھوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کراپنے پہلو میں بیٹھایا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جسکے آگے پیچھے ،دائیں، بائیں اور اس کے نیچے کی طرف تاریکی ہی تاریکی تھی اور وہ اس تاریکی کے سبب جانکنی کے عالم میں تھا تو اس کے انجام دئے ہوئے حج وعمر ہ نے آکر اس کی جان بچائی اور تاریکی سے نکال کر روشنی میں داخل کیا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ مومنین سے کلام کر تا ہے لیکن مو منین اس سے بات نہیں کر تے ہیں ۔تو اس شخص کے صلہ ٔ رحم نے کہا اے مومنواس سے کلام کرو کیو نکہ اس نے صلہ ٔ رحم انجام دیاہے تو مومنوں نے اس سے کلام کیا ،مصافحہ کیا گو یا کہ وہ ان کے ساتھ تھا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ اور چہرہ آگ کی سوزش سے جل رہے تھے تو اس کے دئے ہو ئے صدقہ نے اس کے سر پر آکر سایہ کیا اور اس کے چہرے کو چھپالیا۔
میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کی ہر جگہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے تو اس کے کئے ہوئے امر با لمعروف اور نہی عن المنکر نے اس کو ان شعلوں سے نجات دلائی اور اس کے لئے رحمت کے فرشتہ مقررفرمائے ۔
میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو گھٹنیوں کے بھل چل رہا تھا اور اس کے اور اللہ کی رحمت کے درمیان پر دے حائل ہو گئے تھے تو اس کے حسن خلق نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کی رحمت میں داخل کیا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کا نامہ ٔ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں تھا تو اللہ کے خوف نے اس کا وہ نا مہ ٔ اعمال اس کے بائیں ہاتھ سے لیکر اس کے دائیں ہاتھ میں دیدیا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے اعمال کا پلڑ ا بہت ہلکا تھا تو اس کے دوسروں کو سیراب کرنے نے اس کو وزنی بنایا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو جہنم کے پاس کھڑے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے امید نے اس کو جہنم سے نجات دلائی ۔
میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو جہنم کی آگ میں جلتے دیکھا تو اس کے وہ آنسو جو اللہ کے خوف کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے جاری ہوئے تھے انھوں نے اس کو جہنم کی آگ سے نکالا ۔
میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو صراط پر دیکھا جو سخت آندھیوں میں خرمہ کے درخت کی شاخ کی طرح ہل رہا تھا تو اس کے اللہ سے حسن ظن نے اس کو ہلنے سے روکا اور وہ صراط سے گذر گیا ۔
میں نے اپنی امت میں سے پل صراط پر ایک ایسے شخص کو دیکھا جو آگے بڑھنے کےلئے اپنے چاروں ہاتھ پیر مار رہا تھا اور کبھی اپنے کو کھینچے جارہاتھا اور کبھی اس پر لٹک رہا تھا تو اس کی نماز نے آکر اس کے قدموں پر کھڑ اکیا اور پل صراط سے گذارا ۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس پر جنت کے تمام دروازے بند ہو گئے تھے تو اس کی <اشھدا ن لا الہٰ الاالله >کی گواہی نے اس کی تصدیق کی تو اس کےلئے جنت کے دروازے کھل گئے اور وہ جنت میں چلا گیا ۔

جن چیزوں کواللہ سے دعا کرتے وقت انجام دینا چاہئے

اب ہم ان (وسائل)اسباب کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہیں جن کو دعا کرتے وقت انجام دنیا چاہئے ۔

پروردگار عالم کافرمان ہے کہ ہم اس سے وسیلہ کے ذریعہ دعا کریں :

ارشاد خدا وند عالم ہے :

<اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ>(١)

“ یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کر رہے ہیں ” <یَاایُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْااتَّقُوْااللهَ وَابْتَغُوْااِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ> (٢)

“اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو ”

خداوندعالم نے یہ وسائل ان بندوں کےلئے قرار دئے ہیں جن کے اعمال اور دعا ئیں اللہ کی رحمت تک پہنچنے سے عاجز ہیں اور وہ (خدا)ارحم الراحمین ہے ۔

خداوندعالم فرماتا ہے :

----

(١)سورئہ اسرا آیت/ ٥٧ ۔

(٢)سورئہ مائدہ آیت/٣٥۔

<اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہُ >(١)

“پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہو تے ہیں اور عمل صالح انھیں بلند کرتا ہے ”

بیشک انسانی حیات میں کلمہٴ طیب اور عمل صالح ہے ۔

<کلم الطیّب> سے مراد انسان کا اللہ پر ایمان رکھنا ،اخلاص ، اُس (خدا) پر اعتماد رکھنا ، اس سے امید رکھنا ، اس سے دعا کر نا اور اس کی با رگاہ میں گڑ گڑا نا اور گر یہ و زاری کر نا ہے ۔

عمل صالح سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی انسا نیت قا ئم ہو تی ہے اور وہ ایمان ، اخلاص ، اعتماد اور امید ہے ۔

اور <کلم الطیب > “خوشگوار گفتگو ”قرآن کی تصریح کی رو سے خدا وند عالم کی جا نب چلی جا تی ہے لیکن قرآن ہی کی صراحت کی بنا پر اس خو شگوار گفتگو کو خداوند عالم کی جا نب نیک عمل ہی لے جاتا ہے ۔

اگر عمل صالح نہ ہو تو < کلم الطیب > اللہ تک نہیں پہنچ سکتا ، کبھی کبھی ایسا ہو تا ہے کہ (عمل صالح) عا جز اور کمز ور ہو تا ہے اور اس میں< کلم الطیب > کو اللہ تک پہنچا نے کی طا قت و قدر ت نہیں ہو تی لہٰذا ایسی صورت میں نہ تو انسان کی دعا اللہ تک پہنچتی ہے اور نہ ہی اس کی دعا مستجاب ہو تی ہے ۔

اللہ نے انسان کی زندگی میں اس کے ہاتھوں میں کچھ ایسے وسائل دید ئے ہیں جن کے ذریعہ وہ خدا وند عالم تک پہنچ سکتا ہے اگر یہ وسائل واسباب نہ ہوں تو انسان کےلئے اس کی دعا اور فریادکے اللہ تک پہنچنے کا کو ئی امکان ہی نہیں ہے۔

یہی وہ وسائل واسباب ہیں جن کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔ ان ہی وسائل میں سے رسول اللہ کا اپنی امت کے لئے دعا اور استغفار کرناہے ۔ خداوندعالم کا ارشاد ہے :

<وَلَوْاَنَّہُمْ اِذْظَلَمُوْااَنْفُسَہُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفِرُوْااللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَلَہُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْااللّٰہَ تَوَّابًا رَحِیْماً >(۱)

"اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گنا ہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے تو خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے "

قرآن کریم کی یہ آیت صاف طورپر یہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ (ص)کا مومنین کے لئے استغفار کرنا ان وسائل میں سے ہے جن میں پروردگار عالم اپنے بندوں کو اس چیز کی رغبت دلاتا ہے جو دعا اور استغفار میں ان کےلئے وسیلہ قرار پائے ۔

جو کچھ رسول اسلام (ص)کےلئے ان کی حیات طیبہ میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مومنین کےلئے خدا سے استغفار کیاہے وہ وفات کے بعد استغفار نہیں کرسکتے نہیں ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ (ص)تو وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے پروردگا ر کی طرف سے رزق پاتے ہیں ۔

رسول خدا (ص) اور اہل بیت علیم السلام سے تو سل کرنا

اسلامی روایات میں رسول خدا (ص)اور اہل بیت علیہم السلام سے تو سل کےلئے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے ۔

داؤ وبرقی سے مروی ہے :"إنِّي کنت اسمع اباعبد اللّہ علیہ السلام اکثرمایلحّ في الدعاء علی اللّہ بحقّ الخمسة،یعني رسول اللّہ،و امیرالموٴمنین، و فاطمة ، والحسن ، والحسین " (۲)

----

(۱)سورئہ نساء آیت/۶۴۔

(۱)وسائل الشیعہ جلد ۴ /۱۱۳۹،حدیث /۸۸۴۴۔

"میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو دعا میں اکثر پنجتن پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے دیکھا ہے یعنی رسول اللہ، امیر المو منین ، فاطمہ ،حسن اور حسین علیہم السلام "

سما عہ سے مرو ی ہے :مجھ سے ابو الحسن علیہ السلام نے فرمایا :اے سماعہ جب تمھیں خداوند عالم سے کو ئی سوال درپیش ہو تو اس طرح کہو :

<اللّھم انّي أسالک بحقّ محمّد وعلی ٍفانّ لھماعندک شا ٔناًمن الشا ٔن وقدراًمن القدر،وبحقّ ذلک القدران تُصلّيَ علیٰ محمّد وآل محمّد وان تفعل بي کذا وکذ ا >(۱)

"پروردگارا میں تجھ کو محمد اور علی کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جن کا تیرے نزدیک بلند و بالا مقام ہے اور اسی عظمت کے پیش نظر تو محمد وآل محمد پر درود بھیج اور میرے لئے ایسا ایسا انجام دے "

دعا ئے کمیل کے ذریعہ اللہ تک رسائی کے وسائل

ہم دعا ء کمیل میں ان وسائل کا مشاہد ہ کر تے ہیں جن کے ذریعہ سے امیر المو منین دعا میں خداوندعالم سے متوسل ہو ئے ہیں ۔

یہ وسائل دعا کے دوسر ے حصہ میں بیان ہوئے ہیں جن کو امیر المو منین علیہ السلام نے خداوند عالم سے دعا اور حاجتوں کو پیش کر نے سے پہلے مد نظر رکھا ہے۔ اس دعا ئے شریف میں بیان فرمایا ہے ان کو بیان کرنے سے پہلے ہم اس دعا ء کمیل کا مختصرسا خا کہ بیان کر تے ہیں ،اور جن بلند افکارپر یہ دعا مشتمل ہے ان کو بیان کریں گے نیز اس کی بھی وضاحت کریںگے کہ آپ نے اس دعا میں ان بلند افکار کے مابین کن طریقوں سے استفادہ فر مایا ہے ۔

کیونکہ ائمہ سے منقول مشہور ادعیہ کی ہر عبارت کے معین افکاراورمنظم اسلوب نیزدعا کے آغاز اوراختتام کی مخصوص روش ہے ۔
----
(۱)عدۃالدا عی صفحہ /۳۸۔

معروف ادعیہ میں سے ہر دعا کی ایک مخصوص شکل ہے ان کیفیات کے مطالعہ سے ہمیں یہ استفادہ ہوتا ہے کہ دعا کی روش نیز خداوند عالم سے منا جات کر نے کا طریقہ کیا ہے ۔
ہر دعا کےلئے بلند وبا لا اور بنیادی فکر ہے ،افکار کا مجمو عہ اسی فکر سے پرورش پاتا ہے ،یہ بنیادی مطلب ہے اور دو سرے مطالب کا مجموعہ اسی اساسی مطلب سے پرورش پاتا ہے ،سوال کر نے کا طریقہ اور سوال کرنے اور ختم کرنے کے اسلوب و طریقوں کو بتا تا ہے ۔
اگر علما نے اس مسئلہ کو بطور کا فی و وافی بیان کیا ہو تا تو اس سے مفید نتا ئج کا اخراج کرتے ۔
اب ہم دعا ئے کمیل کے سلسلہ میں اس کے بنیادی افکار اور کیفیت کے متعلق بیان کرتے ہیں:
دعا کمیل کی عام تقسیم
دعا ء کمیل مومنین کے درمیان بڑی مشہور ومعروف ہے جس کو مومنین ہر شب جمعہ کو پڑھا کر تے ہیں ،اور اس کو کبھی تنہااورکبھی ایک ساتھ مل کر بھی پڑھا کر تے ہیں ۔
یہ دعا حضرت امیر المو منین علیہ السلام سے منسوب ہے جو آپ نے کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم فرما ئی تھی اسی طرح یہ دعا ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں مومنین تک پہنچتی رہی ہے ۔
یہ دعا عبودیت ، فروتنی و انکساری کے مفا ہیم کے لحاظ سے بیش بہا خزانہ نیز زندہ اشکال میں تضرع ،فریاد خوا ہی نیز توبہ اورانابہ کا مو جیں مارتا سمندر ہے ۔
ہم اس دعا ء میں بیان شدہ تمام مطالب ومفاہیم کی تشریح کرنا نہیں چاہتے چونکہ یہ طولا نی بحثیں ہیں انشاء اللہ اگر موقع ملا ،قسمت نے ساتھ دیا اور اسباب بھی پید ا ہو گئے تو ضرور ان مطالب کی تشر یح کریں گے۔
لیکن اب ہم صرف اس دعا کی کیفیت کی وضاحت کرتے ہیں یہ دعا تین مخصوص مرحلوں پر مشتمل ہے اور ہر مرحلہ آنے والے مرحلہ میں شمار ہوتا ہے ان تمام باتوں کی اساس وبنیاد دعا کی کیفیت سے درک ہو تی ہے یہ ہمارے دعا پڑھنے ،اس میں بیان ہو نے والے مفا ہیم و افکار کے سلسلہ میں غور و فکر کرنے اور ان سے متاثر ہو نے میں ہماری بہت زیادہ مدد کرتے ہیں۔
شاید پرورد گار عالم اس جہدو کو شش کو ان مومنین کےلئے نفع بخش اور مفید قراردے جنھوں نے اس دعا کو پڑھنے کی اپنی عادت بنا لی ہے ۔
تصمیم دعا کی فکر
جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ دعا تین مرحلوں پر مشتمل ہے:
پہلا مرحلہ :جو دعا کے شروع کرنے کے حکم میںہے جس میں دعا کرنے والا اللہ کی بارگاہ میں کھڑاہوکر دعا کرتا ہے ۔گڑاگڑا تا ہے اور خدا سے مانگتا ہے ،چونکہ گناہ انسان اور اللہ کے درمیان حائل ہوکر دعا کو مقید کر دیتے ہیں اور اگر بندہ خدا کے سامنے کھڑے ہوکر دعا کرنے کا موقف اپنا تا ہے تو اس کےلئے اس پہلے مرحلہ کی رعایت کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔
اس مرحلہ (ابتدائے دعا)میں اللہ سے مانگنے، طلب کرنے کے طریقہ کی ابتداء بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک اللہ سے مغفرت طلب کرنا ہے:
<اَللَّہُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِيْ تَہْتِکُ الْعِصَمَ اَللَّہُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوْبَ الَّتِيْ تُنْزِلُ النِّقَمَ۔۔>
“خدایا میرے گناہوں کو بخش دے جو ناموس کو بٹہ لگادیتے ہیں۔ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا باعث ہوتے ہیں ”

یہ جملے مغفرت سے متعلق ہیں ۔
اوردوسرے مرحلہ میں خدا کی یاد ،شکر اور اسکاتقرب طلب کیا گیا ہے:
<وَاَسْأَلُکَ بِجُوْدِکَ اَنْ تُدْنِیَنِيْ مِنْ قُرْبِکَ وَاَنْ تُوْزِعَنِيْ شُکْرَکَ وَاَنْ تُلْهِمَنِيْ ذِکْرَکَ>
"تیرے کرم کے سہارے میرا سوال ہے کہ مجھے اپنے سے قریب بنالے اور اپنے شکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر کا الہام کرامت فرما"
پہلے تو انسان کے لئے خداوند عالم کی بار گاہ میں دعا کرنے کےلئے کھڑاہونا ضروری ہے۔
جس کے نتیجہ میں خداوند عالم اسکے گناہوں کو معاف کریگا،اسکے دل سے پردے ہٹا دیگا۔
دوسرے خداوند عالم کا بندے کو اپنے سے قریب ہونے اسکا شکر کرنے اوراس کے دل میں تذکرہ کرنے کی اجازت دینا ضروری ہے۔
یہ دعا میں وارد ہونے کے ابتدائی فقرے ہیں۔
اسکا دوسرا فقرہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں کو پیش کرنا اوراسکی طرف راغب ہوناہے :
<اَللَّهُمَّ وَاَسْأَلُکَ سُؤَالَ مَنْ اشْتَدَّتْ فَاَقَتُہُ وَاَنْزَلَ بِکَ عِنْدَ اَلشَّدَائِدِحَاجَتَہُ وَعَظُمَ فِيْمَا عِنْدَکَ رَغْبَتُہُ>
"مجھے ہر حال میں تواضع اور فروتنی کی توفیق عطا فرماخدایا میرا سوال اس بے نوا جیسا ہے جس کے فاقے شدید ہوں اور جس نے اپنی حاجتیں تیرے سامنے رکھ دی ہوں اور جس کی رغبت تیری بارگاہ میں عظیم ہو "
اللہ سے کوئی فرار نہیں کرسکتا اور نہ ہی خدا کے علاوہ بندے کی کوئی اور پناہگاہ ہے۔

یہ دو حقیقتیں ہیں:

الف۔اللہ سے کوئی مفر نہیں ہے
<اَللَّهُمَّ عَظُمَ سُلْطَانُکَ وَعَلَا مَکَانُکَ وَخَفِيَ مَکْرُکَ وَظَهَرَاَمْرُکَ وَ غَلَبَ قَهْرُکَ وَجَرَتْ قُدْرَتُکَ وَلَاْيُمْکِنُ الْفِرَارُ مِنْ حُکُوْمَتِکَ >
"خدایا تیری سلطنت عظیم ،تیری منزلت بلند،تیری تدبیر مخفی ،تیرا امر ظاہر،تیرا قہر غالب اور تیری قدرت نافذ ہے اور تیری حکومت سے فرار ناممکن ہے "
ب:اللہ کے علاوہ کو ئی اور پناہ گاہ نہیں ہے
<اَللَّهُمَّ لاَاَجِدُلِذُنُوْبِيْ غَافِراًوَلَالِقَبَائِحِيْسَاتِراً،وَلَالِشَيْ ءٍ مِنْ عَمَلِيَ الْقَبِيْحِ بِالْحَسَنِ مُبَدِّلاًغَيْرَکَ لَااِلٰہَ اِلَّااَنْتَ >
"خدایا میرے گناہوں کے بخشنے والے،میرے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے، میرے قبیح اعمال کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والے تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے "
یہ اس ابتدائی مرحلہ کا دوسرا فقرہ ہے اور اس مرحلہ کے تیسرے فقرے میں حضرت علی انسان کی مایوسی اور اس کی طویل شقاوت کے بارے میں فرماتے ہیں :
<اَللَّهُمَّ عَظُمَ بَلَائِيْ وَ اَفْرَطَ بِيْ سُوْءُ حَالِيْ،وَقَصُرَتْ بِيْ اَعْمَالِيْ،وَقَعَدَتْ بِيْ اَغْلَالِيْ،وَحَبَسَنِيْ عَنْ نَفْعِيْ بُعْدُاَمَلِيْ وَخَدَعَتْنِي الدُّنْيَابِغُرُوْرِهَا،وَنَفْسِيْ بِجِنَايَتِهَاوَمِطَالِي يَاسَيِّدِيْ >
"خدایا میری مصیبت عظیم ہے ،میری بدحالی حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے ،میرے اعمال میں کوتاہی ہے،مجھے کمزوریوں کی زنجیروں نے جکڑکر بٹھا دیا ہے اور مجھے دور درازکی امیدوں نے فوائد سے روک دیا ہے،دنیا نے دھوکہ میں مبتلا رکھا ہے اور نفس نے خیانت اور ٹال مٹول میں مبتلا رکھا ہے اے میرے سردار"
اس بے بسی ،رنج وغم اور شقا وت کے اسباب انسان کا عمل اور اس کی کوششیں ہیںلہٰذا وہ خداوند عالم سے دعا کرے کہ اس کے گنا ہوں کو معاف کردے اور ان گنا ہوں کو اپنے اور دعا کے درمیان حا ئل نہ ہونے دے۔

<فَأَسْئَلُکَ بِعِزَّتِکَ اَنْ لَایَحْجُبَ عَنْکَ دُعَائيْ سُوْءُ عَمَلِيْ وَفِعَالِيْ وَلَا تَفْضَحْنِيْ بِخَفِي مَااطَّلَعْتَ عَلَيْہِ مِنْ سِرِّيْ وَلَاتُعَاجِلْنِيْ بِالْعُقُوْبَةِ عَلٰی مَاعَمِلْتُہُ فِیْ خَلَوَاتِيْ مِنْ سُوْءِ فِعْلِيْ وَ اِسَائَتِيْ وَدَوَامِ تَفْرِيْطِيْ وَجهَا لَتِيْ وَکَثْرَةِ شَہْوَاتِيْ وَغَفْلَتِي>

"تجھے تیری عزت کا واسطہ ۔میری دعاؤں کو میری بد اعمالیاں روکنے نہ پائیں اور میں اپنے مخفی عیوب کی بنا پر بر سر عام رسوانہ ہونے پاؤں۔میں نے تنہا ئیوں میں جو غلطیاں کی ہیں ان کی سزا فی الفور نہ ملنے پائے، چاہے وہ غلطیاں بد عملی کی شکل میں ہو ں یا بے ادبی کی شکل میں۔مسلسل کوتاہی ہو یا جہالت یا کثرت خواہشات و غفلت "

اس مرحلہ کے چو تھے فقرے میں ایک بہت بڑے مطلب کی طرف اشار ہ کیا گیا ہے کہ بندہ کااپنے نقصان اور مایوسی کے وقت خدا کے علاوہ اس کا کو ئی ملجاو ماٴویٰ نہیں ہے :

<اِلٰہِی مَنْ لِيْ غَيْرُکَ اَسْاٴَلُہُ کَشْفَ ضُرِّيْ وَالنَّظَرَ فِيْ اَمْرِي>

"خدایا۔پروردگار۔میرے پاس تیرے علاوہ کون ہے جو میرے نقصانات کو دور کر سکے اور میرے معاملات پر توجہ فرماسکے"

اس مرحلہ کے پانچویں فقرے میں دوباتوں کا اعتراف کیا گیا ہے :

۱۔گناہوں کا اعتراف ۔

۲۔اس چیز کا اعتراف کہ بندہ جب اللہ کے حدودو احکام کی مخالفت کرتاہے اور اپنی خواہشات نفسانی میں غرق ہوجاتا ہے تو وہ خدا کے سامنے کوئی حجت پیش نہیں کرسکتا ہے۔

اس مرحلہ کے آخری اور چھٹے حصہ میں بندہ کا اپنے گناہوں ،معصیت ،نا امیدی شقاوت کا اعتراف کرناہے اوریہ اعلان کہ خدا سے کوئی فرار اختیار نہیں کرسکتا اور اسکے علاوہ بندہ کی کوئی پناہگاہ نہیں ہے،اور ا للہ سے یہ درخواست کرناکہ وہ بندے سے اس کے برے افعال ،جرم وجرائم کا مواخذہ نہ کرے،اللہ کے سامنے گریہ و زاری اور اپنے مسکین ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد بندہ یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے مولا کی بارگاہ میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے،اس سے نادم ہے ، انکساری کرتا ہے چونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف فرار نہیں کیا جاسکتا ہے اور وہ اپنے نقصان اور رنج و غم کے وقت اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے گڑگڑا نہیں سکتا ہے :

<وَقَدْاَتَيْتُکَ يَااِلٰہِي بَعْدَتَقْصِيْرِيْ وَاِسْرَافِي عَلٰی نَفْسِيْ مُعْتَذِراًنَادِماً مُنْکَسِراًمُسْتَقِيْلاًمُنِيْباًمُقِرّاًمُذْعِناًمُعْتَرِفاً لَا اٴَجِدُمَفَرّاًمِمَّاکَانَ مِنِّيْ وَلَامَفْزَعاًاَتَوَجَّہُ اِلَيْہِ فِیْ اَمْرِيغَيْرَقَبُوْلِکَ عُذْرِيْ وَاِدْخَالِکَ اِيَّايَ فِيْ سَعَةِ رَحْمَتِکَ >

"اب میں ان تمام کوتاہیوں اور اپنے نفس پر تمام زیادتیوں کے بعد تیری بارگاہ میں ندامت انکساری، استغفار، انابت، اقرار، اذعان، اعتراف کے ساتھ حاضرہو رہاہوں کہ میرے پاس ان گناہوں سے بھاگنے کے لئے کوئی جائے فرار نہیں ہے اور تیری قبولیت معذرت کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔صرف ایک ہی راستہ ہے کہ تواپنی رحمت کاملہ میں داخل کر لے"

اس مقام پر یہ مرحلہ ختم ہو جاتا ہے ۔

اور اس جملہ<وقد اتیتکَ >کے ذریعہ انسان خداوندعالم کی بارگا ہ میں دعا اور تضرع کرنے کااعلان کرتا ہے۔

یہاں سے دعا کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے اس مرحلہ میں امام علیہ السلام ان وسائل کا تذکر ہ فرماتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ سے متوسل ہوا جاتا ہے اور ہمارے(مولف) نظر یہ کے مطابق وہ چار وسائل ہیں :

پہلا وسیلہ: خداوندعالم کا اپنے بندوں پر فضل وکرم ورحمت اور ان سے محبت کرنا ہے :

<يَامَنْ بَدَءَ خَلْقِيْ وَذِکْرِيْ وَتَرْبِيَتِيْ وَهَبْنِيْ لِاِبْتِدَاءِ کَرَمِکَ وَسَالِفِ بِرِّکَ بِيْ >

“اے میرے پیداکرنے والے ۔اے میرے تربیت دینے والے۔اے نیکی کرنے والے!
اپنے سابقہ کرم اور گذشتہ احسانات کی بنا پر مجھے معاف فرمادے ”
دوسرا وسیلہ: ہمارا خداوندعالم سے محبت (لو لگا نا)کرنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے:
<اَتُرَاکَ مُعَذِّبِيْ بِنَارِکَ بَعْدَ تَوْحِيْدِ کَ وَبَعْدَ مَاانْطَوٰ یٰعَلَيْہِ قَلْبِيْ مِنْ مَعْرِفَتِکَ وَلَہِجَ بِہِ لِسَانِيْ مِنْ ذِکْرِکَ وَاعْتَقَدَہُ ضَمِيْرِيْ مِنْ حُبِّکَ وَبَعْدَصِدْقِ اعْتِرَافِيْ وَدُعَائِيْ خَاضِعاًلِرُبُوْبِيَّتِکَ>
“پروردگار!کیا یہ ممکن ہے کہ میرے عقیدہٴ توحید کے بعد بھی تو مجھ پر عذاب نازل کرے، یا میرے دل میں اپنے معرفت کے باوجود مجھے مورد عذاب قرار دے کہ میری زبان پر مسلسل تیرا ذکر اور میرے دل میں برابر تیری محبت جاگزیں رہی ہے۔ میں صدق دل سے تیری ربوبیت کے سامنے خاضع ہوں ”
تیسرا وسیلہ: ہمارا عذاب کے تحمل کر نے میں کمزوری کا اعتراف ہے اپنی کھال کی کمزوری اور ہڈیو ں کے ناتواںہونے کا اقرار کرناہے :
<وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفِيعَنْ قَلِيْلٍ مِنْ بَلاَءِ الدُّنْيَاوَعُقُوْبَاتِہَاوَمَايَجْرِيْ فِيْہَامِنْ الْمَکَارِہِ عَلٰ یٰاَهْلِہَاعَلٰ یٰاَنَّ ذٰلِکَ بَلاَ ءٌ وَمَکْرُوْہٌ قَلِيْلٌ مَکْثُہُ يَسِيْرٌبَقَائُہُ قَصِيْرٌمُدَّتُہُ فَکَيْفَ اِحْتِمَالِيْ لِبَلاَءِ الآخِرَةِ وَجَلِيْلِ وَقُوْعِ الْمَکَارِہِ فِيْہَا۔۔ اِلٰہِي وَرَبِّيْ وَسَيِّدِي لِاَيِّ الْاُمُوْرِاِلَيْکَ اَشْکُوْوَلِمَامِنْہَااَضِجُّ وَاَبْکِيْ لِاَلِيْمِ الْعَذَابِ وَشِدَّتِہِ اَمْ لِطُوْلِ الْبَلاَءِ وَمُدَّتِہِ >
“پروردگار تو جانتا ہے کہ میں دنیا کی معمولی بلا اور ادنیٰ سی سختی کو برداشت نہیں کر سکتا اور میرے لئے اس کی ناگواریاں ناقابل تحمل ہیں جب کہ یہ بلائیں قلیل اور ان کی مدت مختصر ہے۔تو میں ان آخرت کی بلاوٴں کو کس طرح برداشت کروں گا جن کی سختیاں عظیم ہیں۔۔۔خدایا۔ پروردگارا۔ میرے سردار۔میرے مولا! میں کس کس بات کی فریاد کروں اور کس کس کام کے لئے آہ وزاری اور گریہ وبکا کروں ،قیامت کے دردناک عذاب اور اس کی شدت کے لئے یا اس کی طویل مصیبت اور دراز مدت کے لئے”
چو تھا وسیلہ : امام علیہ السلام نے اس دعا میں بیان فرمایا ہے وہ اس بھاگے ہو ئے غلام کی طرح ہے جس نے اپنے آقا کی نافرمانی کی ہو اور وہ پھر اپنے آقا کی پناہ اور اس کی مدد چاہتا ہو جب اسکے تمام راستہ بند ہو گئے ہوں اور اس کی اپنے مولا کے علاوہ کوئی پنا ہگاہ نہ ہو۔
اس وسیلہ کی امام علیہ السلام ان کلمات میں عکاسی فرماتے ہیں :
<فَبِعِزَّتِکَ يَاسَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ اُقْسِمُ صَادِقاً لَا□نْ تَرَکْتَنِي نَاطِقاًلَا ضِجَّنَّ اَلَيْکَ بَيْنَ اَهْلِہَاضَجِيْجَ الْآمِلِيْنَ وَلاَ صْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَسْرِخِيْنَ وَلَاُ بْکِيَنَّ عَلَيْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِيْنَ وَلَاُنَادِيَنَّکَ اَيْنَ کُنْتَ يَاوَلِيَّ الْمُوٴْمِنِيْنَ يَاغَايَةَ آمَالِ الْعَارِفِيْنَ يَاغِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَاحَبِيْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِيْنَ وَ يَااِلٰہَ الْعَالَمِيْنَ>
“تیری عزت و عظمت کی قسم اے آقاو مولا! اگر تونے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گا۔اور فریادیوں کی طرح نالہ و شیون کروں گااور “عزیز گم کردہ ”کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آوازدوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید،فریادیوں کا فریادرس ۔صادقین کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے”
یہاں پراس دعا ئے شریفہ کے چار وں وسیلے پیش کرنے کے بعد دوسرا مرحلہ ختم ہوجاتا ہے جن کے ذریعہ بندہ اللہ سے دعا اور سوال کرنے کےلئے لو لگاتا ہے ۔
اب ہم اس دعا ئے شریفہ کے تیسر ے مرحلہ کو پیش کر تے ہیں ۔(امام علیہ السلام ان چاروں وسیلوں سے اللہ سے متوسل ہو نے کے بعد)جس میں امام علیہ السلام اپنی حاجات ومطالب کو یکے بعد دیگر ے خدا کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں یہ تمام حاجتیں ایک پست نقطہ یعنی بندہ کی حیثیت اور اس کے عمل سے شروع ہوتی ہیں اور بلندترین نقطہ قمہ یعنی انسان کا اپنے آقا کی رحمت کے سلسلہ میں وسیع شوق پر ختم ہو تی ہیں ۔

ہم پستی کے مقام پر اس طرح پڑھتے ہیں :

<اَنْ تَهَبَ لِيفِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَفِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ كُلَّ جُرْمٍ اَجْرَمْتُہُ وَكُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہُ وَكُلَّ قَبِيْحٍ اَسْرَرْتُہُ >

" مجھے اِسی رات میں اور اِسی وقت معاف کردے ۔میرے سارے جرائم،سارے گناہ اور ساری ظاہری اور باطنی برائیاں۔۔۔ "

اور بلند نظری کے سلسلہ میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں :

<وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَحْسَنِ عَبِيْدِکَ نَصِيْباً عِنْدَکَ وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْکَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَّدَيْکَ >

" اور مجھے بہترین حصہ پانے والا ،قریب ترین منزلت رکھنے والا اور مخصوص ترین قربت کا حامل بندہ قرار دینا "

اور جن حاجتوں کو امام علیہ السلام نے ان فقروں میں بیان فرمایا ہے ان کے چار گروہ ہیں ۔

۱۔پہلا گروہ :خداوندعالم ہم کو بخش دے اور ہم سے ہمار ے گناہوں کا مواخذ ہ نہ کرے ہماری برائیو ں سے در گذرفرما ہمار ے جرم اور جن برائیوں کا ہم نے ارتکاب کیا ان کو معاف فرما:

<اَنْ تَهَبَ لِيْ فِىْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَفِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ كُلَّ جُرْمٍ اَجْرَمْتُہُ وَكُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہُ وَكُلَّ قَبِيْحٍ اَسْرَرْتُہُ وَكُلَّ جَهْلٍ عَمِلْتُہُ كَتَمْتُہُ اَوْاَعْلَنْتُہُ،اَخْفَيْتُہُ اَوْ اَظْهَرْتُہُ،وَكُلَّ سَيِّئَةٍ اَمَرْتَ بِاِثْبَاتِهَاالْكِرَامَ الْكَاتِبِيْنَ الَّذِيْنَ وَكَّلْتَهُمْ بِحِفْظِ مَايَكُوْنُ مِنِّي وَجَعَلْتَهُمْ شُهُوْداًعَلَىَّ مَعَ جَوَارِحِي >

" مجھے اِسی رات میں اور اِسی وقت معاف کردے ۔میرے سارے جرائم،سارے گناہ اور ساری ظاہری اور باطنی برائیاں اور ساری جہالتیں جن کو میں نے خفیہ طریقہ سے یا علی الاعلان چھپاکر یا ظاہر کر کے عمل کیا ہے اور میری تمام خرابیاں جنھیں تونے درج کر نے کا حکم کراماً کاتبین کو دیا ہے جن کواعمال کے محفوظ کرنے کے لئے معین کیا ہے اور میرے اعضاء و جوارح کے ساتھ ان کو میرے اعمال کا گواہ قرار دیا ہے "

دوسرے گروہ میں امام علی علیہ السلام اللہ سے رحمت نازل کرنے کےلئے عرض کرتے ہیں اور خدا سے عرض کرتے ہیں اے پروردگار وہ ہر شان ،ہر رزق اور خیر جو تو نازل کرتاہے اس میں میرا حصہ قرار دے ۔

<وَاَنْ تُوَفِّرَحَظِّي مِنْ كُلِّ خَيْرٍاَنْزَلْتَہُ اَوْبِرٍّ نَشَرْتَہُ اَوْ رِزْقٍ بَسَطْتَہُ >

"میرے پروردگار اپنی طرف سے نازل ہونے والے ہر خیر و احسان اور نشر ہونے والی ہرنیکی ،ہر وسیع رزق،ہر بخشے ہوئے گناہ،عیوب کی ہر پردہ پوشی میں سے میرا وافر حصہ قرار دے "

یہ وسیع دعا ان تمام چیزوں کو شامل ہے جو اللہ کی رحمتوں سے خارج نہیں ہو سکتی ہیں ۔

اس دعاکے تیسرے گروہ میں طولا نی فقرے ہیں اور اس مطلب کی عکاسی کرتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام نے اللہ سے لو لگانے کا بڑا اہتمام فرمایا ہے ۔

مولائے کائنات خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ میرے اوقات کو اپنے ذکر سے پر کردے اپنی خدمت میں لگے رہنے کی دھن لگادے ، اپنے (خدا) سے ڈرتے رہنے کی تو فیق عطا کر ، اپنے سے قریب کر اور اپنے جو ارمیں جگہ عطا فرما :

<اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ اَوْقَاتِي مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِذِكْرِکَ مَعْمُوْرَةً وَبِخِدْمَتِکَ مَوْصُوْلَةً۔۔۔ قَوِّعَلٰى خِدْمَتِکَ جَوَارِحِي، وَاشْدُدْعَلَى الْعَزِيْمَةِ جَوَانِحِي وَهَبْ لِىَ الْجِدَّفِي خَشْيَتِکَ وَالدَّوَامِ فِي الْاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِکَ حَتّٰى اَسْرَحَ اِلَيْکَ فِي مَيَادِيْنِ السَّابِقِيْنَ،وَاَشْتَاقَ اِلٰى قُرْبِکَ فِي الْمُشْتَاقِيْنَ وَاَدْنُوَمِنْکَ دُنُوَّالْمُخْلِصِيْنَ،وَاَخَافَکَ مَخَافَةَالْمُوْقِنِيْنَ،وَاَجْتَمِعَ فِي جِوَارِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ >

"میں تجھ سے سوال کرتاہوںکہ دن اوررات میں جملہ اوقات اپنی یادسے معمور کرد ے ۔ اپنی خدمت کی مسلسل توفیق عطا فرما۔۔۔اپنی خدمت کے لئے

میرے اعضاء و جوارح کو مضبوط کر دے اور اپنی طرف رخ کرنے کے لئے میرے ارادہٴ دل کو مستحکم بنادے۔اپنا خوف پیدا کرنے کی کوشش اور اپنی مسلسل خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما تاکہ تیری طرف سابقین کے ساتھ آگے بڑھوں اور تیز رفتار افراد کے ساتھ قدم ملا کر چلوں ۔مشتاقین کے درمیان تیرے قرب کا مشتاق شمار ہوں اور مخلصین کی طرح تیری قربت اختیار کروں۔صاحبان یقین کی طرح تیرا خوف پیدا کروں اور مومنین کے ساتھ تیرے جوار میں حاضری دوں”

ہمارے لئے یہ بتا نا ضروری ہے کہ پہلے اور تیسرے گروہ کے دعا کے تمام فقرے بندے کے اللہ سے لولگانے کےلئے مخصوص ہیں لیکن پہلے گروہ (قسم) میں سلبی پہلو اختیار کیا گیا ہے اس میں انسان اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے ان سے در گذر چاہتا ہے ؛اور تیسرے گروہ (قسم)میں ایجابی (مثبت)پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے اس میں خدا سے اخلاص ، خوف ، خشیت ،حب اور شوق کی بنیاد پر اللہ سے لولگانے کو کہا گیا ہے ۔

چوتھے گروہ (قسم) میں ان مطالب کو مد نظر رکھا گیا ہے جن میں امام نے خداوند عالم سے ظالموں کے مکراوران کے شر سے بچنے کی در خواست کی ہے اور ان کے شر کو خود ان ہی کی طرف پلٹنا نے کو کہا ہے اور ظالموں کے ظلم اور ان کی اذیتوں سے محفوظ رہنے کی در خواست کی ہے :

< اَللَّھُمَّ وَمَنْ اَرَادَنِيْ بِسُوْءٍ فَاَرِدْہُ،وَمَنْ کَادَنِي فَکِدْہُ >

“خدایا !جو بھی کوئی میرے لئے برائی چاہے یا میرے ساتھ کوئی چال چلے تو اسے ویسا ہی بدلہ دینا ”

<وَاکْفِنِيْ شَرَّالْجِنِّ وَالْاِنْسِ مِنْ اَعْدَائِيْ>

“اورمجھے تمام دشمنان جن وانس کے شر سے محفوظ فرمانا ”

یہ اس دعا شریف کا بہت ہی مختصر اور مفید خلاصہ ہے ۔

لہٰذا اس اجمال کی تشریح کرنا ضروری ہے ۔

دعا ء کمیل کے چار و سیلے

اب ہم دعاء کمیل کے چارو سیلوں کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں اور یہ اس دعا شریف کی دوسری فصل ہے ۔

پہلا وسیلہ

خدا وند عالم نے اپنے بندے پر پہلے ہی اپنا فضل و کرم فرمادیا ہے ۔جب بندہ اپنے عمل و کو شش میں عاجزہو جاتا ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان پر دے حائل ہوجاتے ہیں تو خدا کا بندے پر فضل اور اس کی رحمت خدا تک پہنچنے کے لئے بندہ کی شافع ہوتی ہے ۔

خدا کا بندے پر سابق فضل اور رحمت نازل کرنا اللہ کا بندے سے محبت کرنے کی علامت ہے ۔

اور اسی (حب الٰہی)کے ذریعہ بندہ خدا وند عالم کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتا ہے جب بندہ خدا کی رحمت کا مستحق نہیں ہوتا تو اللہ کی محبت اس کو اپنی رحمت اور فضل کا اہل بنا دیتی ہے اور اس کو مقام اجابت تک پہنچاتی ہے امام علیہ السلام اس وسیلہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

<یَامَنْ بَدَ ءَ خَلْقِيْ وَذِکْرِيْ وَتَرْبِیَتِيْ وَبِرِّيْ،ھَبْنِیْلاِبْتِدَاءِ کَرَمِکَ وَسَالِفِ بِرِّکَ بِيْ >

“اے میرے پیداکرنے والے ،اے میرے تربیت دینے والے،اے نیکی کرنے والے! اپنے سابقہ کرم اور گذشتہ احسانات کی بنا پر مجھے معاف فرمادے ”

ہماری پیدائش بھی اللہ سے سوال کرنے سے پہلے نیکی کاذکر، خلق اور
تربیت کے ذریعہ ہو ئی جبکہ ہم اس کے مستحق نہیں تھے ۔
جب ہما رے گناہ اور ہماری برائیاں اللہ کی نیکی اور اس کی رحمت کے
درمیان حا ئل ہو جا تے ہیں تو اللہ کی محبت ہماری شفاعت کرتی ہے اور ہم کو اللہ
کے روبر واور اسکی رحمت کے مقام پر لاکر کھڑاکردیتی ہے ۔

دوسرا وسیلہ

ہماری خدا سے محبت ، اس کی ہمارے لئے کا میاب محبت کا وسیلہ ہے
۔امام علیہ السلام نے پہلے وسیلہ میں خدا کی محبت کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد
خداوند عالم سے اپنی محبت کو وسیلہ قرار دیا ہے ۔
اس وسیلہ کے سیاق میں ہمارا خدا کی وحدانیت کا اقرار ، اس کی بارگاہ
میں خضوع و خشوع، ہماری نمازیں سجدے ، ذکر ، شہادت (گواہی)، اس کی
ربوبیت کا اقرار نیز اس کی عبودیت کا اقرار کرنایہ تمام چیزیں آتی ہیں ۔
ان تمام چیزوں کا مرجع دو ہی چیزیں ہیں :ہمارا اس سے محبت کرنا اور اس
کی توحید کا اقرار کرنا ہے ۔بیشک (حب)اور (توحید)دونوں ایسے سرمایہ ہیں جن کو
اللہ ردنہیں کرتا ہے اور ہم کو بھی دو نوں چیزوں میں ایک لحظہ کیلئے بھی کو ئی
شک نہیں کرنا چاہئے ۔
امام علیہ السلام اس وسیلہ سے متوسل ہونے کےلئے فرماتے ہیں :
< اَتُرَاکَ مُعَذِّبِيْ بِنَارِکَ بَعْدَ تَوْحِيْدِکَ وَبَعْدَ مَاانْطَوِیٰعَلَيْہِ قَلْبِيْ مِنْ مَعْرِفَتِکَ وَلَهِجَ بِہِ لِسَانِيمِنْ ذِکْرِکَ وَاعْتَقَدَہُ ضَمِيْرِيْ مِنْ حُبِّکَ وَبَعْدَصِدْقِ اعْتِرَافِيودُعَائِيْ خَاضِعاً لِّرُبُوبِيَّتِکَ >
“کیا یہ ممکن ہے کہ میرے عقیدہٴ توحید کے بعد بھی تو مجھ پر عذاب نازل
کرے، یا میرے دل میں اپنی معرفت کے باوجود مجھے مورد عذاب قرار دے کہ میری
زبان پر مسلسل تیرا ذکر اور میرے دل میں برابر تیری محبت جاگزیں رہی ہے۔میں
صدق دل سے تیری ربوبیت کے سامنے خاضع ہوں ’

یہاں پرہم دعا کے اس فقرہ سے متعلق ایک واقعہ نقل کرتے ہیں ۔
کہا جاتا ہے :جب خدا وند عالم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی
حکو مت وسلطنت عطا کی توآپ ایک دن اپنے گھر کے سامنے تخت پر ایک ایسے
نیک وصالح بندے کے ساتھ تشریف فرماتھے جس کو اللہ نے علم اور نور عطا کیاتھا ،
اسی وقت اس تخت کے پاس سے ایک نوجوان کا گذر ہواتو اس صالح بندے نے
حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیاآپ اس جوان کو پہچانتے ہیں؟
آپ نے فرمایا :نہیں تو اس بندے نے عرض کیا :یہ وہی بچہ ہے جس نے آپ
کے بری وپاک ہونے کی اس وقت گواہی دی تھی جب عزیز مصر کی زوجہ نے آپ
پر الزام لگایا تھا ۔
<وَشَہِدَشَاہِدٌ مِنْ اَهْلِہَااِنْ کَانَ قَمِيْصُہُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَمِنَ الْکَاذِبِيْنَ ۔وَاِنْ کَانَ قَمِيْصُہُ قُدَّمِنْ دُبُرٍفَکَذَبَتْ وَهُوَمِنَ الصَّادِقِيْنَ >(۱)
“اور اس پر اس کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گو اہی بھی دیدی کہ
اگر ان کا دامن سا منے سے پھٹا ہے تو وہ سچی ہے اور یہ جھوٹوں میں سے ہیں
اور اگر ان کا کر تا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ جھو ٹی ہے اور یہ سچو ں میں سے ہیں
”

یہ وہی شیر خوا ربچہ ہے جس نے گہوار ے میں آپ کی گواہی دی تھی اور
یہ اب جوان ہوگیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو بلا یا ،اپنے پہلو میں
بیٹھایا اور اس کا بہت زیادہ احترام کیا اور وہ عبد صالح حضرت یو سف علیہ السلام
کے پاس متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے حضرت یوسف کے اس برتاؤکا مشاہد ہ کرتارہا۔
حضرت یوسف علیہ السلام نے اس نیک بندے سے فرمایا۔کیا تم کو میرے اس
جوان کے عزت وکرام کر نے پر تعجب ہو رہاہے ؟ تو اس نے کہا :نہیں لیکن اس جوان
کی آپ کے بری الذمہ ہو نے کی گواہی کے علاوہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے ،خدا

نے اس کو قوت گویائی عطا کی جبکہ اس کی خود اس

----

(۱)سورئہ یو سف آیت/۲۶۔۲۷۔

میں کوئی فضیلت نہیں ہے ،اس کے باوجود آپ نے اس کا اتنا زیادہ اکرام کیا اس کو اتنی عزت دی ہے ۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی بندہ اللہ کے سامنے اتنے طولانی سجد ے کرے اور وہ اس کو جہنم کی آگ میں جلادے ،یا اس بندے کے اس دل کو جلادے جو اس کی محبت سے لبریزہے ،یا اس کی اس زبان کو جلادے جس سے اس نے خدا کو بہت زیادہ یاد کیایا اسکی وحدانیت کی گواہی دی اور اس کی وجہ سے شرک کا انکار کیا ہے ؟

حضرت امام علی علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں :

<وَلَیْتَ شِعْرِيْ یَاسَیِّدِيْ وَاِلٰهِيْ وَمَوْلَائِيْ اَتُسَلِّطُ النَّارَعَلٰی وُجُوْهٍ خَرَّتْ لِعَظْمَتِکَ سَاجِدَةً وَعَلٰی اَلْسُنٍ نَطَقَتْ بِتَوْحِیْدِکَ صَادِقَةً وَبِشُکْرِکَ مَادِحَةً وَعَلٰی قُلُوْبٍ اعْتَرَفَتْ بِاِلٰهِیَّتِکَ مُحَقِّقَةً وَعَلٰی ضَمَائِرَحَوَتْ مِنَ الْعِلْمِ بِکَ حَتّٰی صَارَتْ خَاشِعَةً وَعَلٰی جَوَارِحَ سَعَتْ اِلٰی اَوْطَانِ تَعَبُّدِکَ طَائِعَةً،وَاَشَارَتْ بِاِ سْتِغْفَارِکَ مُذْعِنَةً مَا هٰکَذَاا لظَّنُّ بِکَ وَلَااُخْبِرْنَابِفَضْلِکَ عَنْکَ یَاکَرِیْمُ >

"میرے سردار ۔میرے خدامیرے مولا ! کاش میں یہ سوچ بھی سکتا کہ جو چہرے تیرے سامنے سجدہ ریز رہے ہیں ان پر بھی توآگ کو مسلط کردے گااور جو زبانیں صداقت کے ساتھ حرف توحید کو جاری کرتی رہی ہیں اور تیری حمد وثنا کرتی رہی ہیں یا جن دلوں کو تحقیق کے ساتھ تیری خدائی کا اقرار ہے یا جو ضمیر تیرے علم سے اس طرح معمور ہیں کہ تیرے سامنے خاضع وخاشع ہیں یا جو اعضاء و جوارح تیرے مراکز عبادت کی طرف ہنسی خوشی سبقت کرنے والے ہیں اور تیرے استغفا ر کو یقین کے ساتھ اختیار کرنے والے ہیں ؛ان پر بھی تو عذاب کرے گا۔ہر گز تیرے بارے میں ایسا خیال بھی نہیں ہے اور نہ تیرے فضل وکرم کے بارے میں ایسی کو ئی اطلاع ملی ہے "

تیسرا وسیلہ

عذاب برداشت کرنے کے مقابلہ میں ہمارا کمزور ہو نا ، ہماری کھال کا باریک ہونا ،ہماری ہڈیوں کا کمزور ہونا ،ہم میں صبر اور قوت برداشت کے مادہ کاکم ہونا ،کمزوری، قوی متین تک پہنچنے میں ایک کا میاب وسیلہ ہے ،ہر کمزورقوی کو جذب کرنے اور اس کی عطوفت ومحبت کو اخذ کر نے کی خواہش کرتا ہے ۔

بیشک کمزور میں ایک راز ہے جس کی بنا پراسے ہمیشہ قوی کی طلب ہو تی ہے اسی طرح قوی (طاقتور)کو ہمیشہ کمزور کی تلاش رہتی ہے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کی تلاش رہتی ہے ۔

بیشک شیرخوار اپنی کمزوری کی بناء پر اپنی ماں کی محبت چاہتا ہے جس طرح مادر مہربان کو بچہ کی کمزوری اوراس کی رقت کی چاہت ہو تی ہے ۔

کمزور کا اسلحہ اور وسیلہ بکا اور امید ہے امیرالمو منین علی علیہ لاسلام اس دعا ء کمیل میں فرماتے ہیں :

<یَامَنِ اسْمُہُ دَوَاءٌ،وَذِکْرُہُ شِفَاءٌ وَطَاعَتُہُ غِنیً اِرْحَمْ مَنْ رَّاسُ مَالَہُ الرَّجَاءُ وَسِلاَحَہُ الْبُکَاءُ >

"اے وہ پروردگار جس کانام دوا،جس کی یاد شفا۔۔۔ اس بندہ پر رحم فرماجس کا سرمایہ فقط امیداور اس کا اسلحہ فقط گریہ ہے"

بیشک فقیر کا اصل سرما یہ غنی (مالدار)سے امید رکھناہے ،کمزور کا اسلحہ، قوی کے نزدیک گریہ وزاری کر ناہے ،اوردنیا میں جو کمزور کے ،قوی وطاقتور سے اور طاقتور کے کمزور سے لو لگا نے کے سلسلہ میں اللہ کی سنتوں کو نہیں سمجھ پا ئے گا وہ اس دعا ء کمیل میں حضرت علی علیہ السلام کے ان موثر فقروں کو نہیں سمجھ پائیگا ۔

حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام دوسری مناجات میں فرماتے ہیں :

<انت القوي واناالضعيف وهل يرحم الضعيف الاالقوي>

"تو قوی ہے اور میں کمزور ہوں اور کیا طاقتور کے علاوہ کو ئی کمزور پر رحم کر سکتا ہے "

امام علیہ السلام اس دعا کمیل میں بندے کی کمزور ی ،اس کی تدبیر کی کمی اسکے صبر وتحمل کے جلد ی ختم ہوجانے ،کھال کے رقیق ہو نے اور اسکی ہڈیوںکے رقیق ہونے سے متوسل بہ بارگا ہ خد ا و ند قدوس ہوتے ہیں ۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں :

<يَارَبِّ ارْحَمْ ضَعْفَ بَدَنِي وَرِقَّةَجِلْدِيْ وَدِقَّةَ عَظْمِيْ>

"پروردگار میرے بدن کی کمزوری، میری جلد کی نرمی اور میرے استخواں کی باریکی پر رحم فرما '

ہم کو دنیا میں کا نٹا چبھتا ہے ،انگارے سے ہمارا ہاتھ جل جاتا ہے اور جب ہم کودنیا میں ہلکی سی بیماری لا حق ہو جاتی ہے تو ہماری نیند اڑجاتی ہے اور ہم بے چین ہو جاتے ہیں ،جبکہ اس تھوڑی سی دیر کی بیماری کو خداوندعالم نے امتحان کے لئے قرار دیا ہے تو ہم اس وقت کیا کریں گے جب ہم درد ناک عذاب کی طرف لے جائے جا ئیںگے اورعذاب کے فرشتوں سے کہا جائیگا :

<خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمُ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍذَرْعُهَاسَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فَاسْلُکُوْهُ >(١)

"اب اسے پکڑو اور گرفتار کرلو ،پھر اسے جہنم میں جھونک دو ،پھر ستر گز کی ایک رسی میں اسے جکڑلو "

امام علیہ السلام فرما تے ہیں :

<وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفِیعَنْ قَلِيْلٍ مِنْ بَلاَءِ الدُّنْيَاوَعُقُوْبَاتِهَاوَمَايَجْرِیْ فِيْهَا مِنَ الْمَکَارِهِ عَلَ یٰاَهْلِهَاعَلَ یٰاَنَّ ذٰلِکَ بَلاَ ءٌ وَمَکْرُوْهٌ قَلِيْلٌ مَکْثُہُ يَسِيْرٌبَقَائُہُ قَصِيْرٌمُدَّتُہُ

---

(١)سورئہ الحاقة آیت/٣٢،٣١،٣٠۔

فَکَيْفَ اِحْتِمَالِیْ لِبَلاَءِ الآخِرَةِ وَجَلِيْلِ وَقُوْعِ الْمَکَارِهِ فِيْهَاوَهُوَ بَلَاءٌ تَطُوْلُ مُدَّتُہُ وَيَدُوْمُ مُقَامُہُ وَلَايُخَفِّفُ عَنْ اَهْلِہِ لِاَنَّہُ لَايَکُوْنُ اِلَّاعَنْ غَضَبِکَ وَاَنْتِقَامِکَ وَسَخَطِکَ وَ هٰذَا مَالَاتَقُوْمُ لَہُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ يَاسَيِّدِيْ فَکَيْفَ لِيْ وَاَنَاعَبْدُکَ الضَّعِيْفُ الذَّلِيْلُ الْحَقِيْرُالْمِسْکِيْنُ الْمُسْتَکِيْنُ يَااِلٰهِي وَرَبِّيْ وَسَيِّدِیْ وَمَوْلَايَ>

"پروردگار اتو جانتا ہے کہ میں دنیا کی معمولی بلا اور ادنیٰ سی سختی کو برداشت نہیں کر سکتا اور میرے لئے اس کی ناگواریاں ناقابل تحمل ہیں جب کہ یہ بلائیں قلیل اور ان کی مدت مختصر ہے۔تو میں ان آخرت کی بلاؤں کو کس طرح برداشت کروں گا جن کی سختیاں عظیم،جن کی مدت طویل اور جن کا قیام دائمی ہے۔جن میں تخفیف کا بھی کوئی امکان نہیں ہے اس لئے کہ یہ بلائیں تیرے غضب اور انتقام کا نتیجہ ہیں اور ان کی تاب زمین وآسمان نہیں لاسکتے ،تو میں ایک بندۂ ضعیف و ذلیل و حقیر ومسکین وبے چارہ کیا حیثیت رکھتا ہوںخدایا، پروردگارا، میرے سردار،میرے مولا"

چو تھا وسیلہ

امام علیہ السلام اس دعا میں بندہ کے اللہ سے مضطر ہو نے کو بیان فر ماتے ہیں اورانسان کےلئے اضطرار ایک کا میاب وسیلہ ہے اور اس کی حا جتیں اللہ کے علاوہ کسی اور کے ذریعہ پوری نہیںہو سکتی ہیں ۔

ہماری اضطرار سے مراد یہ ہے کہ انسان کی حا جتیں اللہ کے علاوہ کو ئی اورپورا نہیں کر سکتا ہے اور اس کی پنا ہگاہ کے علاوہ کوئی پنا ہگاہ نہیں ہے ،انسان

اللہ کے علاوہ کسی اور جگہ بھاگ کر جابھی نہیں سکتا اللہ کے علاوہ اس کو کوئی اور پناہگاہ نہیں مل سکتی ہے ۔

چھو ٹابچہ بچپن میں اپنے ماں باپ کے علاوہ کسی اورکو ایسا نہیں پاتا جو اس کے کام آئے اس کا دفاع کر ے اس کی حاجتیں پوری کرے اس کی ہر خواہش وچاہت پر لبیک کہے اس پر عطوفت کرے لہٰذا وہ اپنے والدین سے مانوس ہوتا ہے وہ اپنے ابھرتے بچپن میں ان دونوں سے اپنے ہر مطالبہ اور ہر ضرورت کوان کی رحمت رافت شفقت سے پاتا ہے جب بچہ کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو ان کو تکلیف ہو تی ہے جب اس کو کسی چیز کا خوف ہوتا ہے تو وہ اپنے والدین کی پناہ میں آجاتا ہے اور ان کے پاس اس کو امن وچین ،رحمت اور شفقت ملتی ہے اس کی ضرورتیں پوری ہو تی ہیں اور جس چیز سے اس کو خوف ہو تا ہے ان سے امان ملتی ہے ۔

جب وہ کبھی ایسا کام انجام دیتا ہے جس میں وہ ان دونوں کے عقاب کا مستحق ہو تا ہے اور اس کو اپنی جان کا خوف ہو تا ہے تو وہ اپنے دائیں بائیں نظریں ڈالتا ہے تو اس کو کوئی پناہگا ہ نظر نہیں آتی اور نہ ہی وہ ان دونوں سے فرار کر سکتا ہے اور ان کے علاوہ کوئی امن کی جگہ اس کو نظر نہیں آتی تو انھیں کی پنا ہگا ہ میں چلا جاتا ہے اور اپنے نفس کو ان کا مطیع وفرمانبردار کہہ کران سے فریاد کرتا ہے حالا نکہ وہ دونوں اس کو مار نے اور مواخذ ہ کرنے کا اراد ہ کرتے ہیں ۔

والدین کو بھی اس طرح کے اکثر مناظردیکھنے کو ملتے ہیں اور بچہ ان کی محبت اور عطو فت کوحاصل کرلیتا ہے ۔

امام علیہ السلام اس دعا ئے شریفہ میں اسی معنی کی طرف اشارہ فر ماتے ہیں کہ آپ ہر مسئلہ میں اللہ سے پناہ مانگتے تھے جب آپ پر کو ئی سخت وقت آتاتھا،کو ئی مصیبت پڑتی تھی یا کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو آپ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرتے تھے اور اسی سے لو لگاتے تھے لیکن پھر بھی آ پ کو اپنی مصیبت کے سلسلہ میں اللہ کے علاوہ اور کو ئی پناہگاہ نہیں ملتی تھی امام علیہ السلام انسان کا اسی حالت میںمشاہدہ کرتے ہیں وہ خداوند عالم کے اسی غضب کے سا منے ہے جس کی رحمت کی اسے امید ہے اور اس خداوند قدوس کی عقوبت کے سامنے ہے جس کے غضب سے وہ سلا متی چاہتا ہے ۔

بندے کی (جب وہ اپنے کو اللہ کے عذاب کا مستحق دیکھتا ہے)اللہ کے علاوہ اور کو ئی پناہگاہ نہیںہے اللہ کے علاوہ وہ کہیںفرارا ختیار نہیں کرسکتا نہ اس کو خدا کے علا وہ کسی کی حمایت حا صل ہو سکتی ہے اور نہ ہی وہ خدا کے علا وہ کسی اور سے سوال کرسکتا ہے ۔

جب عذاب کے فرشتے اس کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں تو وہ خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا تا ہے اس سے امن وچین طلب کر تا ہے اس سے فریاد کر تا ہے ،اپنے نفس کےلئے اس سے رحمت طلب کرتا ہے جیسے وہ بچہ کہ جب اس کے والدین اس سے ناراض ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس ان دونو ں کے علاوہ کسی اور کی طرف فرار کر نے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہ جاتی ہے اوروہ ان کے علاوہ وہ کسی کو اپنا مونس ومدد گار نہیں پاتا ہے ۔

ہم امام علیہ السلام سے ان کلمات میں دقیق ورقیق و شفاف مطالب کو سنتے ہیں جن کو توحید اور دعا کی روح وجان کہا جاتا ہے :

<فَبِعِزَّتِکَ یَاسَیِّدِيْ وَمَوْلَايْ اُقْسِمُ صَادِقاً لَا ںْ تَرَکْتَنِيْ نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَیْکَ بَیْنَ اَهْلِهَاضَجِیْجَ الْآمِلِیْنَ وَلاَ صْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَلَاٴبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِیْنَ وَلَاُنَادِیَنَّکَ اَیْنَ کُنْتَ یَاوَلِيَّ الْمُوْٴمِنِیْنَ یَاغَایَۃَ آمَالِ الْعَارِفِیْنَ یَاغَیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَاحَبِیْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِیْنَ وَ یَااِلٰہَ الْعَا لَمِیْنَ>

“تیری عزت و عظمت کی قسم اے آقاو مولا! اگر تونے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گااور فریادیوں کی طرح نالہ و شیون کروں گااور “عزیز گم کردہ ”کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آوازدوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید،فریادیوں کا فریادرس،صادقین کے دلوں کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے”

قضیہ کی یہ پہلی وجہ ہے اور دوسری وجہ بھی پہلی وجہ کی طرح واضح و روشن ہے یعنی خداوند عالم کا اپنے بندہ سے رابطہ ۔
پہلی وجہ کا خلا صہ یہ ہے کہ بندہ جب مضطر ہو تا ہے تو خدا سے ہی لو لگاتا ہے اس کی رحمت اور اس کی امن کی تلاش میں رہتا ہے ۔
بندہ سے خداوند عالم کے محبت کرنے کا دو سرا رخ اس وقت نظر آتا ہے جب وہ تیز بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور اُس (خدا) کی رحمت کا طلبگار ہو تا ہے خدا وند عالم سے خود اسی خدا کی طرف فرار کرتا ہے خداوند عالم کی رحمت اور فضل کو اس حال میں طلب کرتا ہے کہ وہ خداوند عالم کی عقوبت اور انتقام کے سامنے ہوتا ہے ۔
کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ ارحم الراحمین ہو نے کے باوجود بندہ کی فریاد سنتا ہو اور اس(بندہ)کو اس کی عقل کی کمی اور جہالت کی وجہ سے اس کا ٹھکانا جہنم بنا دے جبکہ وہ اس سے فریا د کرتا ہے ،اس کا نام لیکر چیختا ہے ،اپنی زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرتا ہے ،اس سے جہنم سے نجات کا سوال کرتا ہے ،اور اسی کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے ۔۔۔اور وہ اس کو جہنم کے عذاب میں ڈال دے اور اس کے شعلے اس کو جلا دیں ،اس کو جہنم کی آواز پریشان کرے ،اس کے طبقوں میں لوٹتارہے، اس کے شعلے اس کو پریشان کریں جبکہ خداوند عالم جانتا ہے کہ یہ بندہ اس سے محبت کرتا ہے یہ سچ بول رہاہے اس کی توحید کا اقرار کر رہا ہے اس سے پناہ مانگ رہا ہے اور اسی کا مضطر ہے ۔
پس تم غور سے سنو :
اَفَتُرَاکَ سُبْحَانَکَ یَااِلٰهِيْ وَبِحَمْدِکَ تَسْمَعُ فِیْهَاصَوْتَ عَبْدٍمُسْلِمٍ سُجِنَ فِیْهَابِمُخَالَفَتِهِ وَذَاقَ طَعْمَ عَذَابِهَابِمَعْصِیَتِهِ وَحُبِسَ بَیْنَ اَطْبَاقِهَابِجُرْمِهِ وَجَرِیْرَتِهِ وَهُوَیَضِجُّ اِلَیْکَ ضَجِیجَ مُؤَمِّلٍ لِرَحْمَتِکَ وَیُنَادِی□کَ بِلِسَانِ اَهْلِ تَوْحِ□یدِکَ وَیَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِرُبُوبِیَّتِکَ یَامَوْلاٰیَ فَکَیْفَ یَبْقٰی فِی الْعَذَابِ وَهُوَیَرْجُوْ مَاسَلَفَ مِنْ حِلْمِکَ اَمْ کَیْفَ تُؤْلِمُهُ النَّارُ وَهُوَیَاْمُلُ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ اَمْ کَیْفَ یُحْرِقُهُ لَهِ□یبُهَاوَاَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَهُ وَتَرٰی مَکَانَهُ اَمْ کَیْفَ یَشْتَمِلُ عَلَیْهِ زَفِ□یرُهَاوَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَهُ اَمْ کَیْفَ یَتَقَلْقَلُ بَیْنَ اَطْبَاقِهَاوَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَهُ اَمْ کَیْفَ تَزْجُرُهُ زَبَانِیَتُهَاوَهُوَیُنَادِ□یکَ یٰارَبَّهُ اَمْ کَیْفَ یَرْجُوْ فَضْلَکَ فِ□ی عِتْقِهِ مِنْهَافَتَتْرُکُهُ فِ□□یْهَاهَیْهَاتَ مَاذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ وَلَاالْمَعْرُوفُ مِنْ فَضْلِکَ وَلَامُشْبِهٌ لِمَاعَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِ□ینَ مِنْ بِرِّکَ وَاِحْسَانِکَ >
“اے میرے پاکیزہ صفات ،قابل حمد وثنا پروردگار کیا یہ ممکن ہے کہ تواپنے بندۂ مسلمان کو اس کی مخالفت کی بنا پر جہنم میں گرفتار اور معصیت کی بنا پر عذاب کا مزہ چکھنے والااور جرم و خطا کی بنا پر جہنم کے طبقات کے درمیان کروٹیں بدلنے والا بنادے اور پھر یہ دیکھے کہ وہ امید وار رحمت کی طرح فریاد کناں اور اہل توحید کی طرح پکارنے والا ،ربوبیت کے وسیلہ سے التماس کرنے والا ہے اور تو اس کی آواز نہیں سنتا ہے۔
خدایا تیرے حلم و تحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا،جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تواس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو،جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا،وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے ،جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا اور تو اسے جہنم میں کس طرح چھوڑ دے گا جب کہ وہ تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوگا ،ہر گز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے ،تونے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے”